خواتین کے اہم و جدید
شرعی مسائل
تعلیم و تربیت، زیب و زینت، عبادات و معاملات
کے مسائل و جزئیات، براہین و دلائل سے مزین
تصنیف:
مفتی محمد احسن اویسی
مدرس شعبہ تخصص فی الفقہ، دار العلوم میمن، نیو میمن مسجد، بولٹن مارکیٹ، کراچی
تصحیح و نظر ثانی:
تاج الفقہاء مفتی وسیم اختر المدنی زید مجدہ
رئیس دار الافتاء فیضان شریعت، تین ہٹی کراچی
صدر مدرس شعبہ تخصص فی الفقہ والافتاء: دار العلوم نعیمیہ و دار العلوم میمن کراچی
فرید بک سٹال
۳۸۔ اردو بازار لاہور

تعلیم و تربیت، زیب و زینت، عبادات و معاملات
کے مسائل و جزئیات، براہین و دلائل سے مزین

تصنیف:
مفتی محمد احسن اویسی
مدرس شعبہ تخصص فی الفقہ، دارالعلوم میمن، نیو میمن مسجد بولٹن مارکیٹ، کراچی

تصحیح و نظر ثانی:
تاج الفقہاء مفتی وسیم اختر المدنی زید مجدہ
رئیس دارالافتاء فیضان شریعت، میمن سٹی کراچی
صدر مدرس شعبہ تخصص فی الفقہ والافتاء، دارالعلوم نعیمیہ و دارالعلوم میمن کراچی

فرید بک سٹال
۳۸۔ اُردو بازار لاہور

نام کتاب : خواتین کے اہم وجدید شرعی مسائل

تصنیف : مفتی محمد احسن الیاسی

مطبع : فرید بک سٹال 38 اردو بازار لاہور

تاریخ اشاعت : رمضان المبارک ۱۴۴۲ھ اپریل 2021ء

قیمت : روپے

Farid Book Stall
Phone No: 092-42-37312173-37123435
Fax No. 092-42-37224899
Email:info@faridbookstall.com
Visit us at:www.faridbookstall.com

فرید بک سٹال (پرائیویٹ) لمیٹڈ ۳۸۔ اردو بازار لاہور
فون نمبر ۹۲-۴۲-۳۷۳۱۲۱۷۳-۳۷۱۲۳۴۳۵
فیکس نمبر ۹۲-۴۲-۳۷۲۲۴۸۹۹
ای میل info@faridbookstall.com
ویب سائٹ www.faridbookstall.com

تفصیلی فہرست

عنوانات	صفحہ

عنوانات	صفحہ

عنوانات | صفحہ

عنوانات صفحہ

عنوانات | صفحہ

عنوانات صفحہ

چوتھا باب: وضو، غسل کے متعلق اہم وجدید مسائل

عنوانات	صفحہ

عنوانات | صفحہ

پانچواں باب: نماز کے متعلق اہم وجدید مسائل

عنوانات	صفحہ

چھٹا باب: روزہ وزکوۃ اور حج وعُمرہ کے متعلق اہم وجدید مسائل

عنوانات | صفحہ

ساتواں باب: نکاح وطلاق کے متعلق اہم وجدید مسائل

عنوانات	صفحہ
* نکاح پڑھانے اور اجازت لینے کا صحیح طریقہ کیا ہے؟	241
* کورٹ میرج اور بغیر ایجاب وقبول کے نکاح کا حکم؟	243
* بھاگ کر شادی کرنے کا حکم؟	243
* بچپن کے نکاح کو توڑنے کا حق کیا لڑکی کے پاس ہے؟	245
* حرمتِ مصاہرت کیا ہے؟	246
* شرعی حق مہر کتنا ہے؟	247
* مہر فاطمی کی مقدار کیا ہے؟	248
* حق مہر کی مقدار لڑکی سے پوچھنا ضروری ہے؟	249
* دولہن کے تحائف، زیور اور جہیز کس کی ملکیت ہیں؟	250
* بیوی کا الگ رہائش کا مطالبہ کرنا کیسا؟	252
* بچوں کو گود لینے کے شرعی احکام	254
* ساس سسر کی خدمت کرنا واجب ہے؟	260
* دوسری شادی کے لئے پہلی بیوی کی اجازت ضروری ہے؟	262
* طلاق دینا اور طلاق کا مطالبہ کرنا کیسا؟	264
* کورٹ کی طلاق/ عدالتی خلع کا حکم؟	266
* نکاح ختم کرنے کیلئے کیا تین طلاقیں دینا ضروری ہے؟	267
* تین طلاقیں تین ہونے پر قرآن پاک سے دلیل	268
* تین طلاق تین ہونے پر احادیث سے دلائل	269
* کتب فقہ سے دلائل	272
* غیر مقلدین کے اپنے گھر سے ان کے خلاف دلیل	274
* عدت کے مسائل ایک نظر میں	279

عنوانات | صفحہ

آٹھواں باب: متفرقات میں سے اہم وجدید مسائل

عنوانات	صفحہ

*****

فہرستِ ابواب

*****

عرضِ مصنف

ہمارے ہاں خواتین کے شرعی مسائل پر قلم نہایت ہی کم اٹھایا جاتا ہے، جس کی وجہ سے خواتین دین سے زیادہ آشنا نہیں ہوسکتیں، اور انہیں دین کے ضروری مسائل سے بھی آگاہی نہیں ہوتی۔

جب میں نے خواتین کے موضوع پر کتب تلاش کرنا شروع کیں تو مجھے تین چار سے زیادہ کتب میسر نہیں آئیں، اور ان میں جدید مسائل موجود نہیں تھے۔ اس کے علاوہ چند ایک مزید کتب نظر سے گزریں مگر ان میں تسامحات موجود تھے اور اس کے ساتھ ساتھ حوالہ جات، دلائل اور جزئیات بالکل نہیں تھے۔

لہٰذا میں نے منفرد انداز میں اس پر کام کرنا شروع کیا اور الحمد للہ! اس کتاب کا ابتدائی مسودہ 20 دن سے کم میں پایہ تکمیل کو پہنچا اور میرے مربی، میرے استاذ، حضرت علامہ مولانا قبلہ تاج الفقہاء مفتی وسیم اختر المدنی زید شرفہ نے نظر کرم فرمایا اور اس کی کتاب کی مکمل تصحیح کی اور نظر ثانی بھی کی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان سے فیض یاب ہونے کی توفیق عطاء فرمائے۔

اس کتاب میں جو منہج اختیار کیا گیا ہے وہ درج ذیل ہے:

1. اس میں صرف خواتین کے مسائل کو ذکر کیا گیا ہے، مردوں کے مسائل کالعدم ہیں۔ یعنی کوئی مسئلہ اگرچہ جدید ہوگا مگر خواتین سے زیادہ متعلق نہ ہونے کی وجہ سے ترک کردیا۔
2. بعض مقامات پر خواتین یا خاتون کا لفظ ذکر کیے بغیر مسئلے کا حکم بیان کردیا تو وہ مسئلہ عمومی نہیں ہوگا یعنی مرد وعورت دونوں کا شامل نہیں ہوگا بلکہ صرف خاتون کے متعلق ہوگا۔ اسی لئے قارئین وقاریات مطالعہ کرتے وقت اس نکتے کو ملحوظِ خاطر رکھیں۔

3. جدید مسائل اور اہم مسائل کو تحریر کیا گیا ہے۔
4. مسائل کو عوام کی آسانی کیلئے سوالاً وجواباً شکل دی گئی ہے۔ مگر سوال کو اختصار کے پیشِ نظر عنوان ہی میں ذکر کردیا۔
5. جواب مختصر اور جامع لکھا گیا ہے جو کہ عوام کی آسانی کیلئے ہے۔
6. تفصیل میں اس جواب کی قدرے وضاحت اور علت وجزئیات ہیں۔
7. بعض تفاصیل میں صرف جزئیہ اور ترجمہ پر اکتفاء کیا گیا ہے۔

اگر کسی مقام پر کوئی غلطی نظر آئے تو اطلاع ضرور دیجیے۔

owaisiahsan@gmail.com
محمد احسن اُویسی

*****

انتساب

سیدہ، طاہرہ، زاہدہ، خاتونِ اول فی الاسلام، مخدومہ کائنات، ام المؤمنین
حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ تعالی عنہا

سیدۃ النساء، خاتونِ جنت، طیبہ، طاہرہ، عابدہ، ذاکرہ
حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالی عنہا

سیدہ، صدیقہ، عفیفہ، طیبہ، حبیبہ، حمراء، فقیہہ، ام المؤمنین
حضرت عائشۃ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا

*****

پہلا باب:
تعلیم وتربیت کے متعلق جدید مسائل

مدرسۃ البنات کا قیام

سوال: بچیوں کو لکھانا پڑھانا اور ان کو مدرسہ اور جامعہ بھیج سکتے ہیں؟

جواب: بچیوں اور خواتین کو بنیادی اور ضروری دینی تعلیمات فراہم کرنا اشد ضروری ہے۔ جس میں انہیں پڑھنے، لکھنے کے ساتھ ساتھ ان کے عقیدے کی درستگی، نماز وطہارت کی اصلاح، اولاد، والدین، شوہر وغیرہ کے حقوق، اُمورِ خانہ داری کے آداب اور ان سب سے بڑھ کر ان کی تربیت کا بہترین انتظام کیا جانا چاہئے۔

ازواجِ مطہرات، صحابیات، دیگر خواتینِ اسلام کی سیرت، ان کے کردار اور قربانیوں کے ذریعے خواتین اور بچیوں کی اصلاح اور دین کیلئے اپنی، اپنی اولاد اور مال ودولت قربان کرنے کیلئے ان کی ذہن سازی کی جائے۔

تفصیل:

مگر اس کیلئے درج ذیل احتیاطی تدابیر لازمی ہونیں چاہئے:

(1)۔ اگر مدرسہ میں ہاسٹل اور رہائش کا انتظام نہ ہو تو آنے جانے کیلئے باپردہ انتظام کریں اور محرم ہی چھوڑنے اور لینے کے لئے آئے، یا مدرسے وغیرہ کی طرف سے وین اور گاڑی کا صحیح با حفاظت بندوبست ہو۔

(2)۔ مدرسہ لڑکوں کے مدرسے کے قریب نہیں ہونا چاہئے۔ اگر مجبوری ہے تو بچیوں کے آنے جانے کا راستہ الگ ہونا چاہئے۔

(3)۔ بچیوں کے مدرسے میں کسی بھی مرد کو اندر جانے کی قطعاً اجازت نہیں ہونی چاہئے۔

(4)۔ رہائشی بچیوں کی کڑی نگرانی کی جائے اور ان کی نماز اور تربیت کا بہترین بندوبست ہونا چاہئے۔

(5)۔ مُعلّمات قابل، بااخلاق اور باعمل ہونی چاہئیں۔

(6)۔ مرد اساتذہ کو سخت مجبوری کی صورت میں رکھا جائے مگر اس کیلئے ضروری ہے کہ وہ یا تو مائیک کے ذریعے الگ کمرے سے پڑھائیں یا بیچ میں باریک پردہ ہو، ان دونوں صورتوں میں بچیوں کی طرف ایک نگران ہونا چاہئے۔ اور مرد اساتذہ کیلئے آنے جانے کا راستہ اور دروازہ الگ تھلگ ہونا چاہئے۔

(7)۔ بدمذہب مُعلّمات قطعاً نہ رکھی جائیں۔

(8)۔ بچیوں کی تعلیم کا مقصد وہی ہو جو اوپر جواب کی ابتداء میں بیان کردیا ہے۔

(9)۔ بچوں سے زیادہ بچیوں کی تربیت کا بندوبست ہو اور وعظ ونصیحت اور اخلاقیات پر زیادہ زور دیا جائے۔

درج ذیل خامیاں نہیں ہونی چاہئے:

(1)۔ بے پردگی۔

(2)۔ تکبر وغرور اور عُجب پسندی۔

(3)۔ اخلاقیات کا فُقدان۔

(4)۔ گھر کے کام کو بوجھ اور عذاب سمجھنا۔

(5)۔ بیاہ کر جائیں تو شوہر کے آداب پسِ پشت ڈال کر مفتیہ، عالمہ بن کر رہنا۔

(6)۔ گھر سنبھالنے کی صلاحیت کا فُقدان۔

(7)۔ اَن پڑھ یا کم علم والوں کو جاہل، گنوار سمجھنا۔

الغرض مدرسۃ البنات بنانا پل صراط پر چلنے کی مانند ہے، ذرہ برابر ادھر ادھر ہوئے

تو دنیا اور آخرت دونوں کی جنتیں تیار ہیں۔ مگر اس مشکل کام پر اجر بھی عظیم ہے کہ اگر ایک بچی کی صحیح تربیت کر دی تو اس سے پورے ایک گھر کی، بیاہ کر جائے تو اُس گھر کی، اس کی اپنی اولاد کی بلکہ خاندان والوں کی بھی تربیت بآسانی ہو جائے گی۔

دلائل وجزئیات:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

نِعْمَ النِّسَاءُ نِسَاءُ الْأَنْصَارِ لَمْ يَمْنَعْهُنَّ الْحَيَاءُ أَنْ يَتَفَقَّهْنَ فِي الدِّينِ۔ (1)

(ترجمہ:) "انصار کی خواتین بہترین خواتین ہیں کہ وہ دین سیکھنے کے معاملے میں شرم محسوس نہیں کرتیں"۔

حضرت عائشہ صدیقہ کا علمی مقام:

(1) ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا علمی مقام بیان کرتے ہوئے ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

وكانت عائشة أعلم الناس يسألها الأكابر من أصحاب سيدنا محمد صلى الله عليه وآله وسلم يسألونها عن الفرائض وقال هشام بن عروة عن أبيه ما رأيت أحدا أعلم بفقه ولا بطب ولا شعر من عائشة وقال عطاء بن أبي رباح كانت عائشة أفقه الناس وأحسن الناس رأيا في العامة وقال الزهري لو جمع علم عائشة إلى علم جميع أزواج النبي صلى الله عليه وآله وسلم وعلم جميع النساء لكان علم عائشة أفضل۔ (2)

(ترجمہ:) "ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا لوگوں میں سب سے زیادہ عالمہ تھیں، بڑے بڑے صحابہ کرام آپ سے علم الفرائض (وراثت)

1- صحیح البخاری، کتاب العلم، باب الحیاء فی العلم، 1/38، دار طوق النجاۃ

2- تہذیب التہذیب، حرف العین، 12/435، دائرۃ المعارف النظامیہ الہند

کے متعلق سوال کرتے۔ ہشام بن عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا: حضرت عائشہ سے بڑھ کر میں نے فقیہ، طبیب اور شاعر نہیں دیکھا۔ عطاء بن ابی رباح نے کہا: حضرت عائشہ لوگوں میں سب سے زیادہ فقیہہ تھیں، اور سوچ کے لحاظ سے سب سے زیادہ عمدہ تھیں۔ امام زہری نے کہا: اگر تمام ازواج مطہرات بلکہ تمام خواتین کے علم کو جمع کیا جائے تب بھی حضرت عائشہ کا علم زیادہ ہوگا"۔

(2) حضرت ابوموسیٰ اشعری فرماتے ہیں:

مَا أَشْكَلَ عَلَيْنَا أَصْحَابَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثٌ قَطُّ فَسَأَلْنَا عَائِشَةَ إِلَّا وَجَدْنَا عِنْدَهَا مِنْهُ عِلْمًا. (1)

(ترجمہ:) "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کو جب بھی کوئی مشکل مسئلہ درپیش ہوتا تو اس کا تسلی بخش جواب صرف اور صرف حضرت عائشہ سے ملتا"۔

(3) ابوبکر بن عبدالبر فرماتے ہیں:

أنها كانت وحيدة عصرها في ثلاثة علوم علم الفقه وعلم الطب وعلم الشعر۔ (2)

(ترجمہ:) "حضرت عائشہ صدیقہ تین علوم میں یکتا تھیں ان کا کوئی مقابل نہیں تھا۔ علمِ فقہ، علمِ طب اور علمِ شعر"۔

(4) دین کے بہت سے شرعی اور ضروری مسائل حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی ہیں۔

1- سنن الترمذی، ابواب المناقب، باب من فضل عائشہ، الرقم (3883)، 6/188، دار الغرب الاسلامی بیروت)

2- الاجابہ للزرکشی، الباب الثالث، 1/34، مکتبۃ الخانجی القاہرۃ

(5) ان سے مروی احادیث کی تعداد 2210 ہے جو تمام صحابہ کرام کی روایات سے دوسرے نمبر پر ہے۔

(6) امام زرکشی کی "الإجابة لما استدركت عائشة على الصحابة" اور امام جلال الدین سیوطی کی "الإصابة لما استدركت عائشة على الصحابة" یہ دو وہ کتابیں ہیں کہ جن صحابہ کرام کی شرعی مسائل میں تسامحات پر حضرت عائشہؓ نے اصلاح فرمائی وہ تمام مسائل ان میں درج ہیں۔

(7) سنن ابی داود میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت شفاء بنت عبد اللہ کو فرمایا:

أَلَا تُعَلِّمِينَ هٰذِهِ رُقْيَةَ النَّمْلَةِ كَمَا عَلَّمْتِيهَا الْكِتَابَةَ .(1)

(ترجمہ:) "کیا تو اس کو رقیہ نملہ کی تعلیم نہیں دیتی جس طرح اس کو لکھنا سکھایا تھا"۔

(8) ملا علی قاری لکھتے ہیں:

قال الخطابي فيه دليل على أن تعلم النساء الكتابة غير مكروه۔ (2)

(ترجمہ:) "خطابی نے کہا: یہ اس بات کی دلیل ہے کہ خواتین کو لکھنا سکھانا مکروہ نہیں ہے"۔

(9) الادب المفرد میں امام بخاری نے اس عنوان سے باب باندھا: "باب الكتابة إلى النساء وجوابهن" اس کے بعد یہ روایت ذکر کی:

عَائِشَةُ بِنْتُ طَلْحَةَ قَالَتْ قُلْتُ لِعَائِشَةَ وَأَنَا فِي حِجْرِهَا وَكَانَ النَّاسُ يَأْتُونَهَا مِنْ كُلِّ مِصْرٍ فَكَانَ الشُّيُوخُ يَنْتَابُونِي لِمَكَانِي مِنْهَا وَكَانَ الشَّبَابُ يَتَأَخَّوْنِي فَيُهْدُونَ إِلَيَّ وَيَكْتُبُونَ إِلَيَّ مِنَ الْأَمْصَارِ فَأَقُولُ لِعَائِشَةَ يَا خَالَةُ هٰذَا كِتَابُ فُلَانٍ وَهَدِيَّتُهُ فَتَقُولُ لِي عَائِشَةُ أَيْ بُنَيَّةُ فَأَجِيبِيهِ

1- سنن ابی داود، کتاب الطب، باب فی الرقی، الرقم (3887)، 4/11، المکتبۃ العصریہ صیدا

2- مرقاۃ المفاتیح، کتاب الطب والرقی، 7/2884، دار الفکر بیروت

وَأَثِيبِيهِ۔(1)

(ترجمہ:)"حضرت عائشہ بنت طلحہ روایت کرتی ہیں: میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کے پاس رہتی تھی، میرے پاس ہر شہر سے لوگ آتے تھے اور بوڑھے لوگ بھی آتے تھے کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ میں ان کی خادمہ ہوں اور جو نوجوان تھے وہ میرے ساتھ بہنوں والا معاملہ کرتے تھے اور تحفے پیش کرتے تھے۔ بہت سے مختلف شہروں سے مجھے خط لکھتے تھے۔ تو میں عرض کرتی تھی، اے خالہ! فلاں کا خط آیا ہے اور اس کا ہدیہ ہے تو اس پر حضرت عائشہ فرماتی تھیں: اے بیٹی اس کو جوابی خط لکھ دو اور اس کے ہدیے کا بدلا بھی دے دو"۔

خواتین اسلام کے علمی کارنامے:

1. ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا کا شمار فقہاء صحابیات میں ہوتا ہے۔ اور آپ کے فتاوی کو جمع کیا جائے تو ایک رسالہ مرتب ہوسکتا ہے۔ ان سے 101 صحابہ کرام نے احادیث روایت کیں، جن میں 23 خواتین شامل ہیں۔(2)
2. سید التابعین حضرت سعید بن مسیب کی بیٹی "ذرۃ" کے علم کا عالم یہ تھا کہ انہیں حضرت سعید بن مسیب سے مروی تمام احادیث مبارکہ یاد تھیں۔ انہوں نے اپنی بیٹی کی شادی اپنے ایک شاگرد سے کردی۔ کچھ دن بعد جب وہ پڑھنے کے لئے جانے لگے تو آپ کی بیٹی نے فرمایا: "اجلس أعلمك علمَ سعيد" کہ حضرت سعید کا جتنا علم ہے وہ مجھے زبانی یاد ہے میں تجھے پڑھادوں گی۔(3)
3. عائشہ بنت سعد بن ابی وقاص: آپ تابعیہ ہیں، اپنے باپ اور اپنی ماں ام ذر سے

1- الادب المفرد، باب الكتابة الى النساء، الرقم (1118)، ص 382، دار البشائر بیروت

2- تہذیب الکمال، باب الھاء 35/ 317، موسسۃ الرسالۃ بیروت

3- المدخل لابن الحاج، فصل فی آکد الاشیاء، 1/ 215، دار التراث، بیروت

کثیر احادیث مبارکہ روایت کیں، رسول اللہ ﷺ کی چھ ازواج مطہرات کی زیارت کی۔ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے شاگرد ہیں، بلکہ امام مالک کے اساتذہ میں سے آپ کے علاوہ کوئی دوسری خاتون استاذ نہیں ہیں۔

تہذیب التہذیب میں ہے:

وقال العجلی تابعیة مدنیة ثقة وقال الخلیل لم یرو مالك عن امرأة غیرها۔ (1)

4. امام مالک کی بیٹی "فاطمہ" کا تبحر علمی کچھ یوں تھا، علامہ زبیری فرماتے ہیں:

کانت لمالك ابنة تحفظ علمه یعنی الموطأ وکانت تقف خلف الباب فإذا غلط القارئ نقرت الباب فیفطن مالك فیرد علیه۔

(ترجمہ:) "امام مالک کی بیٹی نے موطأ امام مالک کو حفظ کرلیا تھا اور وہ دروازے کے پیچھے بیٹھتی، جب کوئی حدیث سنانے والا غلطی کرتا تو وہ دروازہ کھٹکھٹاتیں، جس پر امام مالک اس کو غلطی بتاتے"۔

5. نفیسۃ العلم: یہ لقب ہے حضرت امام حسن بن علی کی پڑپوتی اور امام جعفر الصادق کی بہو نفیسہ بنت الحسن بن زید بن الحسن بن علی بن ابی طالب کا۔ وہ حدیث وتفسیر دونوں کی عالمہ تھیں، حضرت امام شافعی انہیں کے شاگرد تھے، کثیر علماء، صلحاء آپ کی بارگاہ سے علم الحدیث والتفسیر کی پیاس بجھاتے۔ الاعلام للزرکلی میں ہے:

تقیة صالحة، عالمة بالتفسیر والحدیث وتزوجت إسحاق المؤتمن ابن جعفر الصادق حجت ثلاثین حجة وکانت تحفظ القرآن وسمع علیها الإمام الشافعی، کان العلماء یزورونها ویأخذون عنها وللمصریین فیها اعتقاد عظیم۔ (2)

1- تہذیب التہذیب، حرف العین، 12 / 436، دائرۃ المعارف النظامیہ الہند

2- الاعلام للزرکلی، نف، 8 / 44، دار العلم للملایین، بیروت

اعتبار سے بھی کتابیں لکھی گئی ہیں، مقام کے اعتبار سے بھی اور عمومی انداز میں بھی۔ (1)

7. امام ذہبی نے خواتین محدثات کے بارے میں فرمایا:

وما علمت في النساء من اتهمت ولا من تركوها۔ (2)

(ترجمہ:) "خواتین میں سے میں کسی بھی خاتون کو نہیں جانتا کہ ان میں سے کوئی علم الحدیث میں متہم ہوں اور محدثین نے اس کو ترک کر دیا ہو"۔

8. فقہ حنفی میں علامہ علاء الدین کاسانی کی کتاب بدائع الصنائع کا بہت بڑا مقام ہے، اور اس جیسی نفیس کتاب فقہ حنفی میں نہیں ہے۔ علامہ کاسانی نے علامہ علاء الدین سمرقندی کی کتاب تحفۃ الفقہاء کی شرح کی اور شرح میں قرآن اور احادیث سے فقہ حنفی کو مزین کیا۔ آپ نے جب یہ کتاب علامہ سمرقندی کی بارگاہ میں پیش کی تو وہ بہت خوش ہوئے اور آپ کی تبحر علمی کو دیکھ کر اپنی بیٹی کا نکاح آپ سے کرا دیا، حالانکہ آپ کی بیٹی کے رشتے بڑے بڑے شہزادوں کی طرف سے آتے تھے مگر آپ ٹھکرا دیتے تھے۔ اور آپ کی بیٹی بہت بڑی فقیہہ تھیں۔ ان کی فقہ کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ شادی ہونے کے بعد جب آپ کی طرف سے فتویٰ جاری ہوتا تو اس پر علامہ سمرقندی، علامہ کاسانی اور اِن کی بیوی کے دستخط ثبت ہوتے تھے۔

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

(البدائع) هذا الكتاب جليل الشأن، لم أر له نظيرا في كتبنا، وهو للإمام أبي بكر بن مسعود بن أحمد الكاساني شرح به تحفة الفقهاء لشيخه علاء الدين السمرقندي، فلما عرضه عليه زوجه ابنته فاطمة بعدما خطبها الملوك من أبيها فامتنع، وكانت الفتوى تخرج من

1- ماخوذ از: مضمون، ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی

2- میزان الاعتدال، باب الکنی، فصل فی النسوۃ، 4/604، دار المعرفۃ بیروت

اعتبار سے بھی کتابیں لکھی گئی ہیں، مقام کے اعتبار سے بھی اور عمومی انداز میں بھی۔ (1)

7. امام ذہبی نے خواتین محدثات کے بارے میں فرمایا:

وما علمت فی النساء من اتھمت ولا من ترکوھا۔ (2)

(ترجمہ:) "خواتین میں سے میں کسی بھی خاتون کو نہیں جانتا کہ ان میں سے کوئی علم الحدیث میں متہم ہوں اور محدثین نے اس کو ترک کردیا ہو"۔

8. فقہ حنفی میں علامہ علاء الدین کاسانی کی کتاب بدائع الصنائع کا بہت بڑا مقام ہے، اور اس جیسی نفیس کتاب فقہ حنفی میں نہیں ہے۔ علامہ کاسانی نے علامہ علاء الدین سمرقندی کی کتاب تحفۃ الفقہاء کی شرح کی اور شرح میں قرآن اور احادیث سے فقہ حنفی کو مزین کیا۔ آپ نے جب یہ کتاب علامہ سمرقندی کی بارگاہ میں پیش کی تو وہ بہت خوش ہوئے اور آپ کی تبحر علمی کو دیکھ کر اپنی بیٹی کا نکاح آپ سے کرادیا، حالانکہ آپ کی بیٹی کے رشتے بڑے بڑے شہزادوں کی طرف سے آتے تھے مگر آپ ٹھکرادیتے تھے۔ اور آپ کی بیٹی بہت بڑی فقیہہ تھیں۔ ان کی فقہ کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ شادی ہونے کے بعد جب آپ کی طرف سے فتوی جاری ہوتا تو اس پر علامہ سمرقندی، علامہ کاسانی اور ان کی بیوی کے دستخط ثبت ہوتے تھے۔

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

(البدائع) ھذا الکتاب جلیل الشأن، لم أر له نظیرا فی کتبنا، وھو للإمام أبی بکر بن مسعود بن أحمد الکاسانی شرح به تحفة الفقھاء لشیخه علاء الدین السمرقندی، فلما عرضه علیه زوجه ابنته فاطمة بعدما خطبھا الملوك من أبیھا فامتنع، وکانت الفتوی تخرج من

1- ماخوذ از: مضمون، ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی

2- میزان الاعتدال، باب الکنی، فصل فی النسوة، 4/604، دار المعرفة بیروت

دارهم وعليها خطها وخط أبيها وزوجها۔ (1)

خواتین کا تعلیمی نصاب کیسا ہونا چاہیے؟

سوال: خواتین کا تعلیمی نصاب کیسا ہونا چاہئے؟

جواب: جیسا کہ شروع میں بیان کیا کہ عقائد، طہارت ونماز، حقوق العباد، امورِ خانہ داری، وعظ ونصائح پر مشتمل نصاب ہونا چاہئے۔

تفصیل: رسول اللہ ﷺ نے خواتین کو سورہ نور سکھانے کا حکم دیا؛ کیونکہ اس میں بدکار مرد وعورت کی سزا، الزام تراشی کی مذمت، نظر کی حفاظت، پردے کے احکامات، آدابِ معاشرت، حقوقِ والدین، توحید وآخرت اور دیگر احکامات موجود ہیں۔

المستدرک للحاکم میں ہے:

وَعَلِّمُوهُنَّ الْمِغْزَلَ وَسُورَةَ النُّورِ۔ (2)

(ترجمہ:) "اپنی بچیوں کو سوت کاتنا اور سورت نور سکھاؤ"۔

شعب الایمان میں ہے:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِّمُوا رِجَالَكُمْ سُورَةَ الْمَائِدَةِ وَعَلِّمُوا نِسَاءَكُمْ سُورَةَ النُّورِ۔ (3)

(ترجمہ:) "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے مردوں کو سورت مائدہ اور خواتین کو سورت نور سکھاؤ"۔

حضرت عمر نے فرمایا:

تَعَلَّمُوا سُورَةَ بَرَاءَةَ، وَعَلِّمُوا نِسَاءَكُمْ سُورَةَ النُّورِ۔ (4)

1- رد المحتار، کتاب الطہارۃ، ارکان الوضوء، 1/100، دار الفکر بیروت

2- المستدرک للحاکم، تفسیر سورۃ النور، الرقم (3494)، 2/440، دار الکتب العلمیۃ بیروت

3- شعب الایمان، تعظیم القرآن، فصل فی فضائل السورۃ، الرقم (2205)، 4/77، مکتبۃ الرشد الہند

4- شعب الایمان، تعظیم القرآن، فصل فی فضائل السورۃ، الرقم (2213)، 4/82

(ترجمہ:) "سورت براءت سکھاؤ۔ اور اپنی خواتین کو سورت نور سکھاؤ"۔

ہاسٹل میں رہائش رکھنا کیسا؟

جواب: جیسا کہ اوپر بیان کر آئے ہیں کہ باپردہ، صحیح انتظام اور کڑی نگرانی اور تربیتی ماحول میسر ہو تو رہائش رکھ سکتے ہیں۔ وگرنہ منع ہے۔

کیا استاذ سے پردہ ضروری ہے؟

جواب: استاذ اگر غیر مَحرم ہے تو اس سے بھی پردہ کرنا ضروری ہے۔

تفصیل: استاذ اجنبی کی طرح ہے لہذا جس طرح ایک اجنبی شخص سے پردہ کرنا ضروری ہے اسی طرح اپنے استاذ، پیر اور روحانی پیشوا و بزرگوں سے پردہ کرنا ضروری ہے۔

فتاوی رضویہ میں ہے:

"بے پردہ بایں معنٰی کہ جن اعضاء کا چھپانا فرض ہے ان میں سے کچھ کھلا ہو جیسے سر کے بالوں کا کچھ حصہ یا گلے یا کلائی یا پیٹ یا پنڈلی کا کوئی جز تو اس طور پر تو عورت کو غیر مَحرم کے سامنے جانا مطلقاً حرام ہے خواہ وہ پیر ہو یا عالم"۔(1)

فتاوی مصطفویہ میں ہے:

"عورت پر ہر غیر محرم سے پردہ کرنا فرض ہے، پیر اور استاذ محرم نہیں ہوتا محض اجنبی ہے۔ جو بزرگان دین ہیں وہ پردہ کو لازم جانتے ہیں، شرعاً اجانب سے پردہ لازم ہے"۔(2)

اس کی مزید تفصیل پردے کے احکام میں آئے گی۔

1- فتاوی رضویہ، 22/239، 240، رضا فاؤنڈیشن لاہور

2- فتاوی مصطفویہ، ص 490، شبیر برادرز لاہور

غیر محرم مرد سے پڑھنا کیسا؟

سوال: غیر محرم مرد سے پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: غیر محرم سے دینی تعلیم سیکھنا شرعاً جائز ہے۔ مگر شرعی پردہ کرنا ضروری ہے اور ایک بند کمرے میں خلوت میں پڑھنا بھی منع ہے کیونکہ اس میں فتنے کا اندیشہ ہے۔ ہاں اگر دو یا زیادہ خواتین ہوں تو حرج نہیں ہے۔

خلوت وتنہائی کے متعلق مزید احکام اور احادیث "باس سے اکیلے میٹنگ" والے سوال میں آئیں گی۔

مرد اساتذہ کو سلام کرنا کیسا؟

سوال: مرد استاذ کو سلام کرنا کیسا؟

جواب: مرد اساتذہ کو زبانی سلام کرنے میں فتنے کا اندیشہ نہیں ہوتا اس لئے ان کو سلام کرنا اور ان کا جواب دینا بھی جائز ہے۔

عورت کس کو سلام کر سکتی ہے؟

سوال: عورت کس کو سلام کر سکتی ہے اور کس کو نہیں؟

جواب: (1) غیر محرم اور اجنبی حضرات کو سلام نہیں کر سکتی۔

(2) غیر محرم قریبی رشتہ دار ہیں بزرگ ہیں انہیں سلام کرنا جائز ہے۔

(3) غیر محرم قریبی رشتہ دار اور جوان ہیں تو ان کو بلا ضرورت سلام نہیں کرنا چاہئے۔

(4) غیر محرم ہیں مگر عالم، مفتی، استاذ، پیر وغیرہا ہیں، انہیں سلام کر سکتے ہیں۔

(5) عورت دوسری اجنبی عورت کو سلام کر سکتی ہے۔

(6) محرم رشتے دار آپس میں سلام کر سکتے ہیں۔

تفصیل: اسلام نے نا صرف گناہ سے منع کیا بلکہ جو کام گناہ کی طرف لے جائے اس سے بھی منع کیا بلکہ اس کے قریب بھی نہ بھٹکنے دیا، کہ برے کام کی ابتداء ایسے کام

سے ہی ہوتی ہے کہ جس کو بظاہر یہ سمجھا جا رہا ہوتا ہے کہ اس میں کیا جاتا ہے؟ اور اس کے کرنے میں کیا حرج ہے؟

سلام، علیک سلیک بھی اسی میں سے ہے کہ بظاہر اس میں گناہ کا شبہ نہیں ہے مگر ابتداء یہیں سے ہوتی ہے۔ تو اسلام نے قاعدہ بیان کر دیا کہ غیر محرم سے ضرورت کے سوا سلام وکلام منع ہے۔ ممانعت کی اصل علت فتنے کا اندیشہ ہے۔

اسی وجہ سے بعض فقہاء نے بوڑھی عورت کو سلام کرنے سے منع نہیں کیا۔ باقی رہا جوان اور وہ بھی اجنبی یا رشتہ دار تو بہر حال اس سے سلام وکلام میں فتنے کا اندیشہ ہوتا ہے اگرچہ کہیں کم یا کہیں زیادہ۔

مسند احمد میں ہے:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِنِسَاءٍ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِنَّ۔ (1)

(ترجمہ:) "نبی کریم ﷺ کا خواتین پر گزر ہوا تو آپ نے ان کو سلام کیا"۔

فتاوی قاضی خان میں ہے:

وكذا الرجل مع المرأة إذا التقيا يسلم الرجل أولا وإن سلمت المرأة الأجنبية على رجل إن كانت عجوزا رد السلام عليها بصوت يسمع وإن كانت شابة رد عليها في نفسه والرجل إذا سلم على امرأة أجنبية فالجواب فيه يكون على العكس۔ (2)

(ترجمہ:) "اسی طرح مرد عورت کے ساتھ کہ جب ان کا آمنا سامنا ہو تو مرد اولاً سلام کرے اور اگر عورت مرد کو سلام کرے تو اگر وہ بوڑھی عورت ہے تو بلند آواز سے جواب دے سکتا ہے اور اگر جوان ہے تو اپنے دل میں

1- مسند احمد بن حنبل، مسند الکوفیین، الرقم (19154)، 31/493، موسسۃ الرسالۃ بیروت

2- فتاوی قاضی خان، کتاب الحظر والاباحۃ، 3/328، قدیمی کتب خانہ کراچی

ہی جواب دے۔ اور مرد جب اجنبی خاتون کو سلام کرے تو جواب اس کا عکس ہے"۔

علامہ امجد علی اعظمی سے چچی، ممانی، خالہ اور نانی کو سلام کرنے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے تحریر فرمایا:

"عورت اگر مرد کو سلام کہے تو السلام علیک یا السلام علیکم کہے، عورت کو سلام کیا جائے تو السلام علیکِ یا السلام علیکن کہا جائے"۔(1)

عورت کا مرد سے ہاتھ ملانا؟

سوال: عورت کا مرد سے ہاتھ ملانا کیسا ہے؟

جواب: غیر محرم مرد سے ہاتھ ملانا ناجائز ہے، چاہے کتنا ہی قریبی کیوں نہ ہو۔ ہاں اگر مرد اتنا بوڑھا ہے کہ فتنے کا اندیشہ نہیں ہے تو جائز ہے۔

احادیث میں وعیدات:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

- وَالْيَدَانِ تَزْنِيَانِ وَزِنَاهُمَا الْبَطْشُ۔ (2)

(ترجمہ:) "ہاتھ بھی زنا کرتے ہیں اور ان کا زنا ممنوعہ چیز کو پکڑنا"۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

مَنْ مَسَّ كَفَّ امْرَأَةٍ لَيْسَ لَهُ فِيهَا سَبِيلٌ وُضِعَ عَلَى كَفِّهِ جَمْرٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ (3)

(ترجمہ:) "جس نے خاتون کی ہتھیلی کو بغیر پردے کے چھوا تو قیامت کے دن اس کی ہتھیلی پر آگ کا انگارا رکھا جائے گا"۔

1- فتاوی امجدیہ، 4/58، مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر

2- مسند احمد بن حنبل، مسند ابی ہریرۃ، الرقم (8526)، 14/210، موسسۃ الرسالۃ بیروت

3- تکملۃ البحر الرائق، کتاب الکراھیۃ، 8/219، دار الکتاب الاسلامی بیروت

ایک مقام پر فرمایا:

لَأَنْ يُطْعَنَ فِي رَأْسِ رَجُلٍ بِمِخْيَطٍ مِنْ حَدِيدٍ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ تَمَسَّهُ امْرَأَةٌ لَا تَحِلُّ لَهُ۔ (1)

(ترجمہ:) "غیر محرم خاتون کو ہاتھ لگانے سے بہتر ہے کہ مرد اپنے سر میں لوہے کی سوئی چبھودے"۔

سنن نسائی میں ہے:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَا أُصَافِحُ النِّسَاءَ، إِنَّمَا قَوْلِي لِمِائَةِ امْرَأَةٍ كَقَوْلِي لِامْرَأَةٍ وَاحِدَةٍ، أَوْ مِثْلُ قَوْلِي لِامْرَأَةٍ وَاحِدَةٍ۔ (2)

(ترجمہ:) "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں خواتین سے ہاتھ نہیں ملاتا، ایک سو خواتین سے ایک ساتھ کلام کرنا درحقیقت ہر ایک کے ساتھ کلام کرنا ہوتا ہے"۔

ہدایہ میں ہے:

وكذا إذا كان شيخا يأمن على نفسه وعليها لما قلنا، فإن كان لا يأمن عليها لا تحل مصافحتها لما فيه من التعريض للفتنة۔ (3)

(ترجمہ:) "اسی طرح اگر مرد بہت زیادہ بوڑھا ہو کہ فتنہ کا اندیشہ ہی نہ ہو تو مصافحہ کرسکتا ہے۔ اور اگر فتنے کا اندیشہ ہو تو اس کا مصافحہ کرنا جائز نہیں ہے"۔

1- المعجم الکبیر للطبرانی، باب الالف، امیمہ بنت رقیقہ، الرقم (471)، 186/24، دار ابن تیمیہ القاھرۃ

2- سنن النسائی، کتاب البیعۃ، بیعۃ النساء، الرقم (4181)، 149/7، مکتب المطبوعات الاسلامیہ حلب

3- الہدایۃ، کتاب الکراھیۃ، فصل اللبس، 368/4، دار احیاء التراث العربی بیروت

ہاتھ ملانا اور گلے ملنا کیسا؟

سوال: ہاتھ ملانا اور گلے ملنا جائز ہے؟

جواب: عورت کا عورت کے ساتھ مصافحہ (ہاتھ ملانا) اور معانقہ (گلے ملنا) جائز ہے۔ مگر مرد کا غیر محرم عورت سے مصافحہ کرنا اور گلے ملنا ناجائز وحرام ہے۔ جیسا کہ احادیث مبارکہ سے ان پر وعیدات بیان کر چکے ہیں۔

مفتی اعظم پاکستان مفتی منیب الرحمن صاحب لکھتے ہیں:

"عورتوں کا آپس میں ملاقات کے موقع پر یا کسی مسرت وشادمانی کے موقع پر مصافحہ ومعانقہ کرنا جائز ہے، اس میں کوئی ممانعت نہیں ہے، محافل مقدسہ پر اظہار مسرت بھی جائز ہے"۔(1)

ملنے کے جدید طریقہ کا حکم؟

سوال: بعض لوگ ہاتھ ملانے کے بجائے چہرا ملاتے ہیں، کیا یہ جائز ہے؟

جواب: آج کل نیا طریقہ رائج ہوا ہے کہ صحیح ہاتھ ملانے کے بجائے ایک ہاتھ دوسرے کے ہاتھ میں ہوتا ہے اور وہ ایک دوسرے کے رخسار ملاتے ہیں یا بوسہ لیتے ہیں۔ یہ سنت طریقہ نہیں ہے مگر جائز ہے۔

اس میں غیر محرم اور اجنبی سے ہاتھ ملانا یا رخسار ملانا سخت گناہ ہے اور حرام ہے۔

شرعی مسئلہ پوچھنے کیلیے جانا؟

سوال: شرعی مسئلہ پوچھنے کے لیے جانا کیسا؟

جواب: بہترین طریقہ یہ ہے کہ خاتون اپنے شوہر، بھائی یا بیٹے کو بھیج کر مسئلہ دریافت کرائے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ جید ماہر اور متقی پرہیز گار مفتی کا رابطہ نمبر ہو تو رابطہ کر کے پوچھ لے۔ وگرنہ باپردہ طریقے سے بھی جا سکتی ہے۔

1- تفہیم المسائل، 1/365، ضیاء القرآن پبلیشرز کراچی

تفصیل: جیسا کہ صحابیات حضورﷺ کی بارگاہ میں آتیں اور مسائل دریافت کرتیں۔

البحر الرائق میں ہے:

لکن أرادت أن تخرج إلی مجلس العلم لتتعلم مسألة من مسائل الوضوء والصلاة فإن کان الزوج یحفظ المسائل ویذکر عندها فله أن یمنعها وإن کان لا یحفظ فالأولی أن یأذن لها أحیانا۔ (1)

(ترجمہ:) "اور اگر کوئی مسئلہ نہیں پوچھنا بلکہ علم کی مجلس میں جانا چاہتی ہے تاکہ وضو اور نماز وغیرہ کے ضروری مسائل سیکھے تو خاوند اسے پڑھائے اور سکھائے اور اسے باہر نہ جانے دے اور اگر وہ نہیں پڑھا سکتا تو خاوند کو چاہیے کہ اسے کبھی کبھار جانے کی اجازت دے دے"۔

مخلوط نظام تعلیم

سوال: مخلوط نظام تعلیم جائز ہے؟

جواب: مرد اور خواتین کا مخلوط طور پر تعلیم حاصل کرنا ناجائز و حرام ہے۔ اداروں پر لازم ہے کہ بیچ میں پردے کا انتظام کریں یا الگ الگ انتظام کریں۔ اس تعلیم کے جتنے نقصانات ہیں وہ ہر عام و خاص کسی سے ڈھکے چھپے نہیں ہیں حتی کہ مغرب مفکرین نے بھی اس کو تسلیم کرلیا ہے سوائے لبرلز کے۔

اکیلے ڈرائیور کے ساتھ گاڑی میں جانا کیسا؟

سوال: اکیلے ڈرائیور کے ساتھ گاڑی میں سفر کرنا کیسا ہے؟

جواب: (1) سفر شرعی مسافت (92 کلومیٹر) سے کم ہے اور فتنے کا اندیشہ نہیں ہے تو سفر کرنا جائز ہے۔

(2) سفر شرعی مسافت یا اس سے زیادہ ہے یا فتنے کا اندیشہ ہے تو سفر نہیں کر سکتے۔

1- البحر الرائق، کتاب الطلاق، باب النفقة، 212/4، دار الکتاب الاسلامی بیروت

تفصیل: گاڑی میں اکیلے ڈرائیور کے ساتھ خلوت نہیں پائی جاتی اور فتنے کا اندیشہ بھی نہیں ہوتا تو شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔

فتاوی عالمگیری میں ہے:

والخلوة الصحيحة أن يجتمعا في مكان ليس هناك مانع يمنعه من الوطء حسا أو شرعا أو طبعا۔ (1)

(ترجمہ:) "مکمل تنہائی یہ ہے کہ وہ دونوں کسی ایسے مکان میں جمع ہوں کہ جہاں ہمبستری کرنے سے کوئی حسی، شرعی اور طبعی رکاوٹ نہ ہو"۔

علامہ ابن عابدین شامی فرماتے ہیں:

أقول وقول القنية وليس معهما محرم يفيد أنه لو كان فلا خلوة والذي تحصل من هذا أن الخلوة المحرمة تنتفي بالحائل، وبوجود محرم أو امرأة ثقة قادرة۔ (2)

(ترجمہ:) "میں کہتا ہوں: قنیہ کا قول "ان کے ساتھ کوئی محرم نہ ہو" یہ اس بات کا فائدہ دیتا ہے کہ اگر کوئی محرم ساتھ تھا تو پھر خلوت صحیحہ نہ ہوئی۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جو خلوت حرام ہے وہ درمیان میں پردہ حائل ہونے، محرم کے پائے جانے یا معتبر با اعتماد خاتون کے پائے جانے کی وجہ سے حرام نہیں رہتی۔

اجنبی خاتون اور مرد کا ایک ساتھ بیٹھنا؟

سوال: اجنبی خاتون اور مرد کا ایک ساتھ بیٹھنا کیسا ہے؟

جواب: چاہے سفر میں ہوں یا کسی جگہ پر، اجنبی خاتون اور مرد کا ایک ساتھ یا جڑواں سیٹ پر بیٹھنا جائز نہیں ہے۔

1- فتاوی عالمگیری، کتاب النکاح، الباب السابع، الفصل الثانی، 1/304، دار الفکر بیروت

2- رد المحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی النظر واللمس، 6/368، دار الفکر بیروت

تفصیل: نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

إِيَّاكَ وَالْخَلْوَةَ بِالنِّسَاءِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا خَلَا رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا وَدَخَلَ الشَّيْطَانُ بَيْنَهُمَا وَلَأَنْ يَزْحَمَ رَجُلٌ خِنْزِيرًا مُتَلَطِّخًا بِطِينٍ أَوْ حَمْأَةٍ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَزْحَمَ مَنْكِبُهُ مَنْكِبَ امْرَأَةٍ لَا تَحِلُّ لَهُ۔ (1)

(ترجمہ:) "خواتین کے ساتھ خلوت سے بچو۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ جب کوئی شخص اجنبی خاتون کے ساتھ خلوت نشین ہوتا ہے تو شیطان (ان کو بہکانے کے لئے) موجود ہوتا ہے۔ اور مرد کا کیچڑ اور خنزیر کے ساتھ لگنا اس سے زیادہ بہتر ہے کہ اپنا کندھا اجنبی خاتون کے کندھے سے لگائے"۔

باس سے اکیلے میٹنگ کرنا یا انٹرویو دینا؟

سوال: باس سے اکیلے میٹنگ کرنا یا جاب کے لیے انٹرویو دینا یا کسی کا انٹرویو لینا کیسا ہے؟

جواب: الگ اور بند کمرے میں کہ جہاں کیمرے بھی نہیں لگے ہوئے وہاں اپنے باس سے ملنا یا جاب کیلئے انٹرویو دینا منع ہے۔

احادیث میں وعیدات:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ۔ (2)

(ترجمہ:) "کوئی مرد کسی خاتون کے ساتھ بغیر محرم کے تنہائی اختیار نہیں کرسکتا"۔

1- الترغیب والترھیب للمنذری، کتاب النکاح، الرقم (2939)، 3/26، دار الکتب العلمیہ بیروت

2- صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب لا یخلون رجل بامرأۃ، الرقم (5233)، 7/37، دار طوق النجاۃ

ایک اور مقام پر فرمایا:

أَلَا لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ ثَالِثُهُمَا۔ (1)

(ترجمہ:) "خبردار! مرد خاتون کے ساتھ تنہائی میں نہ جائے کیونکہ ان میں تیسرا شیطان (ان کو بہکانے کے لئے) موجود ہوتا ہے"۔

صحیح البخاری میں ہے:

إِيَّاكُمْ وَالدُّخُولَ عَلَى النِّسَاءِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ يَا رَسُولَ اللهِ، أَفَرَأَيْتَ الحَمْوَ؟ قَالَ الحَمْوُ المَوْتُ۔ (2)

(ترجمہ:) "خواتین کے پاس جانے سے بچو، ایک انصاری نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا دیور کے پاس بھی جانا منع ہے، فرمایا: دیور موت ہے"۔

نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

لَا تَلِجُوا عَلَى الْمُغِيبَاتِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنْ أَحَدِكُمْ مَجْرَى الدَّمِ، قُلْنَا وَمِنْكَ؟ قَالَ وَمِنِّي، وَلَكِنَّ اللهَ أَعَانَنِي عَلَيْهِ فَأَسْلَمُ۔ (3)

(ترجمہ:) "غیر محرم عورتوں کے پاس مت جاؤ، کیونکہ شیطان تمہاری رگ رگ میں دوڑ رہا ہے، ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا آپ کے ساتھ بھی ہے؟ فرمایا: میرے ساتھ بھی ہے مگر اللہ تعالی نے میری مدد کی اور میرا شیطان مسلمان ہوگیا"۔

ردالمحتار میں ہے:

وليس إلا بيت واحد يجعل بينهما سترة لأنه لولا السترة تقع الخلوة بينه وبين الأجنبية، وليس معهما محرم فهذا يدل على صحة ما

1- المستدرک للحاکم، کتاب العلم، الرقم (390)، 1/199، دار الکتب العلمیۃ بیروت

2- صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب لا یخلون رجل بامرأۃ، الرقم (5232)، 7/37، دار طوق النجاۃ

3- سنن الترمذی، ابواب الرضاع، الرقم (1172)، 2/466، دار الغرب الاسلامی بیروت

قالوہ اھ لأن البیتین من دار کالسترۃ بل أولی وما ذکرہ من الاکتفاء بالسترۃ مشروط بما إذا لم یکن الزوج فاسقا إذ لو کان فاسقا یحال بینهما بامرأۃ ثقۃ تقدر علی الحیلولۃ بینهما۔ (1)

(ترجمہ:) "مطلقہ بائنہ ومغلظہ کا شوہر کے ساتھ رہنا جائز نہیں ہے مگر یہ کہ ایک کمرے میں ہوں اور ان دونوں کے درمیان پردہ ہو کیونکہ اگر پردہ نہیں اور ان کے ساتھ محرم بھی نہیں تو مرد وعورت کے ساتھ تنہائی متحقق ہوجائے گی۔ کیونکہ ایک گھر کے دو کمرے مثل درمیان میں پردہ کے ہیں بلکہ اس سے کہیں بہتر ہیں۔ اور جنہوں نے فقط پردے کو کافی قرار دیا، یہ اس صورت میں ہے کہ جب شوہر فاسق نہ ہو۔ اور اگر شوہر فاسق ہے تو با اعتماد خاتون کا ہونا ضروری ہے"۔

جب ایک غیر محرم مرد اجنبی عورتوں کی جماعت نہیں کراسکتا حالانکہ اس میں فتنے کا اندیشہ کم ہے تو ایک مرد وعورت کا خلوت نشین ہونا کیونکر درست ہوسکتا ہے؟

علامہ حصکفی وابن عابدین شامی فرماتے ہیں:

(کما تکرہ إمامۃ الرجل لهن فی بیت لیس معهن رجل غیرہ ولا محرم منه) ظاهرہ أن الخلوۃ بالأجنبیۃ لا تنتفی بوجود امرأۃ أجنبیۃ أخری وتنتفی بوجود رجل آخر تأمل۔ (2)

(ترجمہ:) "جیسا کہ مرد کی امامت مکروہ ہے خواتین کے لئے ایک گھر میں جبکہ ان کے ساتھ کوئی مرد یا کوئی محرم نہ ہو۔ اس کا ظاہر یہ بتا رہا ہے کہ کسی دوسری اجنبی عورت کی موجودگی میں خلوت ختم نہیں ہوتی اور دوسرے شخص کی موجودگی میں کسی اجنبی خاتون کے ساتھ خلوت ختم ہوجاتی ہے"۔

1- ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل النظر واللمس، 6/368، دار الفکر بیروت

2- الدر مع ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، 1/566، دار الفکر بیروت

فقہاء نے صراحت کی ہے کہ ساس اگر بوڑھی نہ ہو تو داماد اس کے ساتھ تنہائی میں نہیں بیٹھ سکتا حتی کہ اپنی بیٹی اور بہن کے ساتھ بھی جبکہ فتنے کا اندیشہ ہو۔

علامہ ابن عابدین شامی فرماتے ہیں:

والمسألة مفروضة هنا في أمها والعلة تفيد أن الحكم كذلك في بنتها ونحوها كما لا يخفى۔ (1)

(ترجمہ:) "یہاں جو مسئلہ فرض کیا گیا ہے وہ بیوی کی ماں کے متعلق ہے، لہٰذا علتِ مذکورہ کی وجہ سے اپنی بیٹی وغیرہ کا بھی یہی حکم ہے جو کہ مخفی نہیں ہے"۔

عورت کا ملازمت کرنا کیسا؟

سوال: عورت کا ملازمت کرنا کیسا ہے؟

جواب: اگر باپردہ ہو کر جائے، نامحرم کے ساتھ خلوت نہ ہو اور کوئی فتنے کا اندیشہ نہ ہو تو عورت کا ملازمت کرنا جائز ہے۔

تفصیل: امام اہلسنت امام احمد رضا خان قادری عورت کے نوکری کرنے کے بارے میں لکھتے ہیں: "یہاں پانچ شرطیں ہیں:

(1) کپڑے باریک نہ ہوں جن سے سر کے بال یا کلائی وغیرہ ستر کا کوئی حصہ چمکے۔

(2) کپڑے اتنے تنگ وچست نہ ہوں جو بدن کی ہیئت ظاہر کریں۔

(3) بالوں یا گلے یا پیٹ یا کلائی یا پنڈلی کا کوئی حصہ ظاہر نہ ہوتا ہو۔

(4) کبھی نامحرم کے ساتھ کسی خفیف (تھوڑی) دیر کے لئے بھی تنہائی نہ ہوتی ہو۔

(5) اس کے وہاں رہنے یا باہر آنے جانے میں کوئی مظنہ فتنہ نہ ہو۔

یہ پانچ شرطیں اگر جمع ہیں تو کوئی حرج نہیں اور ان میں ایک بھی کم ہے تو حرام"۔(2)

1۔ رد المحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل النظر واللمس، 369/6.

2۔ فتاوی رضویہ، ج:22، ص:248، رضا فاؤنڈیشن لاہور

محفل اور اجتماعات میں جانا کیسا؟

سوال: خاتون کا محفل اور اجتماعات میں جانا کیسا ہے؟

جواب: ایسے دینی اجتماعات جس میں قرآن وسنت کی روشنی میں احکام ومسائل اور عقائدِ اہل سنت کی تبلیغ کی جاتی ہو اس میں شرکت کرنا جائز ومستحسن بلکہ ثواب کا کام ہے۔

تفصیل: خواتین کو مردوں کی بنسبت دین سیکھنے کے مواقع کم میسر ہوتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ ان میں کم علمی زیادہ ہوتی ہے۔ خواتین دینی ومذہبی اجتماعات اور محافل میں شرکت کرسکتی ہیں مگر درجِ ذیل شرائط کو ملحوظِ خاطر رکھنا ضروری ہے۔

(1) اپنے شوہر یا سرپرست سے اجازت لینا ضروری ہے۔
(2) اگر سفر مسافتِ شرعی (92 کلومیٹر) سے زیادہ ہے تو مَحرم کا ہونا ضروری ہے۔
(3) مکمل شرعی پردہ ہو۔
(4) کسی فتنے کا اندیشہ نہ ہو۔
(5) مہکتی خوشبو اور پرفیوم لگا کر نہ جائیں۔
(6) محفل میں مکمل پردے کا انتظام ہو اور مردوں کا اختلاط نہ ہو۔
(7) عورت کی آواز غیر مَحرم تک نہیں جانی چاہیے۔

دلائل وجزئیات:

صحیح البخاری میں ہے:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ قَالَتِ النِّسَاءُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَلَبَنَا عَلَيْكَ الرِّجَالُ، فَاجْعَلْ لَنَا يَوْمًا مِنْ نَفْسِكَ، فَوَعَدَهُنَّ يَوْمًا لَقِيَهُنَّ فِيهِ، فَوَعَظَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ۔ (1)

(ترجمہ:) "حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ خواتین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

1- صحیح البخاری، کتاب العلم، باب ھل یجعل للنساء یوم، الرقم (101)، 1/ 32، دار طوق النجاۃ

کی بارگاہ میں عرض کی کہ مرد حضرات آپ کی مجلسوں میں بکثرت ہوتے ہیں تو آپ ہمارے لئے ایک دن مقرر فرما دیجئے۔ تو آپ ﷺ نے ان سے وعدہ فرمایا اور ایک دن ان کیلئے مختص کر دیا اس میں آپ ان کو وعظ ونصیحت فرماتے ہیں اور احکام ارشاد فرماتے"۔

اسی صحیح البخاری میں ہے:

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَلَّمَ قَامَ النِّسَاءُ حِينَ يَقْضِي تَسْلِيمَهُ، وَيَمْكُثُ هُوَ فِي مَقَامِهِ يَسِيرًا قَبْلَ أَنْ يَقُومَ، قَالَ نَرَى - وَاللهُ أَعْلَمُ - أَنَّ ذَلِكَ كَانَ لِكَيْ يَنْصَرِفَ النِّسَاءُ، قَبْلَ أَنْ يُدْرِكَهُنَّ أَحَدٌ مِنَ الرِّجَالِ۔ (1)

(ترجمہ:) "حضرت ام سلمہ سے روایت ہے کہ نبی کریم جب نماز کا سلام پھیرتے تو خواتین آپ کا سلام ختم ہوتے ہی کھڑی ہو جاتیں اور آپ تھوڑی دیر وہاں پر ہی بیٹھے رہتے۔ راوی کہتا ہے کہ آپ علیہ السلام یہ اس لئے فرماتے تاکہ خواتین مردوں کے جانے سے پہلے چلی جائیں"۔

علامہ ابن نجیم لکھتے ہیں:

فإن أرادت أن تخرج إلى مجلس العلم بغير رضا الزوج ليس لها ذلك فإن وقعت لها نازلة إن سأل الزوج من العالم أو أخبرها بذلك لا يسعها الخروج وإن امتنع من السؤال يسعها من غير رضا الزوج وإن لم تقع لها نازلة لكن أرادت أن تخرج إلى مجلس العلم لتتعلم مسألة من مسائل الوضوء والصلاة فإن كان الزوج يحفظ المسائل ويذكر عندها فله أن يمنعها وإن كان لا يحفظ فالأولى أن يأذن لها أحيانا۔ (2)

1۔ صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ، باب التسلیم، الرقم (837)، 1/167، دار طوق النجاۃ

2۔ البحر الرائق، کتاب الطلاق، باب النفقۃ، 4/212، دار الکتاب الاسلامی بیروت

(ترجمہ:) "اگر خاتون بغیر خاوند کی رضا کے علم کی مجلس میں جانا چاہے تو اس کے لئے یہ جائز نہیں ہے۔ اگر کوئی مسئلہ پوچھنا ہو تو خاوند کو بتائے وہ مفتی سے پوچھے اور اسے بتائے۔ اور اگر پوچھ کر نہ بتائے تو خاوند کے روکنے کے باوجود وہ مسئلہ پوچھنے کے لئے جا سکتی ہے۔ اور اگر کوئی مسئلہ نہیں پوچھنا بلکہ علمی مجلس میں جانا چاہتی ہے تاکہ وضو اور نماز وغیرہ کے ضروری مسائل سیکھے تو خاوند اسے پڑھائے، سکھائے اور اسے باہر نہ جانے دے اور اگر وہ نہیں پڑھا سکتا تو خاوند کو چاہیے کہ اسے جانے کی اجازت دے دے"۔

فتاوی رضویہ میں ہے:

"غرض کوئی فتنہ نہ فی الحال ہو، نہ اس کا اندیشہ ہو تو علم دین امور راہ خدا سیکھنے کے لئے جانے اور بلانے میں حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم"۔(1)

فتاوی بریلی میں ہے:

"صرف عورتیں ہوں اور وہاں کوئی مرد نہ ہو اور عورتیں اس میں ایک دوسرے کو دین کی باتیں بتا سکتی ہیں اور عورتوں کی آواز باہر نہ جائے"۔(2)

مفتی احمد یار خان لکھتے ہیں:

" اس سے معلوم ہوا کہ اہل علم کے پاس جانا ان سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احوال طیبہ طاہرہ سننا بلکہ فرمائش کر کے ان سے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت شریف سننا بزرگان دین کی سنت ہے۔ دیکھو یہ تابعی ایک صحابیہ بی بی کے پاس جاتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات آپ کا حلیہ شریف آپ کی نعت سننے کے لیے مگر یہ سننا سنانا پردہ میں سے ہوتا تھا، اجنبی عورت مردوں کو خوش الحانی سے نعت نہ سنائے بلکہ جو عورت قاریہ ہو وہ بھی اپنی قرأت عورتوں کو

1- فتاوی رضویہ، 22/239، رضا فاؤنڈیشن لاہور

2- فتاوی بریلی شریف، ص 132، شبیر برادرز لاہور

سنائے مردوں کو نہ سنائے کہ عورت کی آواز کا بھی پردہ ہے اسی لیے عورت مردوں کی امامت نہیں کرسکتی کہ امام کو قرأت بلند آواز سے کرنی پڑتی ہے"۔(1)

تبلیغ کیلئے نکلنا کیسا؟

سوال: خاتون کا تبلیغ کے لیے نکلنا کیسا ہے؟

جواب: دین سکھانے اور اصلاحی وتربیتی وعظ ونصیحت کیلئے جانا جائز ہے۔ اس میں ابھی ذکر کردہ شرائط کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

تفصیل: چونکہ خواتین کو صحیح طریقے سے خواتین ہی سمجھا سکتی ہیں اور انہیں دین کی طرف راغب کرسکتی ہیں، تو اسی وجہ سے وہ اپنے گھر سے نکل سکتی ہیں۔

محفلوں میں دینی تعلیمات کو ترجیح دی جائے

جہاں نعت خوانی کی محفل ہو یا کوئی بھی پروگرام ہو تو وہاں نعت خوانی کے ساتھ ساتھ وعظ ونصیحت اور ضروری وشرعی مسائل سے آگاہی کا بندوبست ضرور کیا جائے۔

یہ یاد رہے کہ نعت سننا سنانا ثواب کا کام ہے مگر دین کے مسائل ضروریہ سے لاعلم رہنا گناہِ کبیرہ ہے۔ نعت خوانی کی محفل میں جانا اچھا اور عمدہ عمل ہے مگر نماز سے اور حقوق العباد اور علومِ فرضیہ سے بے خبر رہنا سخت گناہ اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔

جیسا کہ شروع میں بیان کیا کہ دین کے بہت سے شرعی اور ضروری مسائل حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی ہیں۔ لہٰذا خواتین کو چاہئے کہ وہ دین سیکھنے کو ترجیح دیں، جس طرح سُریلی آواز سن کر اپنے کانوں کو تسکین پہنچاتی ہیں اسی طرح وہ دین سیکھ کر اور اس پر عمل کر کے اپنے آخرت کے سکون کیلئے بھرپور کردار ادا کریں۔

1- مرآۃ المناجیح، 8/52، المدینۃ لائبریری، مکتبۃ المدینۃ کراچی

عورت کا نعت پڑھنا کیسا؟

سوال: عورت کا نعت پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: خواتین کی نغمہ (سُریلی) آواز کا پردہ ہے یعنی اتنی بلند آواز سے نعت پڑھنا کہ آواز غیر مَحرم مردوں تک جائے تو یہ ناجائز وحرام ہے۔ نعت پڑھنے والی بھی گناہ گار ہے اور سننے والا بھی گناہ گار ہے۔

بعض فقہاء کے نزدیک بغیر ضرورت کے عورت کی آواز سننا مرد کے لئے ممنوع ہے۔

تفصیل: اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِیُعْلَمَ مَا یُخْفِیْنَ مِنْ زِیْنَتِهِنَّ۔ (1)

(ترجمہ:) "اور زمین پر پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ جانا جائے ان کا چھپا ہوا سنگھار"۔

جب پیروں کے زیور کی آواز سنانا غیر مردوں کو حرام ہے تو اپنی آواز سنانا بطریق اولی ممنوع ہے۔

علامہ اسماعیل حقی لکھتے ہیں:

أي لا يضربن بأرجلهن الأرض ليتقعقع خلخالهن فيعلم إنهن ذوات خلخال فان ذلك مما يورث الرجال ميلا إليهن ويوهم ان لهن ميلا إليهم وإذا كان اسماع صوت خلخالها للاجانب حراما كان رفع صوتها بحيث يسمع الأجانب كلامها حراما بطريق الاولى لان صوت نفسها اقرب الى الفتنة من صوت خلخالها ولذلك كرهوا أذان النساء لانه يحتاج فيه الى رفع الصوت يقول الفقير وبهذا القياس الخفي ينجلي أمر النساء في باب الذكر الجهري في بعض البلاد فان الجمعية والجهر في حقهن مما يمنع عنه جدا وهن مرتكبات للاثم العظيم بذلك إذ لو

1- سورۃ النور، آیت: 31

استحب الجمعية والجهر فی حقهن لاستحب فی حق الصلاۃ والاذان والتلبية۔ (1)

(ترجمہ:) "یعنی وہ زمین پر اپنا پاؤں زور سے نہ رکھے تاکہ اس کے جھانجھر کی چھنکار سنائی دے اور لوگوں کو پتہ چل جائے۔ اس سے لوگ اس کی طرف مائل ہوں گے اور رغبت کریں گے۔ جب اجنبیوں کو زیور کی آواز سنانا حرام ہے تو اتنی بلند آواز سے کلام کرنا کہ غیروں تک پہنچے بطریق اولی حرام ہوگا کیونکہ اس کی آواز میں زیور کی چھنکار سے زیادہ فتنہ پایا جاتا ہے۔ اسی لیے خواتین کی آذان کو مکروہ قرار دیا کیونکہ آذان کے لئے بلند آواز کی ضرورت پڑتی ہے۔ اسی بنیاد پر فقیر کہتا ہے بعض علاقوں میں جو خواتین جمع ہوتی ہیں اور ذکر بالجہر کرتی ہیں وہ ممنوع ہے اور ان کو سختی سے روکا جائے۔ اس سے وہ گناہِ کبیرہ کی مرتکب ہوتی ہیں اگر جمع ہونا اور ذکر بالجہر کرنا جائز ہوتا تو نماز، اذان اور تلبیہ کہنا بھی جائز ہوتا"۔

عورت کا حج کے موقع پر بلند آواز سے تلبیہ کہنا، اگر جماعت میں ہے تو امام کو لقمہ دینا، بلند آواز سے نماز میں قراءت کرنا اور اذان دینا مکروہ اور ممنوع ہے۔ جب عبادات میں عورت کو بلند آواز سے پڑھنے سے منع کیا گیا ہے تو نعت اور تلاوتِ قرآن کی اجازت کیسے دی جاسکتی ہے؟ جبکہ آواز غیر مردوں تک پہنچ رہی ہو۔

علامہ کمال الدین ابن ہمام لکھتے ہیں:

وعلی هذا لو قيل إذا جهرت بالقراءة فی الصلاة فسدت كان متجها، ولذا منعها ـ عليه الصلاة والسلام ـ من التسبيح بالصوت لإعلام الإمام لسهوه إلى التصفيق۔

1- تفسیر روح البیان، سورۃ النور، آیت (31)، 145/6، دار الفکر بیروت

2- فتح القدیر، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، 260/1، دار الفکر بیروت

(ترجمہ:) "اسی بنیاد پر کہا گیا کہ جب خاتون نے بلند آواز سے قراءت کی تو اس کی نماز فاسد ہوجائے گی۔ اور اسی لیے نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے عورت کے لئے امام کو بلند آواز سے لقمہ دینے سے منع فرمایا، بلکہ وہ اپنی ہاتھ کی پشت پر دوسرا ہاتھ مار کر امام کو غلطی کا اشارہ دیں"۔

علامہ ابن عابدین شامی تحریر فرماتے ہیں:

وتقدم فی شروط الصلاۃ أن صوت المرأۃ عورۃ علی الراجح ومر الکلام فیہ فراجعہ۔ (1)

(ترجمہ:) "نماز کی شرائط میں یہ بات گزر چکی ہے کہ خاتون کی آواز کا بھی پردہ ہے راجح قول کے مطابق۔ مزید وضاحت وہاں پر ملاحظہ ہو"۔

منحۃ الخالق میں ہے:

إذا قلنا صوت المرأۃ عورۃ أنا نرید بذلك كلامها؛ لأن ذلك لیس بصحیح فإنا نجیز الكلام مع النساء الأجانب ومحاورتهن عند الحاجة إلی ذلك ولا نجیز لهن رفع أصواتهن ولا تمطیطها ولا تلیینها وتقطیعها لما فی ذلك من استمالة الرجال إلیهن وتحریك الشهوات منهم ومن هذا لم یجز أن تؤذن المرأۃ اهـ (2)

(ترجمہ:) "جب ہم نے کہا عورت کی آواز کا پردہ ہے اس سے مراد اگر محض اس کا کلام ہے تو یہ درست نہیں ہے کیونکہ ہم نے حاجت کے وقت عورتوں کا اجنبیوں کے ساتھ کلام کرنے کو جائز قرار دیا ہے۔ ہاں ان کا بلند آواز سے بات کرنے، نرم اور دل نشیں انداز کو ہم نے ناجائز قرار دیا کیونکہ اس میں مردوں کو اپنی طرف مائل کرنا ہے اور اس سے شہوات بیدار ہوں گی،

1- رد المحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی النظر واللمس، 6/369، دار الفکر بیروت

2- منحۃ الخالق، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، 1/285، دار الکتاب الاسلامی بیروت

اسی وجہ سے عورت کی اذان کو ناجائز قرار دیا"۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا خان قادری لکھتے ہیں:

"سوال: چند عورتیں ایک ساتھ مل کر گھر میں میلاد شریف پڑھتی ہیں اور آواز باہر تک سنائی دیتی ہے یونہی محرم کے مہینے میں کتاب شہادت وغیرہ بھی ایک ساتھ آواز ملا کر پڑھتی ہیں۔ یہ جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: ناجائز ہے کہ عورت کی آواز بھی عورت ہے اور عورت کی خوش الحانی کہ اجنبی سے محلِ فتنہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم"۔(1)

فتاویٰ مصطفویہ میں ہے:

"جو لڑکیاں وہاں بلند آواز سے نعت پڑھتی ہیں وہ گناہ گار اور مستحق نار ہیں، نیز وہ مرد بھی جو اُن کی آواز پر کان دھرتے ہیں اور ان کی اس حرکت پر راضی ہوتے ہیں"۔(2)

گانے کی طرز پر نعت پڑھنا کیسا؟

سوال: گانے کی طرز پر نعت پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: بچنا بہتر ہے کہ لوگ بدگمانی کریں گے اور عجیب عجیب باتیں بنائیں گے۔

تفصیل: علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

وعن الحسن لا بأس بالدف في العرس ليشتهر وفي السراجية هذا إذا لم يكن له جلاجل ولم يضرب على هيئة التطرب اهـ (3)

(ترجمہ:) "امام حسن سے روایت ہے کہ شادی کے موقع پر لوگوں کو خبر دینے کے لئے دف بجانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ سراجیہ میں ہے: یہ اس

1- فتاویٰ رضویہ، 22/240، رضا فاؤنڈیشن لاہور

2- فتاویٰ مصطفویہ، ص520، شبیر برادرز لاہور

3- رد المحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، 6/350، دار الفکر بیروت

وقت ہے کہ جب جھانجھر نہ ہوں اور گانے کی طرز پر بھی نہ ہو"۔

قرآن یاد کر کے بھلا دینا؟

سوال: قرآن یاد کر کے بھلا دینا کیسا؟

جواب: قرآن پاک کو حفظ کر کے اسے بھلانا نہیں چاہئے۔ اگر اتنا بھول گیا کہ دیکھ کر بھی نہیں پڑھ سکتی تو یہ ناجائز اور گناہ ہے۔

تفصیل: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا مِنَ امْرِئٍ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ، ثُمَّ يَنْسَاهُ، إِلَّا لَقِيَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَجْذَمَ۔ (1)

(ترجمہ:) "جس شخص نے قرآن پڑھنا سیکھا پھر اسے بھول گیا تو قیامت کے دن کوڑھ کے عذاب میں مبتلا ہو کر اللہ تعالی کی بارگاہ میں پیش ہوگا"۔

ایک مقام پر فرمایا:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَيَّ الذُّنُوبُ فَلَمْ أَرَ فِيهَا شَيْئًا أَعْظَمَ مِنْ حَامِلِ الْقُرْآنِ وَتَارِكِهِ۔ (2)

(ترجمہ:) "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھ پر میری امت کے گناہوں کو پیش کیا جاتا ہے تو اس میں سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ قرآن یاد کر کے اس کو ترک کر دینا"۔

ملا علی قاری تحریر فرماتے ہیں:

أي بالنظر عندنا، وبالغيب عند الشافعي أو المعنى ثم يترك قراءته

1- سنن ابی داود، باب التشدید فی من حفظ القرآن، الرقم (1474)، 2/75، المکتبۃ العصریۃ بیروت

2- مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب فضائل القرآن، فی نسیان القرآن، الرقم (29998)، 6/124، مکتبۃ الرشد الریاض

نسي أو ماانسي۔ (1)

(ترجمہ:)"یعنی اتنا بھول چکا ہو کہ دیکھ کر بھی نہ پڑھ سکے، اور امام شافعی کے نزدیک یہ زبانی پڑھنے کے ساتھ ہے۔ یا حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اس کو پڑھنا ہی ترک کردے"۔

قرآن کیسے یاد رکھا جائے؟

سوال: قرآن کیسے یاد رکھا جائے؟

جواب: قرآن کو یاد رکھنا مرد کی بنسبت عورت کیلئے زیادہ مشکل ہوتا ہے مگر اسے چاہئے کہ وہ قرآن کو یاد رکھنے کی کوشش کرے۔ ہر روز قرآن کی تلاوت کرے۔ فرض نماز میں بالترتیب قرآن پڑھنے کا معمول بنائے۔ ہر روز قرآن سنائے۔ نفل میں باجماعت کسی کو سنائے۔

اگر ان میں سے کسی ایک پر عمل کیا جائے تو قوی امید ہے کہ قرآن نہیں بھولے گی۔

قرآن پاک کو چومنا؟

سوال: قرآن پاک کو چومنا کیسا ہے؟

جواب: قرآن پاک کو چومنا مستحسن اور کارِ ثواب ہے۔

تفصیل: امام جلال الدین سیوطی تحریر فرماتے ہیں:

روی عن عمر انه كان يأخذ المصحف كل غداة ويقبله ويقول عهد ربي ومنشور ربي عز وجل وكان عثمان يقبل المصحف ويمسه على وجهه۔ (2)

(ترجمہ:)"حضرت عمر کے متعلق یہ روایت ہے کہ آپ ہر صبح قرآن کو اٹھاتے اور اسے بوسہ دیتے اور فرماتے ہیں: یہ میرے رب کا عہد اور منشور

1- مرقاۃ المفاتیح، کتاب فضائل القرآن، 4/1502، دارالفکر بیروت

2- شرح سنن ابن ماجہ للسیوطی، ص263، قدیمی کتب خانہ کراچی

ہے۔ اور حضرت عثمان قرآن کو بوسہ دیتے اور اپنے چہرے پر ملتے"۔
اسی کو علامہ طحطاوی نے حاشیۃ المراقی میں نقل فرمایا۔(1)

خاتون پیرنی بن سکتی ہے؟

سوال: کیا خاتون پیرنی بن سکتی ہے؟

جواب: مروجہ پیری مریدی کے لحاظ سے عورت پیرنی نہیں بن سکتی۔ البتہ باپردہ شرعی تقاضوں کے مطابق اجتماع میں خواتین کی روحانی تربیت کرسکتی ہے۔

تفصیل: علامہ جلال الدین امجدی لکھتے ہیں:

"عورتیں بھی بیعت کرسکتی ہیں یعنی مرید ہوسکتی ہیں لیکن وہ خود کسی کو مرید نہیں کرسکتیں"۔(2)

قبرستان ومزارات پر جانا کیسا؟

سوال: خواتین کا قبرستان اور مزارات پر جانا کیسا؟

جواب: جانا منع ہے۔

تفصیل: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ زَوَّارَاتِ الْقُبُورِ۔(3)

(ترجمہ:) "حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کرنے والیوں پر لعنت فرمائی ہے"۔

علامہ ابراہیم حلبی لکھتے ہیں:

1- حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی، کتاب الصلاۃ، فصل فی صفۃ الاذکار، ص 320، دار الکتب العلمیہ کراچی

2- فتاوی فقیہ ملت، 2/426، شبیر برادرز لاہور

3- سنن الترمذی، ابواب الجنائز، فی کراھیۃ زیارۃ القبور للنساء، الرقم (1056)، 2/362، دار الغرب الاسلامی بیروت

سئل القاضی عن جواز النساء فی المقابر قال لا یسأل عن الجواز والفساد فی مثل هذا وإنما یسأل عن مقدار ما یلحقها من اللعن فیها، واعلم إنها کلما قصدت الخروج کانت فی لعنة الله وملائکته وإذا خرجت تحفها الشیاطین من کل جانب وإذا أتت القبور یلعنها روح المیت وإذا رجعت کانت فی لعنة الله۔ (1)

(ترجمہ:) "قاضی سے عورتوں کیلئے قبروں کی زیارت کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا: جواز اور عدم جواز کے متعلق سوال نہ کرو، یہ پوچھو کہ اس میں لعنت کتنی مقدار میں حصے میں آئے گی؟ یہ جان لے کہ جب خاتون گھر سے نکلنے کا ارادہ کرتی ہے تو وہ اللہ اور اس کے فرشتوں کی لعنت میں ہوتی ہے، اور جب وہ گھر سے نکل جاتی ہے تو شیاطین کے جھرمٹ میں ہوتی ہے اور جب قبروں کے پاس آتی ہے تو میت کی روحیں اس پر لعنت بھیجتی ہیں اور جب وہ لوٹتی ہے تو اللہ تعالی کی لعنت میں ہوتی ہے"۔

فتاوی رضویہ میں ہے:

"جب ان خیر کے زمانوں میں ان عظیم فیوض وبرکات کے وقتوں میں عورتیں منع کر دیں گئیں اور کاہے سے؟، حضورِ مساجد وشرکتِ جماعات سے، حالانکہ دین متین میں ان دونوں کی شدید تاکید ہے۔ تو کیا ان اَزمنۂِ شرور میں ان قلیل یا موہوم فیوض کے حیلے سے عورتوں کو اجازت دی جائے گی؟ وہ بھی کاہے کی؟ زیارتِ قبور کو جانے کی جو شرعاً مؤکد نہیں، اور خصوصاً ان میلوں کھیلوں میں جو خدا نا ترسوں نے مزاراتِ کرام پر نکال رکھے ہیں، یہ کس قدر شریعت مطہرہ سے منافقت ہے؟!"۔ (2)

1- غنیۃ المستملی، فصل فی الجنائز، ص 512، مکتبہ نعمانیہ، کوئٹہ

2- فتاوی رضویہ، 9/551، رضا فاؤنڈیشن لاہور

کیا عورت مسجد میں اعتکاف کرسکتی ہے؟

سوال: کیا عورت مسجد میں اعتکاف کرسکتی ہے؟

جواب: اگر فتنہ کا اندیشہ نہیں اور الگ تھلگ نظام ہے جیسا کہ مسجد نبوی شریف میں ہے۔ تو عورت کو مسجد میں اعتکاف کرنے کی اجازت ہے وگرنہ مسجد میں اعتکاف کرنا ممنوع ہے۔

تفصیل: فتنہ اور فساد کی وجہ سے عورت کو مسجد میں نماز باجماعت پڑھنا منع ہے۔ اسی طرح اگر اعتکاف کرنے میں فتنے کا اندیشہ ہے تو مسجد میں اعتکاف کرنا منع ہے۔ ہاں اگر عورتوں کے اعتکاف کی جگہ بالکل علیحدہ ہے اور فتنے کا اندیشہ نہیں ہے جیسا کہ مسجد نبوی شریف میں عورتوں کے اعتکاف کیلئے علیحدہ جگہ بنی ہوئی ہے اور وہاں مرد حضرات کا داخلہ بھی ممنوع ہے تو ایسی صورت میں عورت مسجد میں اعتکاف کرسکتی ہے۔

علامہ طحطاوی لکھتے ہیں:

لو اعتکفت في المسجد فظاهر ما في النهاية أنه يكره تنزيها وينبغي على قياس ما صرحوا به من أن المختار منعهن من الخروج في الصلوات كلها أن لا يتردد في منعهن من الاعتكاف في المسجد۔ (1)

(ترجمہ:) "اگر عورت نے مسجد میں اعتکاف کیا تو جو نہایہ میں ہے اس کا ظاہر یہ ہے کہ یہ مکروہ تنزیہی ہے۔ فقہاء نے اس بات کی تصریح کی کہ بے شک مختار یہی ہے کہ عورتیں تمام نمازوں کیلئے مسجد میں نہیں جاسکتیں، اس پر قیاس کے مطابق عورتوں کو مسجد میں اعتکاف کرنے کی ممانعت میں تردد نہیں ہونا چاہئے"۔

مفتی اعظم پاکستان مفتی منیب الرحمن صاحب لکھتے ہیں:

"اعتکاف اپنی حقیقت اور روح کے اعتبار سے عزلت نشینی اور خلوت گزینی

1- حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ص699، دار الکتب العلمیہ بیروت

کی عبادت ہے کہ بندہ مؤمن سب سے کٹ کر اللہ تعالیٰ کی ذات سے لو لگائے اور اسی کے ذکر وفکر میں مگن رہے، اگر صحیح تربیت کا اہتمام نہ ہو تو اجتماعیت سے اس کی روح مجروح ہوتی ہے"۔(1)

ایام حیض میں استانی قرآن کیسے پڑھائے؟

سوال: حیض کے دنوں میں استانی قرآن کیسے پڑھائے؟

جواب: قرآن پاک کی تلاوت نہیں کرسکتی بلکہ اسے چاہیے کہ وہ ایک ایک لفظ کرکے سبق پڑھائے جیسے "الحمد" پر سانس توڑے پھر "للہ" پڑھے، پھر "رب" اور پھر "العالمین" وغیرہا۔

تفصیل: علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

(قوله وقراءة قرآن) أي ولو دون آية من المركبات لا المفردات؛ لأنه جوز للحائض المعلمة تعليمه كلمة كلمة كما قدمناه وكالقرآن التوراة والإنجيل والزبور۔(2)

(ترجمہ:) "ایک آیت سے کم مرکب نہیں پڑھ سکتی، ایک ایک لفظ کرکے پڑھ سکتی ہے کیونکہ حیض والی استانی کے لئے ایک ایک کلمہ کرکے تعلیم دینا فقہاء نے جائز قرار دیا ہے جیسا کہ ہم پیچھے بیان کر آئے ہیں۔ یہی حکم تورات، زبور اور انجیل کا ہے"۔

ایام حیض میں کتب پڑھانا؟

سوال: حیض کے دنوں میں کتب کا سبق کیسے پڑھائے؟

جواب: قرآن پاک کی تلاوت کے علاوہ وہ تمام سبق بشمول احادیث پڑھا سکتی ہے۔ ہاں سبق کے دوران جہاں جہاں قرآن پاک کی آیات آئیں انہیں چھوڑ دے یا

1- تفہیم المسائل، 1/198، ضیاء القرآن پبلیشرز لاہور

2- رد المحتار، کتاب الطہارۃ، باب الحیض، 1/293، دار الفکر بیروت

اشارہ کر دے یا کسی سے تلاوت کرا دے۔

تفصیل: نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

لَا تَقْرَأْ الْحَائِضُ، وَلَا الْجُنُبُ شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ۔ (1)

(ترجمہ:) "حیض والی خاتون اور بے غسل شخص قرآن نہیں پڑھ سکتا"۔

ایام حیض میں قرآن کیسے پڑھے؟

سوال: حیض کے دنوں میں قرآن کیسے پڑھے؟

جواب: تلاوتِ قرآن پاک ہو یا ترجمہ قرآن یا تفسیر ان سب کی سماعت جائز ہے۔ البتہ قرآن اور کتب میں موجود قرآنی آیات کو چھونا اور پڑھنا منع ہے۔

ایام حیض میں ذکر و اذکار کرنا کیسا؟

سوال: حیض کے دنوں میں ذکر و اذکار کرنا کیسا ہے؟

جواب: قرآن پاک کے علاوہ جتنے بھی ذکر و اذکار، تسبیحات، وظیفے اور درود شریف ہیں ان کو پڑھ سکتی ہیں۔

تفصیل: علامہ تمرتاشی و حصکفی تحریر فرماتے ہیں:

(ولا بأس) لحائض وجنب (بقراءة أدعية ومسها وحملها وذكر الله تعالى، وتسبيح)۔ (2)

(ترجمہ:) "حیض والی اور بے غسل کے لئے دعاؤں کا پڑھنا، چھونا، اللہ کا ذکر کرنا اور تسبیح کرنا جائز ہے"۔

قرآن و ترجمہ کو ہاتھ لگانا کیسا؟

سوال: قرآن اور ترجمہ قرآن کو ہاتھ لگانا کیسا؟

1- سنن الترمذی، ابواب الطہارۃ، فی الجنب والحائض، الرقم (131)، 1/194، دار الغرب الاسلامی بیروت

2- تنویر الابصار والدر المختار، کتاب الطہارۃ، باب الحیض، 1/293، دار الفکر بیروت

جواب: خاتون پڑھنے والی ہو یا پڑھانے والی بہر صورت قرآن، اس کے گتے اور وہ غلاف جو اس گتے کے ساتھ سلا ہوا ہے اسے ہاتھ نہیں لگا سکتی۔

اسی طرح جس میں تفسیر کم ہے اور قرآن پاک کی مقدار زیادہ ہے اسے بھی ہاتھ نہیں لگا سکتی۔

جیسا کہ تفسیر خزائن العرفان اور اس جیسے حاشیہ نما تفسیریں۔

تفصیل: اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:

لَا یَمَسُّہٗ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ۔ (1)

(ترجمہ:) "اسے نہ چھوئیں مگر باوضو"۔

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

بخلاف المصحف فلا يجوز مس الجلد وموضع البياض منه وقال بعضهم يجوز، وهذا أقرب إلى القياس، والمنع أقرب إلى التعظيم كما في البحر أي والصحيح المنع كما نذكره ومثل القرآن سائر الكتب السماوية كما قدمناه عن القهستاني۔ (2)

(ترجمہ:) "بخلاف قرآن پاک کے، کہ اس کی جلد کو اور قرآن کی سفید جگہ کو چھونا جائز نہیں ہے۔ بعض نے کہا کہ اسے چھونا جائز ہے، یہی قیاس کے زیادہ قریب ہے مگر تعظیم کی وجہ سے منع کیا جیسا کہ بحر میں ہے: صحیح یہ ہے کہ اسے چھونا بھی منع ہے، جیسا کہ ہم ذکر کریں گے۔ باقی تمام آسمانی کتب کا حکم بھی قرآن والا ہے جیسا کہ ہم نے قہستانی سے ذکر کر دیا"۔

علامہ عمر ابن نجیم لکھتے ہیں:

ويمنع أيضا حل مسه أي القرآن ولو مكتوبا بالفارسية إجماعا هو

1- سورۃ الواقعہ آیت: 79.

2- رد المحتار، کتاب الطہارۃ، باب الحیض، 1/293، دار الفکر بیروت

الصحیح أما عند الإمام فظاهر۔ (1)

(ترجمہ:)"اور قرآن کو چھونا بالاجماع منع ہے اگرچہ وہ فارسی میں لکھا ہوا ہو، یہی صحیح ہے۔ باقی رہا امام اعظم کے نزدیک تو وہ بھی اسی طرح ہے"۔

ایام حیض میں کتب کو چھونا؟

سوال: حیض کے دنوں میں کتب اسلامیہ کو ہاتھ لگانا، چھونا کیسا؟

جواب: قرآن پاک کے علاوہ تمام کتب بشمول کتب احادیث کو ہاتھ لگا سکتی ہے۔ تفسیر میں سے جس تفسیر کی مقدار زیادہ ہے اسے بھی ہاتھ لگا سکتی ہے۔ جیسے حاشیہ والی جلالین شریف۔ مگر اس صورت میں بھی وضو کر کے ہاتھ لگانا چاہئے۔

لیکن تفسیر میں جہاں قرآن پاک لکھا ہوا ہے اسے نہیں چھو سکتی۔

تفصیل: علامہ حصکفی لکھتے ہیں:

وقد جوز أصحابنا مس كتب التفسير للمحدث، ولم يفصلوا بين كون الأكثر تفسيرا أو قرآنا، ولو قيل به اعتبارا للغالب لكان حسنا۔ (2)

(ترجمہ:)"ہمارے اصحاب نے بے وضو کے لئے تفسیر کی کتب کو چھونا جائز قرار دیا ہے۔ انہوں نے قرآن کے زیادہ ہونے یا تفسیر کے زیادہ ہونے میں تفصیل بیان نہیں کی۔ ہاں اگر غالب کا اعتبار کیا جائے تو یہ اچھا ہوگا"۔

البحر الرائق میں ہے:

وفي الخلاصة يكره مس كتب الأحاديث والفقه للمحدث عندهما وعند أبي حنيفة الأصح أنه لا يكره وفي السراج الوهاج معزيا إلى الحواشي المستحب أن لا يأخذ كتب الشريعة بالكم أيضا بل يجدد الوضوء كلما

1۔ النہر الفائق، کتاب الطہارۃ، باب الحیض، 1/ 134، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ النہر الفائق، کتاب الطہارۃ، سنن الغسل، 1/ 77، دار الکتب العلمیہ بیروت

أحدث وهذا أقرب إلى التعظيم۔ (1)

(ترجمہ:)"خلاصہ میں ہے: کتب احادیث اور فقہ کو بے وضو چھونا صاحبین کے نزدیک مکروہ ہے اور امام اعظم کے نزدیک اصح یہ ہے کہ مکروہ نہیں ہے۔۔۔۔ سراج وہاج میں حواشی کی طرف منسوب یوں ہے: مستحب یہ ہے کہ شریعت کی کتب کو دامن کے ساتھ بھی نہ چھوئے بلکہ باوضو ہو کر چھوئے۔ اور یہ تعظیم کے زیادہ قریب ہے"۔

علامہ ابن عابدین شامی فرماتے ہیں:

(قوله ومسها) أي القرآن ولو في لوح أو درهم أو حائط، لكن لا يمنع إلا من مس المكتوب۔ (2)

(ترجمہ:)"تختی یا درہم یا دیوار میں قرآن لکھا ہو تو اس کو چھونا جائز ہے لیکن قرآن لکھے ہوئے کو چھونا منع ہے"۔

ایام حیض میں دستانے پہن کر قرآن کو چھونا؟

سوال: حیض کے دنوں میں دستانے پہن کر قرآن کو چھونا کیسا؟

جواب: ہاتھوں پر دستانے لگا کر بھی قرآن کو ہاتھ نہیں لگا سکتے؛ کیونکہ یہ کپڑا اس کے جسم کا حصہ بن چکا ہے، اس کی قمیص اور دوپٹے کی طرح اس کا تابع ہے۔

تفصیل: فتاوی عالمگیری میں ہے:

ولا يجوز لهم مس المصحف بالثياب التي هم لابسوها۔ (3)

(ترجمہ:)"پہنے ہوئے کپڑے کے ساتھ قرآن کو چھونا جائز نہیں ہے"۔

البحر الرائق میں ہے:

1- البحر الرائق، کتاب الطہارۃ، باب الحیض، 1/212، دار الکتاب الاسلامی بیروت

2- البحر الرائق، کتاب الطہارۃ، باب الحیض، 1/293، دار الکتاب الاسلامی بیروت

3- فتاوی عالمگیری، کتاب الطہارۃ، الباب الرابع، الفصل السادس، 1/39، دار الفکر بیروت

وقال لی بعض الإخوان ہل یجوز مس المصحف بمندیل ہو لابسہ علی عنقہ قلت لا أعلم فیہ منقولا، والذی یظہر أنہ إن کان بطرفہ وہو یتحرک بحرکتہ ینبغی أن لا یجوز، وإن کان لا یتحرک بحرکتہ ینبغی أن یجوز لاعتبارہم إیاہ فی الأول تابعا لہ کبدنہ دون الثانی (1)

(ترجمہ:) "بعض بھائیوں نے پوچھا کہ کیا قرآن کو ایسے تولیے کے ساتھ چھونا جائز ہے جو اس نے اپنے گلے میں لٹکایا ہوا ہے؟ میں نے کہا کہ میں اس بارے میں کوئی روایت نہیں جانتا، ہاں جو مجھ پر ظاہر ہو رہا ہے وہ یہ ہے کہ اگر ایسے کنارے کے ساتھ چھوئے جو اس کی حرکت سے حرکت کرتا ہے تو چھونا مناسب نہیں ہے اور اگر حرکت نہیں کرتا تو چھو سکتا ہے۔ اول میں اس لئے کہ وہ اس کے بدن کے تابع ہے نہ کہ دوسرے میں"۔

ایام حیض میں سبق لکھنا کیسا؟

سوال: حیض کے دنوں میں سبق کیسے لکھا جائے؟

جواب: وضو کر کے تمام اسباق لکھ سکتی ہے مگر قرآن پاک کی آیت نہیں لکھ سکتی۔
ہاں اس صورت میں قرآن لکھ سکتی ہے کہ لکھتے وقت اس صفحے کو ہاتھ نہ لگائے، بھلے بعد میں اس صفحے کو ہاتھ لگالے۔

تفصیل: الدر المختار میں ہے:

(و) لا تکرہ (کتابۃ قرآن والصحیفۃ أو اللوح علی الأرض عند الثانی) خلافا لمحمد وینبغی أن یقال إن وضع علی الصحیفۃ ما یحول بینہا وبین یدہ یؤخذ بقول الثانی وإلا فبقول الثالث قالہ الحلبی۔ (2)

(ترجمہ:) "قرآن اور صحیفے کی کتابت مکروہ نہیں ہے یا تختی زمین پر ہو تو

1- البحر الرائق، کتاب الطہارۃ، باب الحیض، 1/212، دار الکتاب الاسلامی بیروت

2- الدر المختار، کتاب الطہارۃ، سنن الغسل، 1/174، دار الفکر بیروت

بھی، یہ امام ابو یوسف کے نزدیک ہے، بخلاف امام محمد کے۔ اور مناسب یہ ہے کہ اگر صحیفے پر ہاتھ رکھے بغیر لکھا تو امام ابو یوسف کا قول لیا جائے گا وگرنہ امام محمد کا قول لیا جائے گا"۔

اس پر علامہ شامی نے فرمایا:

(قوله خلافا لمحمد) حيث قال أحب إلى أن لا يكتب؛ لأنه في حكم الماس للقرآن حلية عن المحيط قال في الفتح والأول أقيس؛ لأنه في هذه الحالة ماس بالقلم وهو واسطة منفصلة فكان كثوب منفصل إلا أن يمسه بيده۔ (1)

(ترجمہ:) "مجھے یہ پسند ہے کہ اس طرح نہ لکھا جائے کیونکہ یہ بھی قرآن کو چھونے ہی کے حکم میں ہے، یہ حلیہ محیط سے ہے۔ فتح القدیر میں فرمایا: اول زیادہ قیاس کے مطابق ہے کیونکہ اس حالت میں وہ قلم کو چھورہا ہے اور وہ بیچ میں فاصلہ ہے تو یہ الگ کپڑے سے چھونے کے مترادف ہوگا، ہاں ہاتھ لگا کر لکھنا جائز نہیں"۔

ایام حیض میں اسلامیات کا پیپر دینا؟

سوال: حیض کے دنوں میں اسلامیات کا پیپر کیسے دیا جائے؟

جواب: (1) پیپر یاد کرتے وقت قرآن پاک کی آیات کو دل میں یاد کرے، زبان سے نہ دہرائے۔

(2) قرآن پاک کی آیات کو جو کتاب میں ہیں صرف انہیں آیات کو ہاتھ نہ لگائے، باقی الفاظ اور کتاب کو ہاتھ لگا سکتی ہے۔

(3) پرچہ دیتے وقت اگر قرآن پاک کی آیات لکھنے کی ضرورت ہو تو صرف آیات لکھتے وقت اس کاغذ سے اپنا ہاتھ اٹھالے اور قلم سے آیت لکھ دے، اس کے بعد باقی

1- ردالمحتار، کتاب الطہارۃ، سنن الغسل، 1/175، دار الفکر بیروت

تحریر کے وقت کاغذ پر بھلے ہاتھ رکھ کر لکھے۔

(4) اس کے علاوہ جتنی اسلامی باتیں ہیں، احادیث اور اقوال ہیں انہیں لکھ بھی سکتی ہے اور چھو بھی سکتی ہے اور پڑھنا بھی جائز ہے۔

ترجمہ قرآن پڑھنا اور لکھنا کیسا؟

سوال: ترجمہ قرآن پڑھنا اور لکھنا کیسا؟

جواب: قرآن کا ترجمہ چاہے کسی بھی زبان میں ہو اصل قرآن ہی کی حیثیت رکھتا ہے لہذا اسے بھی بغیر غسل کے پڑھنا جائز نہیں اور لکھنا بھی جائز نہیں ہے۔

چھوٹی بچیوں کا قرآن کو چھونا؟

سوال: نابالغ بچہ اور بچی بغیر وضو کے قرآن چھو سکتے ہیں؟

جواب: نابالغ بچہ اور بچی بغیر وضو اور طہارت کے ہاتھ لگا سکتے ہیں مگر انہیں باوضو ہو کر قرآن کو ہاتھ لگانے کی عادت ڈالی جائے۔

تفصیل: جامع لاحکام الصغار میں ہے:

وفی طهارات المحيط كره بعض مشايخنا دفع المصحف واللوح الذی عليه القرآن إلى الصبيان، وعامة مشايخنا لم يروا بأساً لأنهم غير مخاطبين بالوضوء وفی التأخير تضييع القرآن۔ (1)

(ترجمہ:) "محیط کی طہارات کے باب میں ہے: بعض مشائخ نے بچوں کو قرآن دینے اور قرآن کی لکھی ہوئی تختی دینے کو مکروہ قرار دیا ہے۔ جبکہ ہمارے عام مشائخ کے نزدیک کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ ان کیلئے وضو ضروری نہیں ہے ہاں زیادہ دیر دینا قرآن کی بے ادبی کا باعث ہو سکتا ہے"۔

1- جامع لاحکام الصغار، فی مسائل الطہارۃ، 1/34، دار الفضیلۃ بیروت

دوسرا باب:
پردہ ولباس کے متعلق جدید مسائل

لباس کے متعلق قاعدہ کلیہ

سوال: لباس کے متعلق قاعدہ کلیہ کیا ہے؟

جواب: کس طرح کا لباس جائز ہے؟ اور کس طرح کا جائز نہیں ہے؟ ان کے لئے ایک قاعدہ کلیہ ہے جو اس پر پورا اترے وہ جائز ہے جو نہ اترے وہ جائز نہیں ہے۔ یہ مرد وعورت دونوں کے لئے ہے۔

(1) لباس کا استعمال شریعت کی طرف سے منع نہ ہو۔ جیسے مرد کے لئے ریشمی، اور بالکل سرخ رنگ کا لباس۔

(2) محل، شرمگاہ کا ڈھانپنا، اسی کے ضمن میں یہ بات ذہن نشین رہے کہ لباس اتنا چست اور چپکا ہوا نہ ہو کہ جسم کی ہیئت دکھائی دے۔
مرد وعورت کے لئے اس کی الگ تفصیل ہے جو کہ ابھی آرہی ہے۔

(3) فاسقوں، غیر مسلموں جیسا لباس نہ ہو۔ یعنی غیر مسلموں کا شعار والا لباس ناجائز ہے، جیسے عیسائی عورتوں کا خاص کالے رنگ کا برقعہ۔ بلکہ بعض صورتوں میں کفر بھی ہے۔ اور ان کے خصوصی لباس سے بھی بچنا ضروری ہے جیسے آجکل بیہودہ قسم کے لباس کہ پہن کر بھی بے لباس جیسی دکھائی دیتی ہیں۔ (1)

مزید آداب درج ذیل ہیں:

فتاوی رضویہ، 22/190، رضا فاؤنڈیشن لاہور

کے بیٹے یعنی جو دوسری بیوی سے ہوں۔ (16) رضاعی بیٹا، رضاعی بھائی، رضاعی چچا، رضاعی ماموں۔

غیر محرم رشتہ دار جن سے پردہ فرض ہے:

(1) چچا کا بیٹا۔ (2) پھوپھو کا بیٹا۔ (3) ماموں کا بیٹا۔ (4) خالہ کا بیٹا۔ (5) دیور یعنی شوہر کا بھائی، بڑا ہو یا چھوٹا۔ (6) نندوئی یعنی شوہر کی بہن کا شوہر۔ (7) بہنوئی۔ (8) پھوپھا۔ (9) خالو۔ (10) شوہر کا بھتیجا، بھانجا، چچا، ماموں، پھوپھا، خالو۔

نوٹ: یہ خواتین کے لئے محرم وغیر محرم ذکر کیے گئے، جبکہ مرد کے لئے محرم وغیر محرم بھی اسی طرح ہیں مگر تھوڑی تبدیلی کے ساتھ۔ الغرض خاتون اپنے رشتہ داروں کی تفصیل یہاں سے باآسانی سمجھ سکتی ہے۔

تفصیل: حاشیہ شرنبلالی علی الدرر میں ہے:

المحرم من لایجوز المناکحة بینه وبینها علی التأبید بنسب أو سبب کالرضاع والمصاهرة وسواء کانت المصاهرة بنکاح أو سفاح فی الأصح۔ (1)

(ترجمہ:) "محرم وہ ہے کہ جس سے نکاح کرنا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جائز نہ ہو، یہ یا تو نسب کی وجہ سے ہوگا یا کسی رضاعت یا مصاہرت کی وجہ سے ہوگا۔ اور مصاہرت چاہے نکاح سے ہو یا بدکاری سے۔ یہی اصح ہے"۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُم مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُم مِّن نِّسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُم بِهِنَّ فَإِن لَّمْ تَكُونُوا دَخَلْتُم بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ

1- حاشیہ شرنبلالی علی الدرر والغرر، کتاب الکراھیۃ، 1/314، دار احیاء الکتب العربیۃ

کے بیٹے یعنی جو دوسری بیوی سے ہوں۔ (16) رضائی بیٹا، رضائی بھائی، رضائی چچا، رضائی ماموں۔

غیر محرم رشتہ دار جن سے پردہ فرض ہے:

(1) چچا کا بیٹا۔ (2) پھوپھو کا بیٹا۔ (3) ماموں کا بیٹا۔ (4) خالہ کا بیٹا۔ (5) دیور یعنی شوہر کا بھائی، بڑا ہو یا چھوٹا۔ (6) نندوئی یعنی شوہر کی بہن کا شوہر۔ (7) بہنوئی۔ (8) پھوپھا۔ (9) خالو۔ (10) شوہر کا بھتیجا، بھانجا، چچا، ماموں، پھوپھا، خالو۔

نوٹ: یہ خواتین کے لئے محرم وغیر محرم ذکر کیے گئے، جبکہ مرد کے لئے محرم وغیر محرم بھی اسی طرح ہیں مگر تھوڑی تبدیلی کے ساتھ۔ الغرض خاتون اپنے رشتہ داروں کی تفصیل یہاں سے باآسانی سمجھ سکتی ہے۔

تفصیل: حاشیہ شرنبلالی علی الدرر میں ہے:

المحرم من لایجوز المناکحۃ بینہ وبینھا علی التأبید بنسب أو سبب کالرضاع والمصاھرۃ وسواء کانت المصاھرۃ بنکاح أو سفاح فی الأصح۔ (1)

(ترجمہ:) "محرم وہ ہے کہ جس سے نکاح کرنا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جائز نہ ہو، یہ یا تو نسب کی وجہ سے ہوگا یا کسی رضاعت یا مصاہرت کی وجہ سے ہوگا۔ اور مصاہرت چاہے نکاح سے ہو یا بدکاری سے۔ یہی اصح ہے"۔

اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ

---

(1) حاشیہ شرنبلالی علی الدرر والغرر، کتاب الکراھیۃ، 1/314، دار احیاء الکتب العربیۃ

الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّ اللهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا۔ (1)

ترجمہ: "حرام ہوئیں تم پر تمہاری مائیں اور بیٹیاں اور بہنیں اور پھوپھیاں اور خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں اور تمہاری مائیں جنہوں نے دودھ پلایا اور دودھ کی بہنیں اور عورتوں کی مائیں اور ان کی بیٹیاں جو تمہاری گود میں ہیں اُن بی بیوں سے جن سے تم صحبت کر چکے ہو تو پھر اگر تم نے ان سے صحبت نہ کی ہو تو ان کی بیٹیوں میں حرج نہیں اور تمہاری نسلی بیٹوں کی بیبیاں اور دو بہنیں اکٹھی کرنا مگر جو ہو گزرا بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے"۔

نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

لَا تَحِلُّ لِي، يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ، هِيَ بِنْتُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ۔ (2)

(ترجمہ:) "اس سے نکاح کرنا میرے لیے جائز نہیں کیونکہ جو رشتے نسب کی وجہ سے حرام ہوتے ہیں وہ دودھ کی وجہ سے بھی حرام ہو جاتے ہیں۔ یہ لڑکی تو میری رضاعی بھتیجی ہے"۔

پردہ کس عمر میں فرض ہوتا ہے؟

سوال: پردہ کس عمر میں فرض ہوتا ہے؟

جواب: پردہ بالغ ہونے کے ساتھ ہی فرض ہو جاتا ہے۔ مگر ہمیں چاہئے کہ بچپن سے ہی اپنی بچیوں کو دوپٹہ اور کچھ نہ کچھ پردے کی عادت ڈلوائیں اور تلقین کرتے رہیں

1- سورۃ النساء، آیت 23

2- صحیح البخاری، کتاب الشھادات، باب الشھادۃ علی الانساب، الرقم (2645)، 3/170، دار طوق النجاۃ

تاکہ بڑے ہونے تک وہ پردے کی عادی بن چکی ہوں۔

جیسا کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے حکم دیا کہ سات سال کی عمر میں بچے کو نماز سکھاؤ، دس سال میں ڈانٹ ڈپٹ کر نماز پڑھواؤ اور ساتھ لے جاؤ۔

تفصیل: نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

لَا يَقْبَلُ اللهُ مِنَ امْرَأَةٍ صَلَاةً حَتّٰى تُوَارِيَ زِينَتَهَا، وَلَا مِنْ جَارِيَةٍ بَلَغَتِ الْمَحِيضَ حَتّٰى تَخْتَمِرَ۔ (1)

(ترجمہ:) "نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالی کسی خاتون کی نماز کو قبول نہیں کرتا حتی کہ وہ اپنی زینت کو نہ چھپالے، کسی بچی پر پردہ لازم نہیں حتی کہ وہ حیض والی ہوجائے"۔

نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ، وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا، وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرٍ وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ۔ (2)

(ترجمہ:) "اپنی اولاد کو سات سال کی عمر میں نماز پڑھنے کا حکم دو اور جب وہ دس سال کے ہوجائیں تو انہیں مار کر نماز پڑھاؤ اور ان کے بستر الگ کر دو"۔

خاتون کس سے کتنا پردہ کرے؟

سوال: خاتون کس سے کتنا پردہ کرے؟

جواب: لباس کے متعلق جو ابھی تین قاعدے بیان ہوئے ہیں اُن کا لحاظ کرنے کے بعد خاتون کس سے کتنا پردہ کرے؟ یعنی خاتون کو یا خاتون مرد کو یا دوسری عورت کو کس حد تک دیکھ سکتی ہے؟ اس کے قوانین درج ذیل ہیں۔

1- المعجم الاوسط للطبرانی، باب المیم، الرقم (7606)، 7/315، دار الحرمین القاهرة

2- سنن ابی داود، کتاب الصلاۃ، باب متی یؤمر الغلام، الرقم (495)، 1/133، المکتبۃ العصریۃ

اس کی چار قسمیں ہیں:

(1) مرد کا مرد کی طرف دیکھنا۔

(2) عورت کا عورت کی طرف دیکھنا۔

(3) عورت کا مرد کی طرف دیکھنا۔

(4) مرد کا عورت کی طرف دیکھنا۔

پہلی قسم سے ہمارا تعلق نہیں ہے باقی کی تفصیل یہ ہے۔

نوٹ: جن اعضاء کو نہیں دیکھ سکتے انہیں ستر اور شرمگاہ کہتے ہیں اور ان کا پردہ ضروری ہے۔ اور جن اعضاء کو دیکھنا جائز ہے ان کا پردہ بھی نہیں ہے۔

اور جن اعضاء کو دیکھنا جائز ہے وہ صرف اس صورت میں جائز ہے کہ جب شہوت، فتنے اور نیت میں کھوٹ کا اندیشہ نہ ہو، وگرنہ بہرصورت میں منع ہے اگرچہ باپ بیٹی ہی کیوں نہ ہوں، آج کے پُرفتن دور میں سخت احتیاط کی ضرورت ہے۔

عورت کا عورت کی طرف دیکھنا:

عورت دوسری عورت کے تمام اعضاء سر، سر کے بال، گردن، بازو، سینہ، پیٹ، کمر، پنڈلی اور پاؤں دیکھ سکتی ہے۔ مگر ناف سے لے کر گھٹنوں تک دیکھنا منع ہے۔

عورت کا مرد کی طرف دیکھنا:

مرد چاہے محرم ہوں یا غیر محرم، ان کے تمام اعضاء سر، سر کے بال، گردن، بازو، سینہ، پیٹ، کمر، پنڈلی اور پاؤں کو عورت دیکھ سکتی ہے۔ مگر ناف سے لے کر گھٹنوں تک دیکھنا ناجائز وحرام ہے۔

مرد کا عورت کی طرف دیکھنا:

اس کی تین صورتیں ہیں:

(1) مرد کا اپنی بیوی کو دیکھنا: میاں بیوی جب تنہائی میں ہوں تو ان کے درمیان کسی بھی

قسم کا پردہ نہیں ہے، بہتر یہ ہے کہ ہمبستری کے وقت چادر اوڑھ لی جائے۔

(2) مرد کا اپنے محارم رشتہ دار عورتوں کو دیکھنا: اپنے محرم رشتے داروں کے ناف سے لے کر گھٹنوں سمیت، پیٹ اور پیٹھ کا پردہ لازم ہے ان کے علاوہ اعضاء کو بلا شہوت اور بلا خوف وفتنہ کے وقت دیکھنا جائز ہے۔

(3) مرد کا غیر محرم عورت کو دیکھنا: عورت کا تمام بدن ستر ہے سوائے پانچ اعضاء کے، یعنی چہرا، دو ہاتھ اور دونوں پاؤں کا ظاہری حصہ۔

تنبیہ: جس طرح غیر محرم رشتہ دار سے پردہ فرض ہے اسی طرح اجنبی غیر رشتہ دار، بھلے وہ کتنا ہی قریبی کیوں نہ ہو مثلاً استاذ، پیر، بزرگ، ان سے بھی اجنبیوں کی طرح پردہ فرض ہے۔

نوٹ: اجنبیوں سے پردے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے سامنے ضرورتاً اپنا چہرا، ہاتھ اور پاؤں کھول سکتی ہے، جبکہ فتنے کا اندیشہ نہ ہو۔ باقی تمام بدن کو چھپانا ضروری ہے۔

علامہ ابن عابدین شامی وغیرہا لکھتے ہیں:

أن مسائل النظر أربع نظر الرجل إلى المرأة ونظرها إليه، ونظر الرجل إلى الرجل، ونظر المرأة إلى المرأة والأولى على أربعة أقسام نظره إلى الأجنبية الحرة، ونظره إلى من تحل له من الزوجة والأمة ونظره إلى ذوات محارمه ونظره إلى أمة الغير إلى آخره۔ (1)

(ترجمہ:) "نظر کے مسائل کی چار قسمیں ہیں۔ مرد کا عورت کی طرف دیکھنا اور عورت کا مرد کی طرف دیکھنا۔ مرد کا مرد کی طرف دیکھنا اور عورت کا

1- رد المحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی النظر والمس، 6/364، دار الفکر؛ فتح القدیر، 10/24؛ بدائع الصنائع، 5/125؛ المبسوط للسرخسی، 10/147؛ المحیط البرہانی، 5/333؛ فتاوی عالمگیری، 5/327

عورت کی طرف دیکھنا۔ پہلی قسم کی پھر چار قسمیں ہیں: مرد کا اجنبی آزاد عورت کو دیکھنا، مرد کا اس عورت کو دیکھنا جو اس کے لئے حلال ہیں جیسے بیوی اور لونڈی، مرد کا اپنی محرم خواتین کی طرف دیکھنا اور مرد کا غیر کی لونڈی کو دیکھنا"۔

پردے کے متعلق آیات اور احادیث:

اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:

وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى۔ (1)

(ترجمہ:) "اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ رہو جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی"۔

دوسرے مقام پر فرماتا ہے:

قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَٰلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ ○ وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِينَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَىٰ عَوْرَاتِ النِّسَاءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ۔ (2)

(ترجمہ:) "مسلمان مردوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی

1- الاحزاب، آیت:33

2- النور، آیت:30,31

شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لئے بہت ستھرا ہے بیشک اللہ کو ان کے کاموں کی خبر ہے۝ اور مسلمان عورتوں کو حکم دو کہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ نہ دکھائیں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے اور دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں اور اپنا سنگھار ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ شوہروں کے باپ یا اپنے بیٹے یا شوہروں کے بیٹے یا اپنے بھائی یا اپنے بھتیجے یا اپنے بھانجے یا اپنے دین کی عورتیں یا اپنی کنیزیں جو اپنے ہاتھ کی ملک ہوں نوکر بشرطیکہ شہوت والے مرد نہ ہوں یا وہ بچے جنہیں عورتوں کی شرم کی چیزوں کی خبر نہیں اور زمین پر پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ جانا جائے ان کا چھپا ہوا سنگھار اور اللہ کی طرف توبہ کرو اے مسلمانو سب کے سب اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ"۔

سورہ احزاب میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا۔ (1)

(ترجمہ:) "اے نبی اپنی بیبیوں اور صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرمادو کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منھ پر ڈالے رہیں یہ اس سے نزدیک تر ہے کہ ان کی پہچان ہو تو ستائی نہ جائیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے"۔

اسی صورت میں ایک اور مقام پر فرماتا ہے:

يَانِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِنَ النِّسَاءِ إِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَعْرُوفًا۔ (2)

1- الاحزاب، آیت:59

2- الاحزاب، آیت:32

اسی صورت میں فرماتا ہے:

وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ ذَٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ۔ (1)

(ترجمہ:) "اے نبی کی بیبیو! تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر اللہ سے ڈرو تو بات میں ایسی نرمی نہ کرو کہ دل کا روگی کچھ لالچ کرے ہاں اچھی بات کہو"۔

احادیث:

(1) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ يَرْحَمُ اللهُ نِسَاءَ المُهَاجِرَاتِ الأُوَلَ، لَمَّا أَنْزَلَ اللهُ ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ﴾ (النور:31) شَقَقْنَ مُرُوطَهُنَّ فَاخْتَمَرْنَ بِهَا۔ (2)

(ترجمہ:) "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ فرماتی ہیں: ہجرت کرنے والی خواتین پر اللہ تعالی رحم کرے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی "وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ" کہ "اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رہا کریں" تو انہوں نے اپنے تہ بندوں کو دونوں کنارے سے پھاڑ کر ان کی اوڑھنیاں بنالیں"۔

(2) عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ اللَّيْلِ وَهُوَ يَقُولُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، مَاذَا أُنْزِلَ اللَّيْلَةَ مِنَ الفِتْنَةِ، مَاذَا أُنْزِلَ مِنَ الخَزَائِنِ، مَنْ يُوقِظُ صَوَاحِبَ الحُجُرَاتِ، كَمْ مِنْ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٍ يَوْمَ القِيَامَةِ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَكَانَتْ هِنْدٌ لَهَا أَزْرَارٌ فِي كُمَّيْهَا بَيْنَ أَصَابِعِهَا۔ (3)

1- الأحزاب، آیت:53

2- صحیح البخاری، کتاب تفسیر القرآن، باب ولیضربن، الرقم (4758)، 6/109، دار طوق النجاۃ

3- صحیح البخاری، کتاب اللباس، ما کان النبی یتجوز من اللباس، الرقم (5844)، 7/152

(ترجمہ:) "حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ رات کے وقت بیدار ہوئے اور کہا اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں کیسی کیسی بلائیں اس رات میں نازل ہو رہی ہیں اور کیا کیا رحمتیں اس کے خزانوں سے اتر رہی ہیں۔کوئی ہے جو ان حجرہ والیوں کو بیدار کرد ے۔ دیکھو بہت سی دنیا میں پہننے اوڑھنے والیاں آخرت میں ننگی ہوں گی۔ زہری نے بیان کیا کہ ہندہ اپنی آستینوں میں انگلیوں کے درمیان گھنڈیاں لگاتی تھیں۔ تاکہ صرف انگلیاں کھلیں اس سے آگے نہ کھلے"۔

(3) قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقْبَلُ اللهُ مِنَ امْرَأَةٍ صَلَاةً حَتَّى تُوَارِيَ زِينَتَهَا، وَلَا مِنْ جَارِيَةٍ بَلَغَتِ الْمَحِيضَ حَتَّى تَخْتَمِرَ۔ (1)

(ترجمہ:) "نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالی کسی خاتون کی نماز کو قبول نہیں کرتا حتی کہ وہ اپنی زینت کو نہ چھپالے، کسی بچی پر پردہ لازم نہیں حتی کہ وہ حیض والی ہوجائے"۔

(4) عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَتْ كُنَّا نُغَطِّي وُجُوهَنَا مِنَ الرِّجَالِ، وَكُنَّا نَتَمَشَّطُ قَبْلَ ذَلِكَ فِي الْإِحْرَامِ۔ (2)

(ترجمہ:) "حضرت اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں: ہم اپنے چہروں کو مردوں سے چھپاتے تھے۔ اور اس سے پہلے ہم اپنے بالوں کو کھلا چھوڑ دیتے تھے احرام میں"۔

(5) عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ كُنْتُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ مَيْمُونَةُ، فَأَقْبَلَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ وَذَلِكَ بَعْدَ أَنْ أُمِرْنَا بِالْحِجَابِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجِبَا مِنْهُ، فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ،

1- المعجم الاوسط للطبرانی، باب المیم، الرقم (7606)، 7/315، دار الحرمین القاهرة

2- المستدرک للحاکم، کتاب الصوم، الرقم (1668)، 1/624، دار الکتب العلمیہ بیروت

أَلَيْسَ أَعْمَى لَا يُبْصِرُنَا وَلَا يَعْرِفُنَا. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفَعَمْيَاوَانِ أَنْتُمَا أَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهِ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ هَذَا لِأَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً، أَلَا تَرَى إِلَى اعْتِدَادِ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ عِنْدَ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ، قَدْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِفَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ اعْتَدِّي عِنْدَ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ، فَإِنَّهُ رَجُلٌ أَعْمَى تَضَعِينَ ثِيَابَكِ عِنْدَهُ۔ (1)

(ترجمہ:) "ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں موجود تھی جبکہ سیدہ میمونہ ابھی وہیں تھیں کہ سیدنا ابن ام مکتوم آ گئے ۔ اور یہ ان دنوں کی بات ہے جبکہ ہمیں پردے کے احکام دے دیے گئے تھے۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا "اس سے پردہ کرو۔" ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ نابینا نہیں ہے' ہمیں دیکھتا نہیں اور پہچانتا بھی نہیں؟ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا "تو کیا تم بھی اندھی ہو' تم اسے نہیں دیکھتی ہو؟!" امام ابوداؤد فرماتے ہیں یہ حکم ازواج نبی کریم ﷺ کے لئے خاص تھا۔ جبکہ سیدہ فاطمہ بنت قیس کو ابن ام مکتوم کے ہاں عدت گزارنے کا کہا گیا تھا اور نبی کریم نے اسے فرمایا تھا: "ابن ام مکتوم کے ہاں عدت گزارو' وہ نابینا آدمی ہے' تم اس کے ہاں اپنے کپڑے اتار سکو گی"۔

(6) نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

إِذَا أَحَدُكُمْ أَعْجَبَتْهُ الْمَرْأَةُ فَوَقَعَتْ فِي قَلْبِهِ فَلْيَعْمِدْ إِلَى امْرَأَتِهِ فَلْيُوَاقِعْهَا

1- سنن ابی داود، کتاب اللباس، باب قول وقل للمومنات، الرقم (4112)، 4/63، المکتبۃ العصریۃ

مان ذٰلِكَ يَرُدُّ مَا فِي نَفسه۔ (1)

(ترجمہ:) "عورت شیطان کی صورت میں آتی ہے اور شیطان کی صورت میں جاتی ہے۔ جب تم میں سے کسی کو کسی عورت کے حسن کا خیال دل میں آ جائے تو اسے چاہئے کہ اپنی بیوی کے پاس جا کر اس سے ہمبستری کر لے کہ یہ عمل اس دل میں آنے والے وسوسے کو دور کر دے گا"۔

(7) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ فَإِذَا خَرَجَتِ اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ۔ (2)

(ترجمہ:) "عورت چھپانے کی چیز ہے (یعنی عورت کے لیے پردہ کے ذریعے خود کو چھپانا ضروری ہے) کیوں کہ وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کو تاک جھانک کرتا ہے"۔

(8) عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ يَا عَلِيُّ لَا تُبْرِزْ فَخِذَكَ وَلَا تَنْظُرْ إِلَى فَخِذِ حَيٍّ وَلَا مَيِّتٍ۔ (3)

(ترجمہ:) "نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کو فرمایا: اے علی! اپنی ران کو ظاہر نہ کر اور نہ ہی کسی زندہ اور مردہ کی ران کی طرف نظر کر"۔

(9) جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لَهَا أُمُّ خَلَّادٍ وَهِيَ مُنْتَقِبَةٌ، تَسْأَلُ عَنِ ابْنِهَا، وَهُوَ مَقْتُولٌ، فَقَالَ لَهَا بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِئْتِ تَسْأَلِينَ عَنِ ابْنِكِ وَأَنْتِ مُنْتَقِبَةٌ؟ فَقَالَتْ إِنْ أُرْزَأَ ابْنِي فَلَنْ أُرْزَأَ حَيَائِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنُكِ

صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب ندب من رأی امرأۃ، الرقم (1403)، 2/1021، دار احیاء التراث العربی بیروت

سنن الترمذی، ابواب الرضاع، الرقم (1173)، 2/467، دار الغرب الاسلامی بیروت

سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، ماجاء فی غسل المیت، الرقم (1460)، 1/469، دار احیاء الکتب العربیۃ

لَهُ أَجْرُ شَهِيدَيْنِ، قَالَتْ وَلِمَ ذَاكَ يَا رَسُولَ اللهِ،، قَالَ لِأَنَّهُ قَتَلَهُ أَهْلُ الْكِتَابِ« (1)

(ترجمہ:) "ام خلاد نامی ایک صحابیہ عورت اپنے بیٹے کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لیے دربار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئیں۔ اپنے چہرے پر نقاب ڈالے ہوئے تھیں۔ اس حالت کو دیکھ کر ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا اپنے (شہید) بیٹے کی حالت معلوم کرنے آئی ہو اور چہرے پرنقاب؟ (مطلب یہ تھا کہ پریشانی کے عالم میں بھی پردے کا اس اقدر اہتمام!) ام خلاد رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ جی ہاں ! بیٹے کی شہادت کی مصیبت میں مبتلا ہوگئی ہوں، لیکن اس کی وجہ سے شرم وحیا کو چھوڑ کر (دینی) مصیبت زدہ نہیں بنوں گی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹے کے بارے میں خوش خبری سنائی کہ تمہارے بیٹے کو دو اجر ملیں گے۔ وجہ پوچھنے پر ارشاد فرمایا، اس لیے کہ ان کو اہل کتاب نے قتل کیا ہے"۔

(10) نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اَلْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ مَسْتُورَةٌ إِلَّا مَا اسْتَثْنَاهُ الشَّرْعُ وَهُمَا عُضْوَانِ۔ (2)

(ترجمہ:) "عورت مکمل پردے میں ہومگر جن دو اعضاء کی شریعت نے اجازت دی ہے"۔

(11) نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اَلنَّظَرُ عَنْ شَهْوَةٍ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ الشَّيْطَانِ۔ (3)

(ترجمہ:) "شہوت کی نگاہ شیطان کے تیروں میں سے ایک تیر ہے"۔

1- سنن ابی داود، کتاب الجہاد، باب فضل قتل الروم، الرقم (2488)، 3/5، المکتبۃ العصریۃ

2- تکملۃ البحر الرائق، کتاب الکراھیۃ، 8/218، دار الکتاب الاسلامی بیروت

3- المبسوط للسرخسی، کتاب الاستحسان، نظر الرجل الی المرأۃ، 10/148، دار المعرفۃ بیروت

(ترجمہ:) "اگر بچی اور بچے کا نکاح اس کے باپ اور دادنے کرایا تھا تو ان دونوں کو بالغ ہونے کے بعد اختیار نہیں ہوگا۔ اور اگر باپ دادا کے غیر نے نکاح کرایا تھا تو ان دونوں کو خیارِ بلوغ حاصل ہوگا، اگر چاہیں تو نکاح کو قائم رکھیں اور اگر چاہیں تو فسخ کر دیں"۔

فتاوی رضویہ میں ہے:

" مگر اس خیار میں کنواری لڑکی کو حکم ہے کہ بالغہ ہوتے ہی یا بعد بلوغ خبر پاتے ہی فوراً فوراً بلا توقف اپنی ناراضگی ظاہر کرے"۔(1)

حرمتِ مصاہرت کیا ہے؟

سوال: حرمتِ مصاہرت کیا ہے؟

جواب: حرمتِ مصاہرت جو سسرالی رشتے کی بنیاد پر ثابت ہوتی ہے۔ جیسے اگر کسی شخص نے عورت سے نکاح کیا یا بعض صورتوں میں نکاح کے بعد وطی بھی کر لی تو اس عورت کے اصول (یعنی ماں، نانی) اور فروع (یعنی بیٹی، پوتی وغیرہا) اس مرد پر حرام ہو جائیں گے اور وہ عورت اس مرد کے اصول اور فروع پر حرام ہو جائے گی۔

جس طرح حرمتِ مصاہرت نکاح اور نکاح کے بعد جماع سے ثابت ہوتی ہے اسی طرح یہ جماع، چھونے اور دیکھنے سے بھی ثابت ہوتی ہے۔ مگر اس کی شرائط اور تفاصیل زیادہ اور پیچیدہ ہیں جس کے لئے کسی ماہر جید مفتی سے رابطہ کرنا چاہئے۔ یہ کتاب ان کی متحمل نہیں ہے۔

تنبیہ: اگر مرد نے کسی عورت سے نکاح کیا تو اس مرد کا بیٹا اس عورت کی بیٹی سے نکاح کر سکتا ہے۔

تفصیل: علامہ کاسانی لکھتے ہیں:

وكذا تثبت بالوطء في النكاح الفاسد وكذا بالوطء عن شبهة

1۔ فتاوی رضویہ، 11/ 707، رضا فاؤنڈیشن لاہور

(ترجمہ:)"دیکھنے کی حرمت فتنے کی وجہ سے ہے اور خاتون کے محاسن کا محور اس کا چہرا ہے تو چہرے کو دیکھنے میں باقی اعضاء کی بنسبت فتنہ زیادہ ہے"۔

البحرالرائق میں ہے:

قال مشايخنا تمنع المرأة الشابة من كشف وجهها بين الرجال في زماننا للفتنة وشمل كلامه الشعر المترسل۔ (1)

(ترجمہ:)"ہمارے مشائخ نے فرمایا: جوان خاتون کو مردوں کے درمیان اپنا چہرا کھولنا منع ہے فتنے کی وجہ سے اور یہ حکم لٹکے ہوئے بالوں کو بھی شامل ہے"۔

خاتون کا دوسری خاتون سے پردے کا حکم؟

سوال: ایک خاتون کا دوسری خاتون سے پردہ کرنے کا حکم؟

جواب: اگرچہ پچھلے سوال میں بیان ہو چکا ہے کہ ایک خاتون دوسری خاتون کو ناف سے لے کر گھٹنوں تک نہیں دیکھ سکتی باقی جسم کے تمام اعضاء کو دیکھ سکتی۔ مگر ایک نیک، صالح اور عزت دار خاتون کو چاہئے کہ اپنے جسم کا کوئی بھی حصہ کسی بھی اجنبی یا بے پردہ خواتین کے سامنے ظاہر نہ کرے، سوائے چہرے، ہتھیلی اور پاؤں کے۔

تفصیل: فتاوی عالمگیری میں ہے:

ولا ينبغي للمرأة الصالحة أن تنظر إليها المرأة الفاجرة؛ لأنها تصفها عند الرجال فلا تضع جلبابها، ولا خمارها عندها، ولا يحل أيضا لامرأة مؤمنة أن تكشف عورتها عند أمة مشركة أو كتابية إلا أن تكون أمة لها۔ (2)

1- البحرالرائق، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، 1/284، دار الکتاب الاسلامی بیروت

2- فتاویٰ عالمگیری، کتاب الکراھیۃ، الباب الثامن، 5/327، دار الفکر بیروت

(ترجمہ:) "نیک خاتون کے لئے مناسب نہیں ہے کہ فاسق عورت کی طرف دیکھے کیونکہ وہ مردوں کے لئے بنتی سنورتی ہے، اسی وجہ سے وہ پردہ اور دوپٹہ نہیں کرتی۔ اور مؤمن خاتون کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنی شرمگاہ مشرکہ یا کتابیہ کی لونڈی کے سامنے کھولے، ہاں اپنی لونڈی کے سامنے کھول سکتی ہے"۔

باریک لباس پہننا؟

سوال: باریک لباس پہننا کیسا ہے؟

جواب: غیر محرم اجنبیوں کے سامنے اتنا باریک لباس پہننا کہ بدن کی رنگت ظاہر ہو نا جائز وحرام ہے۔ ہاں اگر باریک لباس کے نیچے دوسرا کپڑا بھی ہو تو حرج نہیں ہے۔ اور گھر میں شوہر کے سامنے پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

احادیث میں وعیدات:

نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی حدیث مبارکہ ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ، دَخَلَتْ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهَا ثِيَابٌ رِقَاقٌ، فَأَعْرَضَ عَنْهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ يَا أَسْمَاءُ، إِنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا بَلَغَتِ الْمَحِيضَ لَمْ تَصْلُحْ أَنْ يُرَى مِنْهَا إِلَّا هَذَا وَهَذَا وَأَشَارَ إِلَى وَجْهِهِ وَكَفَّيْهِ۔ (1)

(ترجمہ:) "ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں، وہ باریک کپڑے پہنے ہوئے تھیں، آپ نے ان سے منہ پھیر لیا اور فرمایا: اسماء جب عورت بالغ ہو جائے تو درست نہیں کہ اس کی کوئی چیز نظر آئے سوائے اس کے اور اس کے آپ نے اپنے چہرے اور ہتھیلیوں کی جانب اشارہ کیا"۔

1- سنن ابی داود، کتاب اللباس، باب فیما تبدی المرأۃ، الرقم (4104)، 4/62

سنن ابی داؤد میں ہے کہ حضرت دحیہ کلبی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں:

أُتِيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَبَاطِيَّ، فَأَعْطَانِي مِنْهَا قُبْطِيَّةً فَقَالَ اصْدَعْهَا صَدْعَيْنِ، فَاقْطَعْ أَحَدَهُمَا قَمِيصًا، وَأَعْطِ الْآخَرَ امْرَأَتَكَ تَخْتَمِرُ بِهِ، فَلَمَّا أَدْبَرَ، قَالَ وَأْمُرِ امْرَأَتَكَ أَنْ تَجْعَلَ تَحْتَهُ ثَوْبًا لَا يَصِفُهَا۔ (1)

(ترجمہ:) "نبی ﷺ کی خدمت میں قباطی کپڑے لائے گئے تو حضور نے مجھے اس میں سے ایک قبطی عطا فرمایا پھر فرمایا اس کے دو ٹکڑے کرلو ان میں سے ایک کی قمیض کٹوالو اور دوسرا اپنی بیوی کو دے دو وہ اس کا دوپٹہ بنالیں پھر جب انہوں نے پیٹھ پھیری تو فرمایا اپنی بیوی سے کہہ دو کہ اس کے نیچے اور کپڑا رکھیں جو ظاہر نہ ہونے دے"۔

صحیح مسلم میں ہے:

صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا، قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُونَ بِهَا النَّاسَ، وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيلَاتٌ مَائِلَاتٌ، رُءُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ، لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ، وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا، وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ كَذَا وَكَذَا۔ (2)

(ترجمہ:) "جہنمیوں کی دو قسمیں ایسی ہیں جن کو میں نے نہیں دیکھا یعنی یہ بعد میں ہوں گی، ایک وہ لوگ ہیں جن کے پاس گائے کی دموں کے مانند کوڑے ہوں گے، جن سے وہ لوگوں کو ماریں گے۔ اور دوسری وہ عورتیں ہوں گی جو لباس پہنی ہوں گی؛ مگر برہنہ ہوں گی۔ لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے والی اور خود ان کی جانب مائل ہونے والی ہوں گی۔ ان کے سر بختی

1- سنن ابی داود، کتاب اللباس، باب فی لبس القباطی، الرقم (4116)، 64/4

2- صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب النساء الکاسیات، الرقم (2128)، 1680/3، دار احیاء التراث العربی

تفصیل: ہدایہ میں ہے:

لَعَنَ اللہُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ« الحدیث، وإنما یرخص فیما یتخذ من الوبر فیزید فی قرون النساء وذوائبھن۔ (1)

(ترجمہ:) "اللہ تعالی نے بالوں کو ملانے والی اور ملوانے والی پر لعنت فرمائی ہے۔ یہ حدیث ہے۔ پشم کے بال بنے ہوں تو خاتون انہیں اپنی مینڈھیوں میں لگا سکتی ہیں"۔

محیط برہانی میں ہے:

وإنما جاءت الرخصة فی شعر غیر بنی آدم، تتخذہ المرأة، ویزید فی قرونھا، ھکذا ذکر فی النوازل وھو مروی عن أبی یوسف، قال وإذا لم یکن للعبد شعر فی الجبھة، فلا بأس للتجار أن یعلقوا علی جبھته شعراً؛ لأنه یوجب زیادة فی الثمن، ھذا دلیل علی أنه إذا کان العبد للخدمة، ولا یرید بیعه أنه لا یفعل ذلك۔ (2)

(ترجمہ:) "انسانی بالوں کے علاوہ بال لگوانے کی رخصت ہے کہ خاتون لگائے اور اپنی مینڈھیوں میں اضافہ کرے۔ اسی طرح نوازل میں ہے: یہ امام ابو یوسف سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا: جب کسی غلام کی پیشانی میں بال نہ ہوں تو تاجر حضرات اس کی پیشانی پر بال لگا سکتے ہیں کیونکہ اس سے اس کی قیمت میں اضافہ ہوگا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ جب غلام خدمت کا ہو اور وہ اسے نہ بیچنا چاہتا ہو (کیونکہ اس سے یہ تاثر جائے گا کہ یہ بالوں کی بناوٹ میں لگا رہتا ہے کام کاج کچھ نہیں کرتا)"۔

اس نصِ صریح میں اگرچہ مقصد غلام کو نہ بیچنا ہے مگر اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ

1- الھدایۃ، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، 3/46، دار احیاء التراث العربی

2- المحیط البرھانی، کتاب الاستحسان، الفصل العشرون، 5/377، دار الکتب العلمیہ بیروت

چمکتا ہے یا سر کے بال یا گلے یا کلائیوں کا کوئی حصہ کھلا ہے تو سب کو حرام ہے۔ اور ستر کامل کے ساتھ ہو اور خلوت نہ ہو اور احتمال فتنہ نہ ہو تو حرج نہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم "۔(1)

چست اور فٹنگ والا لباس پہننا؟

سوال: چست اور فٹنگ والا لباس پہننا کیسا ہے؟

جواب: نامحرم اجنبیوں کے سامنے اتنا چست لباس کہ جس سے جسم کی بناوٹ، موٹاپا اور ہیئت ظاہر ہو اور جھلکے اس کا پہننا ناجائز وحرام ہے۔

ہاں اگر اوپر بڑی چادر اوڑھ لی ہے یا حجاب وبرقعہ ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

اسی طرح اپنے شوہر کے سامنے چست لباس پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

تفصیل: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ تَأَمَّلَ خَلْفَ امْرَأَةٍ وَرَأَى ثِيَابَهَا حَتَّى تَبَيَّنَ لَهُ حَجْمُ عِظَامِهَا لَمْ يَرَحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ۔ (2)

(ترجمہ:) "جس نے عورت کی کمر کو غور سے دیکھا اور اس کے کپڑے کو دیکھا حتی کہ اس کی ہڈیوں کا حجم ظاہر ہو گیا تو ایسا شخص جنت کی خوشبو نہیں پائے گا"۔

۔ایک مقام پر فرمایا:

مَنْ نَظَرَ إِلَى مَحَاسِنِ امْرَأَةٍ أَجْنَبِيَّةٍ عَنْ شَهْوَةٍ صُبَّ فِي عَيْنَيْهِ الْآنُكُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ (3)

(ترجمہ:) "جس نے اجنبی خاتون کے محاسن کی طرف شہوت سے دیکھا تو

1- فتاوی رضویہ، 22/244، رضا فاؤنڈیشن لاہور

2- رد المحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی النظر والمس، 6/366، دار الفکر بیروت

3- الہدایہ، کتاب الکراھیۃ، فصل فی الوطء والنظر، 4/368، دار احیاء التراث العربی

قیامت کے دن اس کی آنکھوں میں سیسہ ڈالا جائے گا"۔

اس کے علاوہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے فرامین ابھی پچھلے سوال میں گزرے ہیں۔

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

أن رؤية الثوب بحيث يصف حجم العضو ممنوعة ولو كثيفا لا ترى البشرة منه۔ (1)

(ترجمہ:) "کپڑے کو دیکھنا اس حیثیت سے اس کے عضو کا حجم ظاہر ہو تو دیکھنا ممنوع ہے اگرچہ کپڑا موٹا ہو اور اس کی جلد ظاہر نہ ہو"۔

جدید عبایا اور برقعہ کا حکم؟

سوال: جدید عبایا اور برقعے کا حکم؟

جواب: آج کل مارکیٹ میں اور معاشرے میں ایسے عبایا اور برقعے آچکے ہیں کہ جس کو پہننے سے عورت کے بدن کی کیفیت، ہیئت، جسامت، موٹاپا وغیرہ واضح نظر آتا ہے۔

ایسے برقعے پہننا منع ہے؛ کیونکہ اس سے پردے کا مقصد پورا نہیں ہوتا۔ عبایا اور برقعے زیادہ چوڑے اور کھلے ہونے چاہئیں کہ جس سے جسامت اور موٹاپا واضح نہ ہو۔

اس پر دلائل اور احادیث مبارکہ ابھی پچھلے سوال میں گزرے ہیں۔

باریک دوپٹہ پہننا کیسا؟

سوال: باریک دوپٹہ پہننا کیسا ہے؟

جواب: گھر میں محرم رشتہ داروں کے سامنے یا صرف خواتین کے سامنے پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ مگر غیر محرم رشتہ دار یا اجنبی مردوں کے سامنے پہننا ناجائز ہے۔

1- ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی النظر والمس، 6/366، دار الفکر بیروت

تفصیل: موطا امام مالک کی حدیث مبارکہ ہے:

عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ أَبِي عَلْقَمَةَ، عَنْ أُمِّهِ، أَنَّهَا قَالَتْ دَخَلَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَلَى عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعَلَى حَفْصَةَ خِمَارٌ رَقِيقٌ، فَشَقَّتْهُ عَائِشَةُ، وَكَسَتْهَا خِمَارًا كَثِيفًا» (1)

(ترجمہ:) "حضرت علقمہ بن ابی علقمہ اپنی ماں سے روایت کرتی ہیں وہ کہتی ہیں: حضرت حفصہ بنت عبد الرحمن حضرت عائشہ صدیقہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی، تو حضرت حفصہ کے سر پر باریک دوپٹہ تھا، تو حضرت عائشہ نے اسے پھاڑ کر موٹا بنا دیا"۔

گھر میں دوپٹہ نہ پہننا اور ہاف بازو پہننا کیسا؟

سوال: گھر میں دوپٹہ نہ پہننا اور ہاف بازو والا لباس پہننا کیسا؟

جواب: گھر میں اگر اجنبی نہیں ہیں محرم رشتہ دار ہی ہیں تو دوپٹہ نہ اوڑھنا مناسب نہیں ہے، بے ادبی، غیر مہذب فعل اور شریعت کے نزدیک ناپسندیدہ کام ہے۔ جیسا کہ ہمارے ہاں گھروں میں باحیاء بیبیاں اور بہنیں بڑے بھائی، والد اور بزرگوں کے سامنے دوپٹہ اوڑھ کر ہی رکھتی ہیں۔ اور ایک مہذب اور باحیاء خاتون کی یہی علامت ہے۔

اسی طرح گھر میں محرم کے سامنے ہاف بازو والی قمیص پہننے میں کوئی حرج نہیں البتہ مکمل بازو والی قمیص پہننا بہتر ہے۔

تفصیل: سنن ابی داود میں ہے:

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى فَاطِمَةَ بِعَبْدٍ قَدْ وَهَبَهُ لَهَا وَعَلَى فَاطِمَةَ ثَوْبٌ إِذَا قَنَّعَتْ بِهِ رَأْسَهَا لَمْ يَبْلُغْ رِجْلَيْهَا وَإِذَا غَطَّتْ بِهِ رِجْلَيْهَا لَمْ يَبْلُغْ رَأْسَهَا فَلَمَّا رَأَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا

1- موطا امام مالک، کتاب الجامع، ما جاء فی لبس، الرقم (1907)، 84/2، موسسۃ الرسالۃ

تَلْقَی قَالَ إِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكِ بَأْسٌ إِنَّمَا هُوَ أَبُوكِ وغلامك۔ (1)

(ترجمہ:) "حضرت انس سے روایت ہے کہ نبی کریم حضرت فاطمہ کے پاس خدمت کا ایک غلام لائے اور انہیں تحفے میں عنایت فرمایا۔ حضرت فاطمہ کے پاس ایک دوپٹہ تھا، اگر وہ سر ڈھانپتی تو پاؤں ظاہر ہوتے تھے اور جب پاؤں چھپاتی تو سر ظاہر ہوتا تھا۔ جب نبی کریم نے یہ دیکھا تو فرمایا: اپنے والد اور غلام کے سامنے یہ ظاہر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے"۔

المحیط البرہانی میں ہے:

وأما النظر إلى ذوات محارمه فنقول يباح النظر إلى موضع زينة الظاهرة والباطنة ومواضع الزينة الرأس والأذن والعنق والصدر والعضد والساعد والكف والساق والرجل والوجه۔ (2)

(ترجمہ:) "باقی رہا اپنے محارم کی طرف نظر کرنا تو ہم کہتے ہیں کہ زینت کی اندرونی وبیرونی دونوں جگہوں کو دیکھنا جائز ہے۔۔۔ اور زینت کی جگہیں یہ ہیں: سر، کان، گردن، سینہ کا بالائی حصہ، کندھے، بازو، ہتھیلی، پنڈلی، پاؤں اور چہرا"۔

نماز کے لئے پردے کی مقدار؟

سوال: نماز کے لیے پردے کی مقدار کیا ہے؟

جواب: نماز کے لئے خاتون صرف ہاتھ، چہرا اور پاؤں کھلے رکھ سکتی ہے باقی تمام کا تمام جسم بشمول سر کے لٹکے ہوئے بال ڈھکے ہوئے ہونے چاہئیں۔ ان کی مکمل تفصیل نماز کے مسائل کے بیان میں آئے گی۔

1- سنن ابی داود، کتاب اللباس، باب فی العبد ینظر، الرقم (4106)، 4/62، المکتبۃ العصریۃ

2- المحیط البرہانی، کتاب الاستحسان، الفصل التاسع، 5/332، دار الکتب العلمیہ بیروت

"اصل دِل کا پردہ ہوتا ہے" کہنا کیسا؟

جواب: یہ جملہ اور محاورہ لبرلز اور غیر مسلموں کے طرف سے مسلمانوں میں رائج کیا گیا ہے جس کا مقصد صرف یہ ہے کہ خواتین کے نقاب اور پردے کو اتار کر اسے بازار کی زینت بنا دیا جائے، فحاشی وعریانی کو عام کردیا جائے، بے حیائی اور بے شرمی کی لگام کو کھول دیا جائے۔ الغرض مسلمانوں میں جو اپنے آپ کو باپردہ رکھنے اور اپنی عزت بچانے کا جو تصور ہے یا عزت بچاؤ کے جتنے طور طریقے اسلام نے دیئے ہیں ان سے دور کردیا جائے۔

باقی رہا اس جملے کا حکم تو اگر اس جملے سے پردے کی فرضیت کا انکار کرنا مقصود ہے تو کفر ہے، وگرنہ ایسا جملہ کہنا بہرحال ناجائز ہے۔

اس جیسے مزید محاورے

اس طرح کے بے شمار محاورے زبان زدِ عام ہوتے ہیں اور لوگ بات بات پر یہ محاورے سنا کر سامنے والے شخص کو خاموش کرانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور وہ محاورے بظاہر صحیح نظر آتے ہیں اور دل موہ لیتے ہیں حقیقت میں زہر قاتل اور اسلام کے مخالف ہوتے ہیں۔ کچھ اس طرح کے محاورے ملاحظہ کیجئے:

(1) خود صحیح ہو تو کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

(2) میرا جسم میری مرضی۔

(3) شرم آنکھ میں ہوتی ہے گھونگھٹ میں نہیں۔

(4) شریف کی کوئی زندگی نہیں ہے۔

(5) زندگی میں نے گزارنی ہے میرے والدین نے نہیں، لہذا میں اپنی پسند کی شادی کروں گی۔

(6) مذہب کو بالائے طاق رکھ کر انسانیت کی بات کرنی چاہیے۔

(7) سب سے پہلے ہم انسان ہیں بعد میں ملک، قوم اور مذہب ہے۔

(8) کافر کو کافر نہ کہو کہ آگے چل کر وہ مسلمان ہو جائے۔

(9) اسلام میں داڑھی ہے داڑھی میں اسلام نہیں۔

(10) دین میں جبر اور زبردستی نہیں۔

(11) آزادیِ اظہار رائے ہر ایک کا بنیادی حق ہے۔

(12) آپ ہوتے کون ہو مجھ سے پوچھنے والے؟ اور میرا دین تولنے والے؟

(13) ہر کوئی اپنی قبر میں آپ جواب دے گا۔

(14) دنیا چاند پر پہنچ گئی ہے، مولانا صاحب آپ ابھی اسی کو لے کر بیٹھے ہیں؟

(15) یہ انتہاء پسندی ہے، قدامت پسندی ہے، دقیانوسی سوچ ہے، یہ چیز ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے۔

(16) مولوی بخشے گئے تو ہم بے حساب وکتاب جنت میں جائیں گے۔

(17) مولویوں نے پورے ملک کو یرغمال بنا رکھا ہے۔

(18) مولوی ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہیں۔

(19) آپ کو دین کا ٹھیکیدار کس نے بنایا ہے؟

(20) اسلام کو سب سے زیادہ نقصان مولویوں نے پہنچایا ہے۔

(نعوذ باللہ من ذلک، الاماں والحفیظ)۔

مردوں، کفار اور فاسقوں جیسا لباس پہننا کیسا؟

سوال: مردوں، کفار اور فاسقوں کے لباس کی طرح کا لباس پہننے کا حکم؟

جواب: مردوں اور کفار کے لباس کی طرح لباس پہننا ناجائز وحرام ہے۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ:

(1) کچھ لباسِ غیر مسلم کے مذہبی شعار ہوتے ہیں ان کا پہننا بہر صورت حرام، حرام، اشد حرام ہے۔

(2) کچھ ایسے لباس ہیں کہ وہ مذہبی تو نہیں ہیں مگر بازاری عورتوں کے لباس سمجھے جاتے

ہیں ان کا پہننا بھی ممنوع ہے۔

(3) بعض ایسے لباس ہیں جو غیر مسلموں میں رائج ہوتے ہیں بعد میں وہ مسلمانوں میں بھی رائج ہو جاتے ہیں لہذا ایسے لباس کے پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

تفصیل: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَنَّهُ لَعَنَ الْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ، وَالْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ۔ (1)

(ترجمہ:) "خواتین میں سے مردوں کی مشابہت کرنے والیاں اور مردوں میں سے خوانین کی مشابہت کرنے والوں پر لعنت ہے"۔

ایک اور مقام پر آپ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ۔ (2)

(ترجمہ:) "جس نے جس قوم کی مشابہت اختیار کی وہ انہیں میں سے ہے"۔

اعلیحضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

" لباس کی وضع کا لحاظ رکھا جائے کہ کافروں کی شکل وصورت اور فاسقوں کے طرز وطریقے پر نہ ہو اور اس کی دو قسمیں ہیں: ایک یہ کہ ان کا مذہبی شعار ہو جیسے ہندوؤں کا زنار اور عیسائیوں کی خصوصی ٹوپی کہ "ہیٹ" کہتے ہیں۔ پس ان کا استعمال کفر ہے۔ اور اگر ان کے مذہب کا شعار تو نہیں لیکن ان کی قوم کا خصوصی لباس ہے تو اس صورت میں بھی اس کا استعمال ممنوع پس پہلی دوسری صورت میں یہ اپنے ظاہر پر محمول ہے لیکن دوسری صورت میں ڈانٹ ڈپٹ اور ڈراوے پر محمول ہے۔

1- سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب فی لباس النساء، الرقم (4097)، 4/60، المکتبۃ العصریۃ

سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب فی لبس الشهرة، الرقم (4031)، 4/44

اور امر ثانی میں اختلاف ممالک اور مراسم کی بناء پر مختلف ہوجاتا ہے۔ مثلا بنگلہ دیش میں ساڑھی ایک عام لباس ہے جس میں مسلم اور غیر مسلم دونوں قسم کی شامل ہیں (لہذا اس میں کسی ایک کی کوئی خصوصیت نہیں) لہذا اس اس حالت میں از قبیل تشبہ نہیں۔ اچکن، چپکن اور شیروانی یہ ایک جدید (نیا) لباس ہے۔ اور عادۃ "جدت "ممنوع نہیں۔ بشرطیکہ کسی ممنوع شرعی میں شامل نہ ہو، نیز شکل مردانہ لباس کہ جس کو "انگرکھا" کہتے ہیں یہ بھی ایک جدید پیداوار ہے۔ لیکن اس کے باوجود یہ اپنے اندر ممانعت شرعی نہیں رکھتا۔ مگر جبکہ اس کے پردے کا چاک دائیں طرف ہوتو پھر ہندوؤں کی مشابہت کی وجہ سے حرام ہے۔ اورکوٹ انگریزی پہننا منع ہے۔ اورکوٹ فارسی میں نے نہیں دیکھا، اگر کافروں یا فاسقوں سے کوئی خصوصیت رکھتا ہو تو پھر اس کا استعمال بھی ناجائز ہے۔ اور اسی طرح زیر جامہ انگریزی کہ جس کو "پتلون" کہتے ہیں اگر سجدہ کرنے میں رکاوٹ پیدا کرے تو پھر گناہ کبیرہ قابل رد ہے۔ ورنہ (کمتر یہ ہے) کہ بوجہ مشابہت ممنوع ہے۔ لباس مسنون ازار یعنی تہبند ہے۔ اور دھوتی دو وجوہ کی بناء پر ممنوع قابل ترک ہے اور ایک اس لئے کہ ہندوؤں کا لباس ہے۔ دوسری وجہ بے فائدہ اسراف (فضول خرچہ) ہے۔ کیونکہ دس گز کی بجائے صرف چار گز ہی کافی ہے۔

ترکی ٹوپی کہ اس کی ابتداء نیچریوں سے ہوئی اور ان کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔ اگر یہی حالت رہتی تو ان ممالک میں اس کا جواز نہ ہوتا کیونکہ یہاں کوئی ترکی نہیں۔ صرف بے دین اس کے استعمال کی عادت رکھتے ہیں۔ لیکن اب دیکھنے میں آیا ہے (اور یہ مشاہدہ ہوا ہے) کہ بہت سے مسلمانوں میں بھی یہ سرخ بخار سرایت کر گیا ہے۔ لہذا اب نیچریت کا شعار نہیں رہا

پس اہل علم اور اصحاب تقویٰ کو اس سے پرہیز کرنا چاہئے یہاں تک کہ علماء اور صلحاء کا معمول ہو جائے اسی طرح شیروانی کہ اگرچہ عوام کو دونوں سے ممانعت نہیں لیکن خاص لوگوں کو پرہیز کرنا چاہئے"۔(1)

پینٹ شرٹ، ساڑھی، لہنگا، شرارہ وغیرہ پہننا کیسا؟

سوال: پینٹ شرٹ، ساڑھی وغیرہ جیسے لباس پہننا کیسا ہے؟

جواب: (1) پینٹ شرٹ پہننا منع ہے؛ کیونکہ یہ چست لباس ہے جس سے بدن کی جسامت اور ہیئت ظاہر ہوتی ہے اور واضح نظر آتی ہے۔

(2) ساڑھی، لہنگا، شرارہ، غرارہ، فراک وغیرہا جتنے لباس ہیں یہ اس وقت جائز ہیں جب ان سے شرعی پردہ مکمل ہوتا ہو۔ اگر کسی سے پردہ مکمل نہیں ہوتا تو اس کا پہننا جائز نہیں ہے، حرام ہے۔

ہاں پینٹ شرٹ، جینز، نائیٹی، نکر وغیرہ ہر قسم کا لباس اپنے شوہر کے سامنے پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ریشم وغیرہ پہننا کیسا؟

سوال: ریشم یا اس سے اعلیٰ قسم کے لباس پہننا کیسا ہے؟

جواب: خواتین کے لئے ریشم یا اس سے اعلیٰ کوالٹی کے ہر قسم کے کپڑے پہننا جائز ہیں۔ خواتین ہر قسم کے کپڑے پہن سکتی ہیں مگر لباس کی بحث کی ابتداء میں جو قانون بیان کیے ہیں ان کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

تفصیل: نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

حُرِّمَ لِبَاسُ الحَرِيرِ وَالذَّهَبِ عَلَى ذُكُورِ أُمَّتِي وَأُحِلَّ لِإِنَاثِهِمْ۔ (2)

1۔ فتاوی رضویہ، 22/191، رضا فاؤنڈیشن لاہور

2۔ سنن الترمذی، ابواب اللباس، ما جاء فی الحریر، الرقم (1720)، 3/269، دار الغرب الاسلامی بیروت

(ترجمہ:) "ریشم اور سونا میری امت کے مردوں پر حرام کر دیا گیا ہے اور خواتین کے لئے حلال کر دیا گیا ہے"۔

کالے کپڑے پہننا کیسا؟

سوال: کالے کپڑے پہننا جائز ہے؟

جواب: سر سے لے کر پاؤں تک کالے کپڑے پہننا جائز ہے۔ ہاں محرّم کے پہلے دس عشرے میں یہ نہیں پہننا چاہئے کہ روافض سے مشابہت ہوگی۔

تفصیل: مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خان رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"جائز ہے مگر مُحرّم میں درست نہیں نہ سب کپڑے سیاہ نہ کوئی ایک آدھ، کہ روافض کا دستور ہے اور ان کے ساتھ تشبہ ممنوع ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم"۔(1)

سونے کے بٹن، گھڑی استعمال کرنا کیسا؟

سوال: سونے کے بٹن اور سونے کی گھڑی استعمال کرنا کیسا؟

جواب: عورت کے لئے دونوں جائز ہیں۔

تفصیل: سونے کے بٹن کو اعلیحضرت امام احمد رضا قادری نے مردوں کے لئے جائز قرار دیا ہے تو عورت کے لئے بطریقِ اولی جائز ہے۔

آپ تحریر فرماتے ہیں:

"یہیں سے کھل گیا کہ یہ بٹن بھی گھنڈیوں کی طرح تابع ہیں کہ علماء نے مطلقاً زر کو تابع بتایا اور زر انھیں میں شامل مگر تکثیر فوائد کے لئے معنی تابع پر بحث کریں اصلاً کسی کتاب سے ثابت نہیں کہ تبعیت کے لئے دوختہ یا بافتہ یا نفس ذات تابع میں سیم وزر وابریشم کا کسی چیز مخلوط ہونا ضرور ہو۔ ہاں تابع کی متبوع سے معیت چاہئے کہ نہ خود اجناس مختلفہ سے ترکب، متون مذہب میں تصریح ہے کہ انگوٹھی کے نگ میں سونے کے کیل جائز ہے اور شراح اس

1- فتاویٰ مصطفویہ، ص452، شبیر برادرز لاہور

مردوں والے جوتے پہننا کیسا؟

سوال: مردوں والے جوتے پہننا کیسا ہے؟

جواب: مردوں کے جوتوں کے مشابہ جوتا پہننا منع ہے۔

ہاں گھر کے واش روم میں خاتون یا مرد کے جوتے دونوں استعمال کر سکتے ہیں؛ کیونکہ اس میں مشابہت نہیں ہے۔ اور گھر میں تھوڑے وقت کے لئے ایک دوسرے کے جوتے پہنتے رہتے ہیں تو وہ بھی جائز ہے۔ لیکن افضل اور بہتر یہی ہے کہ دونوں کی الگ ہیئت کی جوتیاں ہوں۔

تفصیل: سنن ابی داؤد میں ہے:

قِيلَ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا إِنَّ امْرَأَةً تَلْبَسُ النَّعْلَ، فَقَالَتْ لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَةَ مِنَ النِّسَاءِ۔ (1)

(ترجمہ:) "ام المؤمنین سیدہ عائشہ سے کہا گیا کہ (جو) عورت (مردوں کے مخصوص) جوتے پہنتی ہے، (اس کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟) تو انہوں نے کہا: رسول اللہ نے مردوں کی طرح بننے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے"۔

*****

1- سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب فی لباس النساء، الرقم (4099)، 4/60، المکتبۃ العصریۃ

جواب: غیر محرم مرد سے چوڑیاں اور زیورات پہننا ناجائز وحرام ہے۔
سنار وغیرہ کو چاہئے کہ وہ خواتین کو مکمل تفصیل بتا دیں یا کسی ماہر خاتون کو پہنانے کا طریقہ بتا دیں۔ اور یہ کوئی اتنا مشکل نہیں ہے کہ سنار کے سوا کوئی دوسرا نہ پہنا سکے؛ کیونکہ خاتون نے بعد میں خود یا کسی دوسری خاتون سے زیورات کو اتارنا اور دیگر مواقع پر پہننا ہوتا ہے نہ کہ ہر جگہ سنار صاحب تشریف لائیں گے۔

تفصیل: نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

لَأَنْ يُطْعَنَ فِي رَأْسِ رَجُلٍ بِمِخْيَطٍ مِنْ حَدِيدٍ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ تَمَسَّهُ امْرَأَةٌ لَا تَحِلُّ لَهُ۔ (1)

(ترجمہ:) "غیر محرم خاتون کو ہاتھ لگانے سے بہتر ہے کہ مرد اپنے سر میں لوہے کی سوئی چبھو دے"۔

علامہ کاسانی تحریر فرماتے ہیں:

فلا يحل النظر للأجنبي من الأجنبية الحرة إلى سائر بدنها إلا الوجه والكفين۔ (2)

(ترجمہ:) "اجنبی مرد کا اجنبی خاتون کے چہرے اور ہتھیلی کے سوا تمام اعضاء کی طرف نظر کرنا جائز نہیں ہے"۔

سیدہ خاتونِ جنت حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں:

خير ما للرجال من النساء أن لا يراهن وخير ما للنساء من الرجال أن لا يرينهن فلما أخبر رسول الله ـ صلى الله عليه وسلم ـ بذلك قال هي بضعة مني « فدل أنه لا يباح النظر إلى شيء من بدنها ولأن حرمة النظر

1- المعجم الکبیر للطبرانی، باب الالف، امیمہ بنت رقیقہ، الرقم (471)، 24/186، دار ابن تیمیہ القاهرة

2- بدائع الصنائع، کتاب الاستحسان، 5/121، دار الکتب العلمیہ بیروت

لخوف الفتنة وعامة محاسنها فی وجهها فخوف الفتنة فی النظر إلی وجهها أكثر منه إلی سائر الأعضاء۔ (1)

(ترجمہ:) "مردوں کی طرف سے خواتین کے لئے بھلائی یہ ہے کہ مرد حضرات خواتین کو نہ دیکھیں اور خواتین کی طرف مردوں کے لئے بھلائی یہ ہے کہ خواتین مردوں کو نہ دیکھیں۔ (حضرت فاطمہ سے یہ سوال حضرت علی نے پوچھا تھا اور حضرت علی فرماتے ہیں کہ حضور نے ایک غزوے کے موقع پر سوال کیا تھا کہ مردوں اور خواتین کی ایک دوسرے کی طرف سے بھلائی کی بات کیا ہے؟) پھر جب حضرت علی نے حضرت فاطمہ کے اس جواب کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: فاطمہ تو میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ عورت کے بدن میں سے کوئی چیز بھی دیکھنا جائز نہیں ہے دیکھنے کی حرمت فتنے کی وجہ سے ہے اور خاتون کے محاسن کا محور اس کا چہرا ہے تو چہرے کو دیکھنے میں باقی اعضاء کی بنسبت فتنہ زیادہ ہے"۔

اس کام کی وعید پر احادیث مبارکہ بکثرت وارد ہوئی ہیں جو کہ مصافحہ (ہاتھ ملانے) والے سوال میں گزر چکی ہیں۔

اونچی ایڑی والی جوتی پہننا کیسا؟

سوال: اونچی ایڑی والی جوتی پہننا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے، شرعا کوئی ممانعت نہیں ہے۔ ہاں اتنا زیادہ اونچی نہیں ہونی چاہئے کہ جس سے گرنے کا اور نقصان کا اندیشہ ہو۔ لیکن ماہرین طب کے مطابق ایسی جوتی صحت کے لئے نقصان دہ ہے لہذا اس سے بچنا ہی بہتر ہے۔

1- المبسوط للسرخسی، کتاب الاستحسان، النظر الی الاجنبیات، 10/ 152، دار المعرفة بیروت

مردوں والے جوتے پہننا کیسا؟

سوال: مردوں والے جوتے پہننا کیسا ہے؟

جواب: مردوں کے جوتوں کے مشابہ جوتا پہننا منع ہے۔

ہاں گھر کے واش روم میں خاتون یا مرد کے جوتے دونوں استعمال کر سکتے ہیں؛ کیونکہ اس میں مشابہت نہیں ہے۔ اور گھر میں تھوڑے وقت کے لئے ایک دوسرے کے جوتے پہنتے رہتے ہیں تو وہ بھی جائز ہے۔ لیکن افضل اور بہتر یہی ہے کہ دونوں کی الگ ہیئت کی جوتیاں ہوں۔

تفصیل: سنن ابی داؤد میں ہے:

قِيلَ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا إِنَّ امْرَأَةً تَلْبَسُ النَّعْلَ، فَقَالَتْ لَعَنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَةَ مِنَ النِّسَاءِ۔ (1)

(ترجمہ:) "ام المؤمنین سیدہ عائشہ سے کہا گیا کہ (جو) عورت (مردوں کے مخصوص) جوتے پہنتی ہے، (اس کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟) تو انہوں نے کہا: رسول اللہ نے مردوں کی طرح بننے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے"۔

*****

1- سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب فی لباس النساء، الرقم (4099)، 4/60، المکتبۃ العصریۃ

تیسرا باب:
زیب وزینت کے متعلق جدید مسائل

کتنی عمر تک بال کٹوا سکتے ہیں؟

سوال: خاتون کتنی عمر تک بال کٹوا سکتی ہے؟

جواب: (1) نابالغ بچی کے بال کٹوانا جائز ہے مگر اس حد تک نہیں کہ وہ لڑکوں کے مشابہ لگے۔

(2) بالغ لڑکی اور خواتین کو بغیر حاجتِ شدیدہ اور عذرِ شرعی کے بال کٹوانا جائز نہیں ہے۔ البتہ جس کے بال کافی مقدار میں بڑے ہوں وہ برابر کرنے کے لئے ایک دو اِنچ کاٹ سکتی ہے۔(1)

تفصیل: علامہ حصکفی تحریر فرماتے ہیں:

قطعت شعر رأسها أثمت ولعنت زاد فی البزازیة وان بإذن الزوج لأنه لا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق، ولذا یحرم علی الرجل قطع لحیته، والمعنی المؤثر التشبه بالرجال۔(2)

(ترجمہ:) "اپنے سر کے بالوں کو کاٹے گی تو گناہ گار ہوگی اور لعنت کی مستحق ہوگی۔ بزازیہ میں یہ بھی ہے: اگرچہ شوہر کی اجازت سے کاٹے کیونکہ خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت نہیں کرسکتے۔ اسی وجہ سے مردوں پر داڑھی کاٹنا حرام ہے اور بالوں کے کاٹنے کی جو اصل علت ہے وہ مردوں سے مشابہت ہے"۔

1- تفہیم المسائل، 1/366، ضیاء القرآن پبلشرز لاہور

2- الدر المختار، کتاب الحظر والاباحۃ، 6/407، دار الفکر بیروت

مگر بعض علماء کے نزدیک چند شرائط کے ساتھ خاتون بال کٹوا سکتی ہے۔

(1) کندھوں کے نیچے تک کٹوا سکتی ہے۔

(2) شوہر کی اجازت ہو۔

(3) صرف شوہر کی خوشنودی کے لئے کٹوائے۔

(4) لوگوں کو دکھانے کے لئے نہ ہو۔

(5) مردوں اور فاسقہ اور کافرہ عورتوں کی طرز پر نہ ہوں۔

افزائش کیلئے بال کٹوانا کیسا؟

سوال: افزائش اور بال بڑھانے کے لیے بال کٹوانا کیسا ہے؟

جواب: (1) اگر بال معتد بہ بڑھ چکے ہیں تو پھر کاٹنے کی ضرورت نہیں ہے۔

(2) اگر بال چھوٹے ہیں اور کم مقدار میں ہیں جبکہ کاٹنے سے بال بڑھ سکتے ہیں تو ایک دو انچ کی مقدار کاٹنے کی اجازت ہے۔

بیماری کی وجہ سے بال کٹوانا کیسا؟

سوال: بیماری کی وجہ سے بال کٹوانا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے جیسا کہ حجامہ لگانے کے لئے، یا دیگر امراض کی وجہ سے۔

تفصیل: فتاوی عالمگیری میں ہے:

ولو حلقت المرأة رأسها فإن فعلت لوجع أصابها لا بأس به وإن فعلت ذلك تشبها بالرجل فهو مكروه كذا في الكبرى۔ (1)

(ترجمہ:) "اگر خاتون نے اپنے انگلیوں کے درد کی وجہ سے اپنا سر مونڈوا دیا تو کوئی حرج نہیں ہے اور اگر یہ مردوں کے مشابہت کی وجہ سے کیا تو مکروہ ہے"۔

1- فتاوی عالمگیری، کتاب الکراھیۃ، الباب التاسع عشر، 5/358، دار الفکر بیروت

ابرو کو باریک کروانا کیسا؟

سوال: ابرو کو باریک کروانا کیسا ہے؟

جواب: ابرو، بھنویں بنوانا ناجائز وحرام ہے۔ مگر ایسی عورت کہ جس کی بھنویں زیادہ ہوں اور بھیانک لگیں تو اسے کاٹنے کی اجازت ہے۔

تفصیل: صحیح مسلم میں ہے، نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

لَعَنَ اللهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ، وَالنَّامِصَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ، وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللهِ قَالَ فَبَلَغَ ذَلِكَ امْرَأَةً مِنْ بَنِي أَسَدٍ يُقَالُ لَهَا أُمُّ يَعْقُوبَ وَكَانَتْ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ، فَأَتَتْهُ فَقَالَتْ مَا حَدِيثٌ بَلَغَنِي عَنْكَ أَنَّكَ لَعَنْتَ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ، وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ، لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللهِ، فَقَالَ عَبْدُ اللهِ وَمَا لِي لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ فِي كِتَابِ اللهِ فَقَالَتِ الْمَرْأَةُ لَقَدْ قَرَأْتُ مَا بَيْنَ لَوْحَيِ الْمُصْحَفِ فَمَا وَجَدْتُهُ فَقَالَ لَئِنْ كُنْتِ قَرَأْتِيهِ لَقَدْ وَجَدْتِيهِ، قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾ (الحشر، آیۃ: 7) فَقَالَتِ الْمَرْأَةُ فَإِنِّي أَرَى شَيْئًا مِنْ هَذَا عَلَى امْرَأَتِكَ الْآنَ، قَالَ اذْهَبِي فَانْظُرِي، قَالَ فَدَخَلَتْ عَلَى امْرَأَةِ عَبْدِ اللهِ فَلَمْ تَرَ شَيْئًا، فَجَاءَتْ إِلَيْهِ فَقَالَتْ مَا رَأَيْتُ شَيْئًا، فَقَالَ أَمَا لَوْ كَانَ ذَلِكَ لَمْ نُجَامِعْهَا۔ (1)

(ترجمہ:) "حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کھال گودنے (ٹیٹو بنانے) والیوں گدوانے (ٹیٹو بنوانے) والیوں، بالوں کو نوچنے والیوں، نچوانے والیوں اور خوبصورتی کے لئے دانتوں کو کشادہ کرنے

1- صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم فعل الواصلۃ والمستوصلۃ الخ، ج:3، ص:1678، الرقم (2125)، دار احیاء التراث العربی

والیوں اور اللہ کی خلقت میں تبدیلی کرنے والیوں پر اللہ کی لعنت ہے۔ یہ حدیث بنو اسد کی ایک عورت کو پہنچی جس کو ام یعقوب کہا جاتا تھا، وہ قرآن مجید پڑھتی تھی، اس نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کہا: میرے پاس آپ کی یہ کیسی روایت پہنچی ہے کہ آپ نے کھال گودنے (ٹیٹو بنانے) والی، گدوانے (ٹیٹو بنوانے) والی، بال نوچنے والی، حسن کیلئے دانتوں کو کشادہ کرنے والی اور اللہ کی خلقت (بناوٹ) کو تبدیلی کرنے والی پر لعنت کی ہے؟ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس پر کیوں لعنت نہ کروں جس پر رسول اللہ نے لعنت کی ہے، حالانکہ وہ اللہ کی کتاب میں ہے۔ اس عورت نے کہا میں نے تو پورا قرآن مجید پڑھا ہے میں نے تو اس میں یہ نہیں دیکھا، تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تم قرآن مجید کو پڑھتی تو ضرور اس کو پالیتیں، اللہ عزوجل نے فرمایا ہے: "اور رسول اللہ تم کو جو (احکام) دیں انکو مانو، اور جن کاموں سے تم کو روکیں ان سے باز رہو"۔ اس عورت نے کہا میرا خیال ہے کہ ان ممنوعہ کاموں میں سے کچھ کام آپ کی زوجہ بھی کرتی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جاؤ جا کر دیکھ لو۔ وہ عورت آپکی زوجہ کے پاس گئی تو وہاں ان میں سے کوئی چیز نہ دیکھی، واپس آ کر کہنے لگی میں نے ان میں سے کوئی چیز نہیں دیکھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر وہ ان ممنوعہ کاموں کو کرتی تو ہم اس سے مجامعت نہ کرتے"۔

البحر الرائق میں ہے

ولعن فی الحدیث النامصة والمتنمصة والنامصة هی التی تنقص الحاجب لتزینه، والمتنمصة هی التی یفعل بها ذلك۔ (1)

1- البحر الرائق، کتاب الکراھیة، 6/88، دار الکتاب الاسلامی بیروت

(ترجمہ:) "نامصہ یعنی اپنی ابروکو زینت کے لئے کم کرانے والی اور متنمصہ جوکم کرنے کا کام کرتی ہے حدیث مبارکہ میں اس پر لعنت کی گئی ہے"۔

ردالمحتار میں ہے:

وفی التتارخانیة عن المضمرات ولا بأس بأخذ الحاجبین وشعر وجهه مالم یشبه المخنث اهـ (1)

(ترجمہ:) "تاتارخانیہ میں مضمرات سے ہے: ابروکو اور اپنے چہرے کے بالوں کو کاٹنا جائز ہے جب تک کہ وہ ہیجڑوں کے مشابہ نہ ہو"۔

چہرے کے بال صاف کرنا کیسا؟

سوال: چہرے کے بال صاف کرنا جائز ہے؟

جواب: جائز ہے۔ اسی طرح ہاتھ، پاؤں پر یا کہیں بھی اضافی بال ہوں عجیب لگیں یا شوہر کو ناپسند ہوں تو انہیں صاف کرسکتی ہیں سوائے سر اور ابرو کے بالوں کے۔

تفصیل: علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

فلو کان فی وجهها شعر ینفر زوجها عنها بسببه، ففی تحریم إزالته بعد، لأن الزینة للنساء مطلوبة للتحسین، إلا أن یحمل علی ما لا ضرورة إلیه لما فی نتفه بالمنماص من الإیذاء وفی تبیین المحارم إزالة الشعر من الوجه حرام إلا إذا نبت للمرأة لحیة أو شوارب فلا تحرم إزالته بل تستحب اهـ، وفی التتارخانیة عن المضمرات ولا بأس بأخذ الحاجبین وشعر وجهه ما لم یشبه المخنث اهـ ومثله فی المجتبی تأمل۔ (2)

(ترجمہ:) "اگر خاتون کے چہرے پر بال ہیں کہ جس سے شوہر کو نفرت

1- ردالمحتار، کتاب الکراھیۃ، فصل فی النظر والمس، 373/6، دار الفکر بیروت

2- ردالمحتار، کتاب الکراھیۃ، فصل فی النظر والمس، 373/6، دار الفکر بیروت

ہوتی ہے اس کو دور کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ خواتین کے لئے زینت، حسن وجمال مطلوب ہے۔ منع کی حدیث کو اس پر محمول کیا جائے گا کہ بلاضرورت کاٹے، کیونکہ اس میں تکلیف بھی ہوتی ہے۔ تبیین میں محارم کے بیان میں ہے: چہرے کے بالوں کو صاف کرنا حرام ہے مگر جب خاتون کی داڑھی اور مونچھیں نکل آئیں تو اس کو صاف کرنا حرام نہیں ہے بلکہ مستحب ہے۔ تاتارخانیہ میں مضمرات سے ہے: ابرو کو اور اپنے چہرے کے بالوں کو کاٹنا جائز ہے جب تک کہ وہ ہیجڑوں کے مشابہ نہ ہو۔ غور وفکر کر"۔

مصنوعی بال لگوانا کیسا؟

سوال: مصنوعی بال لگوانا کیسا ہے؟

جواب: (1) خواتین کا اپنے بالوں میں انسان کے بال لگانا حرام ہے۔

(2) اگر کسی جانور کے ہیں یا کسی دھات کے بنے ہوئے ہیں تو جائز ہیں۔

تفصیل: نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

لَعَنَ اللهُ الوَاصِلَةَ وَالمُسْتَوْصِلَةَ، وَالوَاشِمَةَ وَالمُسْتَوْشِمَةَ۔ (1)

(ترجمہ:) "بالوں میں دوسرے بال ملانے والیوں اور ملوانے والیوں پر اور گودنے اور گودوانے والیوں پر اللہ تعالی لعنت فرماتا ہے"۔

تحفۃ الفقہاء میں ہے:

ولا بأس بأن تصل شعرها بشعر البهيمة لأن ذلك من باب الزينة وهي غير ممنوعة عنها للزوج۔

(ترجمہ:) "جانور کے بالوں کو اپنے بالوں میں ملانے میں کوئی حرج نہیں

1- صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب الوصل فی الشعر، الرقم (5933)، 7/165، دار طوق النجاۃ

2- تحفۃ الفقہاء، کتاب الاستحسان، 3/344، دار الکتب العلمیۃ بیروت

ہے کیونکہ یہ زینت سے ہے اور اپنے خاوند کے لئے ممنوع نہیں ہے"۔

بالوں کی سرجری کرانا؟

سوال: بالوں کی سرجری کرانا کیسا ہے؟

جواب: اگر کسی عورت کے بال بیماری یا جلنے وغیرہ کی وجہ سے گر گئے ہیں تو خنزیر کے علاوہ کسی جانور یا مصنوعی بالوں کی سرجری کرانا جائز ہے، سرجری کرانے میں شرعاً کوئی ممانعت نہیں ہے، بشرطیکہ دھوکہ دینا مقصود نہ ہو۔

تفصیل: حدیث پاک میں ہے:

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ، قَالَتْ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ لِي ابْنَةً عُرَيِّسًا أَصَابَتْهَا حَصْبَةٌ فَتَمَرَّقَ شَعْرُهَا أَفَأَصِلُهُ، فَقَالَ لَعَنَ اللهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ۔ (1)

(ترجمہ:) "حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت نے حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! میری لڑکی دلہن بنی ہے اور اس کو چیچک نکل آئی ہے جس کی وجہ سے اس کے بال جھڑ گئے ہیں، کیا میں اس کے بالوں کیساتھ بال ملا کر پیوند کردوں؟ آپ نے فرمایا: بال جوڑنے اور بال جڑوانے والی پر اللہ تعالی نے لعنت کی ہے"۔

یہ حرمت اس صورت میں ہے کہ جب انسانی بال لگائے جائیں وگرنہ جائز ہے جیسا کہ ہم اوپر بکثرت جزئیات ذکر کر چکے ہیں۔

حدیث مبارکہ میں لفظ "النَّامِصَةُ" جس کا معنی ہے چہرے کے بال نوچنا اور اس سے حضور علیہ السلام نے منع فرمایا۔ مگر علامہ شامی نے فرمایا یہ حرام اس وقت ہے کہ جب

1- صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینۃ، باب تحریم فعل الواصلۃ والمستوصلۃ ۔۔۔ الخ، ج: 2، ص: 204، قدیمی کتب خانہ کراچی

غیروں کے لئے بطورِ فیشن استعمال کیا جائے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ چہرے کے بالوں کو ختم کرنے کی زیادہ ضرورت نہیں ہوتی مگر نوچنے میں تکلیف زیادہ ہوگی صرف اس لئے منع فرمایا۔

"نامصه" والی حدیث کے باوجود جب چہرے کے بال صاف کرنے میں فقہاء نے رخصت کو بیان کردیا ہے۔ تو جس کے بال بہت زیادہ کم ہیں یا کافی مقدار میں جل گئے یا چھوٹے ہیں یا بالکل جھڑ گئے تو حدیث "اَلْوَاصِلَةَ" میں سے رخصت ہونی چاہئے۔

علامہ ابن عابدین لکھتے ہیں:

ولعله محمو إذا فعلته لتتزين للأجانب، وإلا فلو كان في وجهها شعر ينفر زوجها عنها بسببه، ففي تحريم إزالته بعد، لأن الزينة للنساء مطلوبة للتحسين، إلا أن يحمل على ما لا ضرورة إليه لما في نتفه بالمنماص من الإيذاء۔ (1)

(ترجمہ:) "اگر خاتون کے چہرے میں بال ہیں کہ جس سے شوہر کو نفرت ہوتی ہے اس کو دور کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ خواتین کے لئے زینت حسن و جمال کی وجہ سے مطلوب ہے۔ منع کی حدیث کو اس پر محمول کیا جائے گا کہ بلاضرورت کاٹے، کیونکہ اس میں تکلیف بھی ہوتی ہے"۔

وِگ لگوانا کیسا؟

سوال: بالوں کی وگ لگانا کیسا ہے؟

جواب: وگ یعنی بناوٹی بال اگر غیر انسان اور خنزیر کے علاوہ کسی جانور کے ہوں یا مصنوعی بال ہوں تو اس کے لگانے میں کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ دھوکہ دینا مقصود نہ ہو۔

1- ردالمحتار، کتاب الکراھیۃ، فصل فی النظر والمس، 6/373، دار الفکر بیروت

تفصیل: ہدایہ میں ہے:

لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ« الحدیث، وإنما یرخص فیما یتخذ من الوبر فیزید فی قرون النساء وذوائبھن۔ (1)

(ترجمہ:) "اللہ تعالیٰ نے بالوں کو ملانے والی اور ملوانے والی پر لعنت فرمائی ہے۔ یہ حدیث ہے۔ پشم کے بال بنے ہوں تو خاتون انہیں اپنی مینڈھیوں میں لگا سکتی ہیں"۔

محیط برہانی میں ہے:

وإنما جاءت الرخصة فی شعر غیر بنی آدم، تتخذه المرأة، ویزید فی قرونها، هکذا ذکر فی النوازل وهو مروی عن أبی یوسف، قال وإذا لم یکن للعبد شعر فی الجبهة، فلا بأس للتجار أن یعلقوا علی جبهته شعراً؛ لأنه یوجب زیادة فی الثمن، هذا دلیل علی أنه إذا کان العبد للخدمة، ولا یرید بیعه أنه لا یفعل ذلک۔ (2)

(ترجمہ:) "انسانی بالوں کے علاوہ بال لگوانے کی رخصت ہے کہ خاتون لگائے اور اپنی مینڈھیوں میں اضافہ کرے۔ اسی طرح نوازل میں ہے: یہ امام ابو یوسف سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا: جب کسی غلام کی پیشانی میں بال نہ ہوں تو تاجر حضرات اس کی پیشانی پر بال لگا سکتے ہیں کیونکہ اس سے اس کی قیمت میں اضافہ ہوگا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ جب غلام خدمت کا ہو اور وہ اسے نہ بیچنا چاہتا ہو (کیونکہ اس سے یہ تاثر جائے گا کہ یہ بالوں کی بناوٹ میں لگا رہتا ہے کام کاج کچھ نہیں کرتا)"۔

اس نصِ صریح میں اگرچہ مقصد غلام کو نہ بیچنا ہے مگر اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ

1- الھدایۃ، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، 3/46، دار احیاء التراث العربی

2- المحیط البرھانی، کتاب الاستحسان، الفصل العشرون، 5/377، دار الکتب العلمیہ بیروت

غلام کے سر پر وِگ نما بال لگا سکتے ہیں۔ اگر یہ فعل جائز نہ ہوتا تو نہ بیچنے کے لئے یہ حیلہ ذکر نہ فرماتے۔

اس کے برعکس ایک جوان کنواری خاتون کو ہمارے دور میں وِگ یا بالوں کی سرجری کی سخت ضرورت ہوتی ہے کہ ذرہ سی کمی پر رشتے کو ٹھکرا دیا جاتا ہے۔

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

وغیر ذلك لا یحرم، لعدم هذه المعانی فیها، وحصول المصلحة من تحسین المرأة لزوجها من غیر مضرة واللہ تعالی أعلم۔ (1)

(ترجمہ:) "انسانی بالوں کے علاوہ سے لینے میں حرمت نہیں ہے کیونکہ اس میں حرمت کے اسباب نہیں پائے جاتے، اور اس میں اپنے خاوند کے لئے خوبصورتی کا حصول ہے جو شریعت کے حوالے سے نقصان دہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ زیادہ جانتا ہے"۔

بالوں کو بلیچ، ڈائی اور کلر کرانا کیسا؟

سوال: بالوں کو بلیچ کرانا، ڈائی کرانا اور کلر کرانا کیسا ہے؟

جواب: بالوں کو کلر کرنے سے پہلے ان کے اصل رنگ کو ختم کیا جاتا ہے، جس سے بال براؤن ہو جاتے ہیں، پھر یا تو ایسے ہی براؤن رنگ میں چھوڑ دیتے ہیں یا مزید دوسرے کلر کرتے ہیں۔

جب بالوں کو رنگا جاتا ہے اس میں دو قسم کے کلر کیے جاتے ہیں، ایک کلر ایسا ہوتا ہے کہ جو تہہ دار ہوتا ہے اور دوسرا تہہ دار نہیں ہوتا بلکہ وہ مہندی کے رنگ کی طرح ہوتا ہے۔

بہر حال کوئی بھی رنگ لگا سکتے ہیں چاہے عورت بوڑھی ہو یا جوان، شادی شدہ ہو یا کنواری۔ مگر جب تہہ دار کلر کرایا گیا تو وضو میں مسح کرتے وقت پانی اس تہہ دار رنگ کی

1- المغنی لابن قدامۃ، کتاب الطہارۃ، فصل الواصلۃ، 1/70، مکتبۃ القاهرة

وجہ سے بالوں تک نہیں پہنچے گا، جس کی وجہ سے وضو نہیں ہوگا۔ لہٰذا تہہ دار کلر کرانے سے بچا جائے۔

تفصیل: شرح السیر الکبیر میں ہے:

فأما نفس الخضاب فغير مذموم بل هو من سيما المسلمين قال عليه السلام غَيِّرُوا الشَّيْبَ وَلَا تَتَشَبَّهُوا بِالْيَهُودِ۔ وقال الراوی رأيت أبا بكر رضی الله عنه على منبر رسول الله صلى الله عليه وسلم ولحيته كأنها ضرام عرفج، بنصب العين ورفعه مرويان يريد به أنه كان مخضوب اللحية۔ (1)

(ترجمہ:) "رنگ کرنا بذات خود ممنوع نہیں ہے بلکہ یہ مسلمانوں کا خاصہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اپنے بڑھاپے کو بدل دو اور یہودیوں کی مشابہت اختیار نہ کرو۔ اور راوی نے کہا: میں نے حضرت ابوبکر کو رسول اللہ کے منبر پر دیکھا انہوں نے اپنی داڑھی پر خضاب لگایا ہوا تھا"۔

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

وفی شرح المشارق للأكمل والمختار أنه صلى الله عليه وسلم خضب فی وقت، وتركه فی معظم الأوقات، ومذهبنا أن الصبغ بالحناء والوسمة حسن كما فی الخانية قال النووی ومذهبنا استحباب خضاب الشيب للرجل والمرأة بصفرة أو حمرة۔ (2)

(ترجمہ:) "شرح المشارق للاکمل میں ہے: رسول اللہ ﷺ بعض اوقات خضاب لگاتے تھے اور بسا اوقات ترک کردیتے تھے۔ ہمارا مذہب یہ ہے کہ مہندی اور وسمہ سے رنگنا اچھا ہے جیسا کہ خانیہ میں ہے، امام نووی نے

1۔ شرح السیر الکبیر للسرخسی، ص 14، دار العلم، بیروت لبنان

2۔ رد المحتار، مسائل شتی، 756/6، دار الفکر بیروت

فرمایا: ہمارا مذہب یہ ہے کہ مرد وعورت اپنے سفید بالوں کو پیلا اور سرخ رنگ لگا سکتے ہیں"۔

بالوں کے مختلف اسٹائل بنوانا اور مانگ نکالنا؟

سوال: بالوں کے مختلف اسٹائل بنوانا اور مانگ نکالنا کیسا ہے؟

جواب: بالوں میں دو طریقوں کے علاوہ باقی جس طرح کا طریقہ اور اسٹائل اپنائیں سب جائز ہیں۔

(1) سر کے اوپر درمیان میں بالوں کا جوڑا بنانا جائز نہیں ہے۔

(2) سر کے درمیان کے علاوہ مانگ نہیں نکالنا چاہیے۔

تفصیل: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا، قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُونَ بِهَا النَّاسَ، وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيلَاتٌ مَائِلَاتٌ، رُءُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ، لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ، وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا، وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ كَذَا وَكَذَا۔ (1)

(ترجمہ:) "جہنمیوں کی دو قسمیں ایسی ہیں جن کو میں نے نہیں دیکھا یعنی یہ بعد میں ہوں گی، ایک وہ لوگ ہیں جن کے پاس گائے کی دموں کے مانند کوڑے ہوں گے، جن سے وہ لوگوں کو ماریں گے۔ اور دوسری وہ عورتیں ہوں گی جو لباس پہنی ہوں گی؛ مگر برہنہ ہوں گی۔ لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے والی اور خود ان کی جانب مائل ہونے والی ہوں گی۔ ان کے سر بختی اونٹ کے جھکے ہوئے کوہانوں کی طرح ہوں گے۔ ایسی عورتیں جنت میں نہیں جائیں گی۔ بلکہ اس کی خوشبو بھی نہیں پائیں گی۔ حالانکہ اس کی خوشبو

1- صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب النساء الکاسیات، الرقم (2128)، 3/1680، دار احیاء التراث العربی

اتنے اتنے فاصلے سے آئے گی"۔

امام سیوطی امام نووی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

قال النووی أی یکبرنها ویعظمنها بلف عمامة أو عصابة أو نحو ذلك قال وهذا الحدیث من معجزات النبوة فقد وقع هذان الصنفان وهما موجودان۔ (1)

(ترجمہ:) "عمامہ یا پٹی سے اپنے سر کو بڑا کریں گی۔ یہ حدیث نبوت کے معجزات میں سے اور یہ دونوں قسمیں آج پائی جا رہی ہیں"۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

كُنْتُ إِذَا أَرَدْتُ أَنْ أَفْرُقَ رَأْسَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، صَدَعْتُ الْفَرْقَ مِنْ يَافُوخِهِ، وَأُرْسِلُ نَاصِيَتَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ۔ (2)

(ترجمہ:) "میں جب رسول اللہ کے بالوں میں مانگ نکالنے لگتی تو آپ کے سر کے بیچوں بیچ سے نکالتی اور آپ کی پیشانی کے بالوں کو آپ کی آنکھوں کے سامنے لٹکاتی"۔

بالوں اور ناخنوں کو دفن کرنا ضروری ہے؟

سوال: کیا بالوں اور ناخنوں کو دفن کرنا ضروری ہے؟

جواب: ناخنوں کو کاٹنے کے بعد اور خواتین کے بال کنگھا کرتے وقت جو جھڑتے ہیں ان کو دفن کرنا مستحب عمل ہے۔

تفصیل: امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں:

كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَدْفِنُ شَعْرَهُ إِذَا حَلَقَهُ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ يسأل عن دفن

1- شرح السیوطی علی المسلم، الرقم (2128)، 164/5، دار ابن عفان السعودیہ

2- سنن ابی داؤد، کتاب الترجل، ما جاء فی الفرق، الرقم (4189)، 82/4، المکتبۃ العصریہ بیروت

الدم والشعر والأظافر؟ قال نعم یستحب یُدفَنُ الشَّعرُ وَالأَظَافِرُ وَإِنْ لَمْ یُفْعَلْ لَمْ یُرَبِهِ بأس۔ (1)

(ترجمہ:) "حضرت ابن عمر اپنے بالوں کو حلق کرنے کے بعد دفن کردیتے تھے۔ میں نے ابوعبداللہ سے سنا کہ انہوں نے خون، بال اور ناخنوں کے دفن کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا: ہاں مستحب ہے۔ بال اور ناخنوں کو دفن کردیا جائے اور اگر نہ کیا جائے تو بھی کوئی حرج نہیں ہے"۔

البحر الرائق میں ہے:

وفی الفتاوی العتابیة یدفن أربعة الظفر والشعر وخرقة الحیض والدم۔ (2)

(ترجمہ:) "فتاوی عتابیہ میں ہے: چار چیزوں کو دفن کیا جائے: ناخن، بال، حیض کا خون چوسنے والی گدی اور خون"۔

الاختیار لتعلیل المختار میں ہے:

ویستحب أن یدفن الشعر۔ (3)

(ترجمہ:) "بالوں کو دفن کرنا مستحب ہے"۔

بغل اور زیرِ ناف بال صاف کرنا؟

سوال: بغل اور زیرِ ناف بال صاف کرنے کا حکم؟

جواب: (1) بغل کے بال اکھیڑنا سنت ہے۔

(2) خواتین کے لئے زیرِ ناف بال صاف کرنا سنت ہے، اس کے لئے چاہیں تو کوئی

1- الوقوف والترجل، الترجل، باب دفن الشعر، الرقم (151, 149,150)، 1/140، دار الکتب العلمیہ بیروت

2- البحر الرائق، کتاب الکراھیة، فصل فی البیع، 8/233، دار الکتاب الاسلامی بیروت

3- الاختیار لتعلیل المختار، کتاب الحج، 1/153، مطبعة الحلبی القاھرة

بھی طریقہ اور چیزیں استعمال کر سکتی ہیں۔

(3) اگر وہ بلیڈ اور ریزر وغیرہ سے مونڈنا چاہیں تو بھی جائز ہے۔

تفصیل: ردالمحتار میں ہے:

(قوله ويستحب حلق عانته) قال في الهندية ويبتدئ من تحت السرة ولو عالج بالنورة يجوز كذا في الغرائب وفي الأشباه والسنة في عانة المرأة النتف (قوله وتنظيف بدنه) بنحو إزالة الشعر من إبطيه ويجوز فيه الحلق والنتف أولى وفي المجتبى عن بعضهم وكلاهما حسن۔ (1)

(ترجمہ:) "ان کا قول بغلوں کے بالوں کو مونڈنا مستحب ہے۔ ہندیہ میں فرمایا: ناف کے نیچے سے ابتداء کی جائے اور اگر چونے کے ساتھ صاف کیا جائے تو بھی جائز ہے۔ اسی طرح غرائب میں ہے۔ اشباہ میں ہے: خاتون کا اپنے بغلوں کے بالوں کو کھینچنا سنت ہے۔ ان کا قول بدن کی صفائی یعنی اپنے بغلوں کے بالوں کو صاف کرے اور اس میں مونڈنا بھی جائز ہے اور کھینچنا اولی ہے۔ اور مجتبی میں بعض فقہاء سے مروی ہے کہ دونوں اچھے ہیں"۔

میک اپ کرنا جائز ہے؟ مع شرائط

سوال: میک اپ کرنا جائز ہے؟

جواب: میک اپ، بناؤ سنگھار فی نفسہ جائز ہے مگر درج ذیل شرائط کے ساتھ۔

(1) شوہر کی خوشنودی کے لئے کرے۔

(2) لوگوں کو دکھانے کے لئے نہ ہو۔

(3) فاسقہ اور کافرہ کی طرز پر نہ ہوں۔

(4) حلال اشیاء استعمال کی گئی ہوں۔

1- ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، 406/6، دار الفکر بیروت

(5) اتنا وقت نہ لگایا جائے کہ نماز چھوٹ جائے۔

(6) ابرو کو باریک کیا جائے اور نہ ہی بالوں کو کاٹا جائے۔

تفصیل: اللہ تعالی فرماتا ہے:

وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ۔ (1)

(ترجمہ:) "اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ رہو جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی"۔

دوسرے مقام پر فرماتا ہے:

وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ۔ (2)

(ترجمہ:) "اور اپنا سنگھار ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں پر"۔

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

ولعله محمول على ما إذا فعلته لتتزين للأجانب، وإلا فلو كان في وجهها شعر ينفر زوجها عنها بسببه، ففي تحريم إزالته بعد، لأن الزينة للنساء مطلوبة للتحسين۔ (3)

(ترجمہ:) "اگر خاتون کے چہرے میں بال ہیں کہ جس سے شوہر کو نفرت ہوتی ہے اس کو دور کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ خواتین کے لئے زینت حسن و جمال کی وجہ سے مطلوب ہے"۔

بیوٹی پالر سے میک اپ کرانا کیسا ہے؟

سوال: بیوٹی پالر سے میک اپ کرانا کیسا ہے؟

جواب: بیوٹی پالر سے میک اپ کرانا جائز ہے مگر ابھی ذکر کردہ چھ شرائط کے ساتھ درج

1- الاحزاب، آیت: 33

2- النور، آیت: 31

3- رد المحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی النظر والمس، 6/373، دار الفکر بیروت

ذیل شرائط کا بھی لحاظ رکھا جائے۔

(7) شوہر کی اجازت سے ہو۔

(8) مردوں سے نہ کرایا جائے۔

(9) عورتوں کے سامنے اپنی شرمگاہ بھی ظاہر نہ کی جائے۔

تفصیل: نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

لَأَنْ يُطْعَنَ فِي رَأْسِ رَجُلٍ بِمِخْيَطٍ مِنْ حَدِيدٍ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ تَمَسَّهُ امْرَأَةٌ لَا تَحِلُّ لَهُ۔ (1)

(ترجمہ:) "غیر محرم خاتون کو ہاتھ لگانے سے بہتر ہے کہ مرد اپنے سر میں لوہے کی سوئی چبھووے"۔

مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر میں ہے:

المرأة لا تكشف وجهها للأجانب من غير ضرورة۔ (2)

(ترجمہ:) "خاتون بغیر ضرورت کے اجنبیوں کے سامنے اپنا چہرا ظاہر نہ کریں"۔

علامہ علاء الدین کاسانی تحریر فرماتے ہیں:

فتنظر المرأة من المرأة إلى سائر جسدها إلا ما بين السرة والركبة۔ (3)

(ترجمہ:) "خاتون دوسری خاتون کے تمام جسم کو دیکھ سکتی ہے سوائے ناف سے گھٹنے کے درمیان کو"۔

فتح القدیر میں ہے:

أن وجه الأجنبية وكفيها ليستا بعورة حيث يجوز للرجل أن ينظر اليهما

1- المعجم الکبیر للطبرانی، باب المیم، الرقم (487)، 20/212، مکتبہ ابن تیمیہ القاہرۃ

2- مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر، کتاب الحج، 1/285، دار احیاء التراث العربی بیروت

3- بدائع الصنائع، کتاب الاستحسان، 5/124، دار الکتب العلمیہ بیروت

إذا أمن الشهوة، ولكن لا يجوز له أن يمسها وإن أمن الشهوة فلم يستوالنظر والمس فيها۔ (1)

(ترجمہ:) "اجنبی خاتون کا چہرا اور ہتھیلیاں پردے میں سے نہیں ہیں، لہذا جب مرد کو شہوت کا خوف نہ ہو تو ان کو دیکھ سکتا ہے، لیکن اس کے لئے چھونا جائز نہیں اگرچہ شہوت کا خوف نہ ہو۔ تو دیکھنا اور چھونا برابر نہیں ہیں"۔

بلیچ کریم، مساج اور فیشل کرانا کیسا؟

سوال: بلیچ کریم، مساج اور فیشل کرانا کیسا ہے؟

جواب: فی نفسہ یہ تینوں جائز ہیں مگر ان میں مذکورہ شرائط کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

تفصیل: حدیث مبارکہ میں ہے:

أَيُّ النِّسَاءِ خَيْرٌ؟ قَالَ الَّتِي تَسُرُّهُ إِذَا نَظَرَ، وَتُطِيعُهُ إِذَا أَمَرَ، وَلَا تُخَالِفُهُ فِي نَفْسِهَا وَمَالِهَا بِمَا يَكْرَهُ۔ (2)

(ترجمہ:) "رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا عورتوں میں سے کونسی عورت بہتر ہے تو آپ نے فرمایا: وہ عورت کہ جب اسے اس کا خاوند دیکھے تو خوش ہو جائے اور جب وہ اسے حکم دے تو یہ اس کی اطاعت کرے اور اپنی جان اور مال کے بارے میں کوئی ایسا اقدام نہ کرے جو اسکے خاوند کو ناگوار ہو"۔

ملا علی قاری اس کی شرح فرماتے ہیں:

(إذا نظر) أي إليها ورأى منها البشاشة وحسن الخلق ولطف المعاشرة، وإن اجتمعت الصورة والسيرة فهي سرور على سرور، ونور

1- فتح القدیر، کتاب الکراھیۃ، فصل فی الوطء والنظر، 10/30، دار الفکر بیروت

2- سنن نسائی، کتاب النکاح، ای النساء خیر، الرقم (3231)، 6/68، مکتبۃ المطبوعات الاسلامیہ حلب

علی نور۔ (1)

(ترجمہ:) "یعنی جب شوہر اس کی طرف دیکھے تو اس کا چہرا تروتازہ ہو اور اچھے اخلاق والی ہو، صحیح رہن سہن والی ہو۔ اور اگر سیرت اور صورت دونوں اچھی ہوں تو سرور ہی سرور ہے اور نور ہی نور ہے"۔

علامہ ابن نجیم لکھتے ہیں:

وأما ضرب الزوجة فجائز في مواضع أربعة وما في معناها على ترك الزينة لزوجها وهو يريدها وترك الإجابة إلى الفراش وترك الغسل والخروج من المنزل۔ (2)

(ترجمہ:) "بیوی کو چار وجہوں سے ہلکی مارنا جائز ہے۔ اپنے خاوند کے لئے وہ زینت نہ کرے جبکہ اس کی خواہش ہو۔ ہمبستری کے لئے بلائے اور وہ نہ آئے۔ غسل واجب ہو جائے تو نہائے دھوئے نہیں۔ گھر سے بغیر اجازت نکلتی ہو"۔

امام اہل سنت امام احمد رضا خان قادری لکھتے ہیں:

" کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین کہ تخمینا ماہ سوا ماہ شادی سے قبل دولھا اور دولھن کو ابٹن ملا جاتا ہے اس کے لئے اپنے خویش واقارب برادری کی عورتیں بلائی جاتی ہیں دولھا خود بالغ ہو یا نابالغ ان کو اکثر وہ عورتیں جن سے رشتہ مذاق کا ہوتا ہے وہی بدن وغیرہ سارے بدن میں ابٹن لگاتی ہیں اور اس کے بعد سب کو گڑ تقسیم کیا جاتا ہے یہ اسراف ہے یا نہیں؟

الجواب: ابٹن ملنا جائز ہے اور کسی خوشی پر گڑ کی تقسیم اسراف نہیں اور دولھا

1- مرقاۃ المفاتیح، کتاب النکاح، باب عشرۃ النساء، 5/2132، دار الفکر بیروت

2- البحر الرائق، کتاب الاجارہ، 7/310، دار الکتاب الاسلامی بیروت

کی عمر نو دس سال کی ہو تو اجنبی عورتوں کا اس کے بدن میں ابٹن ملنا بھی گناہ وممنوع نہیں۔ ہاں بالغ کے بدن میں نامحرم عورتوں کا ملنا ناجائز ہے اور بدن کو ہاتھ تو ماں بھی نہیں لگاسکتی یہ حرام اور سخت حرام ہے۔ اور عورت ومرد کے مذاق کا رشتہ شریعت نے کوئی نہیں رکھا یہ شیطانی وہندوانی رسم ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم"۔(1)

چہرے پر رنگین کریم لگانا کیسا؟

سوال: چہرے پر رنگین کریم یا کلر لگانا کیسا ہے؟

جواب: میک اپ میں سرخ، سبز یا اس طرح کے دیگر رنگ لگانا جائز ہے۔ جیسا کہ پلکوں اور رخساروں کو رنگا جاتا ہے۔

ہاں اگر میک اپ کے لئے بیس جرم دار یعنی تہہ دار ہے تو وضو وغسل کے لئے اسے اتارنا ضروری ہے۔

تفصیل: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ خَيْرَ طِيبِ الرَّجُلِ مَا ظَهَرَ رِيحُهُ وَخَفِيَ لَوْنُهُ، وَخَيْرَ طِيبِ النِّسَاءِ مَا ظَهَرَ لَوْنُهُ وَخَفِيَ رِيحُهُ، وَنَهَى عَنْ مِيثَرَةِ الأُرْجُوَانِ۔ (2)

(ترجمہ:)"مرد کی بہترین خوشبو وہ ہے جس کی مہک پھیلے اور اس کا رنگ چھپا رہے، اور عورتوں کی بہترین خوشبو وہ ہے جس کا رنگ ظاہر ہو اور خوشبو چھپی رہے، اور آپ نے زین کے اوپر انتہائی سرخ ریشمی کپڑا ڈالنے سے منع فرمایا"۔

مرقاۃ المفاتیح میں ہے:

1- فتاوی رضویہ، 22/245، رضا فاؤنڈیشن لاہور

2- سنن الترمذی، ابواب الادب، باجاء فی طیب الرجال، الرقم (2788)، 4/404، دار الغرب الاسلامی بیروت

نھی النبی صلی اللہ علیہ وسلم أن یتزعفر الرجل أی یستعمل الزعفران فی ثوبہ وبدنہ لأنہ عادۃ النساء۔ (1)

(ترجمہ:) "نبی کریم ﷺ نے مرد کو زعفران لگانے سے منع فرمایا۔ یعنی وہ اپنے کپڑے اور بدن میں زعفران نہ لگائے کیونکہ یہ خواتین کی عادت ہے"۔

چہرے پر بندیا اور ٹکیہ بنانا کیسا؟

سوال: چہرے پر بندیا یا ٹکیہ بنانا کیسا ہے؟

جواب: پیشانی اور ابرو کے درمیان جو ٹکیہ اور بندیا بنائی جاتی ہے یہ ہندؤوں کا طریقہ اس سے بچنا چاہئے۔

ہمارے ہاں بعض اوقات بچے کو نظر سے بچانے کے لئے سرمے سے تِل بنادیا جاتا ہے اس میں غیر مسلموں سے کوئی مشابہت نہیں ہے، یہ جائز ہے۔

تفصیل: نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ۔ (2)

(ترجمہ:) "جس نے جس قوم کی مشابہت اختیار کی وہ انہیں میں سے ہے"۔

مَحرم کے سامنے میک اپ کرنے کا حکم؟

سوال: محرم کے سامنے میک اپ کرنے کا حکم؟

جواب: مَحرم رشتہ داروں کے سامنے میک اپ، بناؤ سنگھار ظاہر کرنا فی نفسہ جائز ہے۔

مگر تنہائی میں اکٹھے ہونا یا بہت زیادہ میل جول خطرے سے خالی نہیں ہے جیسا کہ

1۔ مرقاۃ المفاتیح، کتاب اللباس، باب الترجل، 7/2821، دار الفکر بیروت

2۔ سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب فی لبس الشھرۃ، الرقم (4031)، 4/44، المکتبۃ العصریۃ بیروت

آئے روز دار الافتاء میں باپ کا بیٹی، بہو کے ساتھ اور بیٹے کا ماں اور ساس کے ساتھ، بھائی کا بہن کے ساتھ منہ کالے کرنے کے واقعات سامنے آرہے ہیں۔ لہذا ایسے معاملات میں سخت احتیاط کی ضرورت ہے۔

تفصیل: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِينَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَىٰ عَوْرَاتِ النِّسَاءِ۔ (1)

(ترجمہ:) "اور اپنا بناؤ نہ دکھائیں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے اور دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں اور اپنا سنگھار ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ یا شوہروں کے باپ یا اپنے بیٹے یا شوہروں کے بیٹے یا اپنے بھائی یا اپنے بھتیجے یا اپنے بھانجے یا اپنے دین کی عورتیں یا اپنی کنیزیں جو اپنے ہاتھ کی مِلک ہوں یا نوکر بشرطیکہ شہوت والے مرد نہ ہوں یا وہ بچے جنہیں عورتوں کی شرم کی چیزوں کی خبر نہیں"۔

بدائع الصنائع میں ہے:

وهذا إذا لم يكن النظر والمس عن شهوة ولا غلب على ظنه أنه لا يشتهي فأما إذا كان يشتهي أو كان غالب ظنه وأكبر رأيه أنه لو نظر أو مس اشتهى لم يجز له النظر والمس لأنه يكون سببا للوقوع في الحرام فيكون حراما۔ (2)

1- النور، آیت: 31

2- بدائع الصنائع، کتاب الاستحسان، 5/120، دار الکتب العلمیہ بیروت

(ترجمہ:) "محرم کو دیکھنا اور چھونا صرف اس صورت میں ہے کہ جب شہوت کا اندیشہ نہ ہو اور اگر شہوت تھی یا شہوت کا اندیشہ تھا تو اس کے لئے دیکھنا اور چھونا ناجائز ہے کیونکہ یہ دیکھنا اور چھونا حرام کا سبب بنے گا تو اسی لئے یہ بھی حرام ہے"۔

عدت میں میک اپ کرنا کیسا؟

سوال: عدت میں میک اپ کرنا کیسا ہے؟

جواب: اگر طلاق رجعی کی عدت ہے یعنی شوہر نے ایک یا دو طلاقیں دی ہیں تو بیوی کو چاہئے کہ وہ میک اپ زیادہ سے زیادہ کرے تاکہ شوہر کا دل مائل ہو اور طلاق سے رجوع کر لے۔

اگر عدتِ وفات ہے یعنی شوہر فوت ہو گیا ہے یا طلاق بائن اور مغلظہ ہے تو میک اپ نہیں کر سکتی۔

تفصیل: علامہ حصکفی لکھتے ہیں:

(والمطلقة الرجعية تتزين) ويحرم ذلك في البائن والوفاة۔ (1)

(ترجمہ:) "طلاق رجعی والی خاتون زینت کرے اور طلاق بائن اور عدت وفات والی پر زینت حرام ہے"۔

درر الحکام شرح غرر الاحکام میں ہے:

(ومطلقته) أي مطلقة الرجعي (تتزين) ليرغب الزوج في رجعتها۔ (2)

(ترجمہ:) "طلاق رجعی والی زینت کرے تاکہ اس کا خاوند رجوع کی طرف راغب ہو"۔

1- الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الرجعۃ، 3/408، دار الفکر بیروت

2- درر الحکام شرح غرر الاحکام، کتاب الطلاق، باب الرجعۃ، 1/386، دار احیاء الکتب العربیۃ بیروت

المحیط البرہانی میں ہے:

والمعتدة من الطلاق الرّجعی تتزین لزوجھا إذا کانت المراجعة مرجوة، فأما إذا کانت المرأة تعلم أنھا لا یراجعھا لمشدة غضبه علیھا فإنّھا لا تفعل ذلك۔ (1)

(ترجمہ:)"طلاق رجعی والی اس وقت زینت کرے کہ جب رجوع کی امید ہو۔ اور اگر عورت جانتی ہے کہ وہ اپنے غصے کی وجہ سے رجوع نہیں کرے گا تو وہ زینت نہ کرے"۔

ناخن پالش اور مصنوعی ناخن لگانا کیسا؟

سوال: ناخن پالش اور مصنوعی ناخن لگانا کیسا ہے؟

جواب: ناخن پالش لگانا جائز ہے، مگر ایسی ناخن پالش نہیں لگانی چاہیے کہ ممنوعہ اشیاء سے بنی ہو اور اسے اتارنے میں کافی دقت پیش آئے؛ کیونکہ تہہ دار پالش لگے رہنے کی صورت میں وضو اور غسل نہیں ہوگا۔

مصنوعی ناخن لگانا بھی جائز ہے، مگر وضو اور غسل کے وقت اتار لیے جائیں۔

تفصیل: علامہ تور بشتی لکھتے ہیں:

وکان النبی صلی اللہ علیه وسلم یأمر النساء بتغییر أظفارھن بالحناء حتی أنکر علی المرأة المبایعة ترکھا الخضاب فی أظافرھا وقال فی کفیھا کأنھما کفا سبع ولم یکن للرجال أن یتشبھوا بالنساء۔ (2)

(ترجمہ:)"نبی کریم ﷺ خواتین کو مہندی کے ساتھ ناخن رنگنے کا حکم دیتے تھے حتی کہ آپ نے ایک خاتون سے بیعت نہیں لی کیونکہ اس نے اپنے ناخنوں کو رنگا ہوا نہیں تھا اور فرمایا اس کی ہتھیلیاں جانور کی طرح ہیں

1- المحیط البرھانی، کتاب الطلاق، الفصل الثانی والعشرون، 3/424، دار الکتب العلمیة بیروت

2- المیسر فی شرح مصابیح السنة، کتاب العلم، باب السواک، 1/142، مکتبة نزار مصطفی الباز

اور مردوں کو خواتین کی مشابہت جائز نہیں ہے"۔

مہندی لگانا کیسا؟

سوال: مہندی لگانا کیسا ہے؟

جواب: اپنے ہاتھوں اور پاؤں وغیرہ پر مہندی لگا سکتے ہیں۔

تفصیل: سنن ابی داؤد میں ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، أَنَّ هِنْدَ بِنْتَ عُتْبَةَ، قَالَتْ يَا نَبِيَّ اللهِ، بَايِعْنِي، قَالَ لَا أُبَايِعُكِ حَتَّى تُغَيِّرِي كَفَّيْكِ، كَأَنَّهُمَا كَفَّا سَبُعٍ۔ (1)

(ترجمہ:)"ام المؤمنین سیدہ عائشہ سے روایت ہے کہ ہند بنت عتبہ نے کہا: اے اللہ کے نبی! مجھ سے بیعت لے لیجیے! آپ نے فرمایا: میں اس وقت تک تمہاری بیعت نہیں لوں گا جب تک کہ تم اپنی ہتھیلیوں کو رنگ نہ لو، یہ تو گویا درندے کی ہتھیلیاں ہیں"۔

اس کی شرح عون المعبود میں ہے:

شبه يديها حين لم تخضبهما بكفي سبع في الكراهية لأنها حينئذ شبيهة بالرجال۔ (2)

(ترجمہ:)"نبی کریم نے اس خاتون کی ہتھیلیوں کو ناپسندیدگی میں جانور کی ہتھیلیوں کے مشابہ قرار دیا کیونکہ اس وقت یہ مردوں کے بھی مشابہ تھی"۔

ناخن کاٹنا اور بڑھانا کیسا؟

سوال: ناخن کاٹنے کا حکم کیا ہے؟ اور اسے کس حد تک بڑھا سکتے ہیں؟

جواب: (1) ہر ہفتے ناخن کاٹنا سنت ہے۔ زیادہ سے زیادہ چالیس دن تک نہیں کاٹ

1- سنن ابی داود، کتاب اللباس، باب فی الخضاب للنساء، الرقم (4165)، 4/76، المکتبۃ العصریۃ بیروت

2- عون المعبود شرح سنن ابی داود، 11/148، دار الکتب العلمیہ بیروت

سکتے، اگر چالیس دن میں نہیں کاٹے تو گناہ ہے۔

(2) محض فیشن کے لئے بڑھانا ناجائز وحرام ہے۔

(3) بعض کام میں بڑے ناخن کی ضرورت ہوتی ہے تو ایسے شخص کے لئے مناسب حد تک بڑھانے کی اجازت ہے۔مگر چالیس دن کے اندر اندر ناخن تراشنا اس کے لئے بھی ضروری ہے۔

تفصیل: سنن ابن ماجہ میں ہے:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ وُقِّتَ لَنَا فِي قَصِّ الشَّارِبِ، وَحَلْقِ الْعَانَةِ، وَنَتْفِ الْإِبْطِ، وَتَقْلِيمِ الْأَظْفَارِ، أَنْ لَا نَتْرُكَ أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً۔ (1)

(ترجمہ:) "حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا: مونچھیں کترنے، ناخن کاٹنے، زیر ناف کے بال لینے، اور بغل کے بال اکھاڑنے کا ہمارے لیے وقت مقرر فرمادیا گیا ہے، اور وہ یہ ہے کہ ہم انہیں چالیس دن سے زیادہ نہ چھوڑے رکھیں"۔

فتاوی عالمگیری میں ہے:

الأفضل أن يقلم أظفاره ويحفي شاربه ويحلق عانته وينظف بدنه بالاغتسال في كل أسبوع مرة فإن لم يفعل ففي كل خمسة عشر يوما ولا يعذر في تركه وراء الأربعين فالأسبوع هو الأفضل والخمسة عشر الأوسط والأربعون الأبعد ولا عذر فيما وراء الأربعين ويستحق الوعيد كذا في القنية۔ (2)

(ترجمہ:) "افضل یہ ہے کہ اپنے ناخنوں کو کاٹے، اپنی مونچھوں کو پست کرے، اپنے بغلوں کے بال مونڈے اور غسل سے اپنے بدن کو صاف

1- سنن ابن ماجہ، کتاب الطہارۃ، باب الفطرۃ، الرقم (295)، 1/108، دار احیاء الکتب العربیۃ

2- فتاوی عالمگیری، کتاب الکراھیۃ، الباب التاسع عشر، 5/357، دار الفکر بیروت

رکھے ہر ہفتے۔ اور اگر ہر ہفتے نہ کرے تو پندرہ دن میں ایک دن کرے۔
اور چالیس دن سے زیادہ عذر کی وجہ سے ترک نہ کرے۔ لہذا ہر ہفتے میں
افضل ہے اور پندرہ دن میں کرنا بھی صحیح ہے اور چالیسویں دن کرنا مناسب
ہے اور بغیر عذر کے اس کے بعد نہ کرنا وعید کا مستحق ہے۔ اسی طرح قنیہ میں
ہے"۔

ناخن اور زائد بالوں کو کاٹنے کی مدت کیا ہے؟

سوال: ناخن اور زائد بال کاٹنے کی مدت کیا ہے؟

جواب: ناخن، بغلوں کے بال اور زیرِ ناف بالوں کو کاٹنے کی کم سے کم کوئی مدت نہیں
ہے یعنی چاہئیں تو ہر روز کاٹیں۔ مگر چالیس دن سے زیادہ تک نہ کاٹنا مکروہِ تحریمی
ہے۔ جیسا کہ ابھی بیان ہوا۔

پرفیوم لگانا؟

سوال: پرفیوم لگانا کیسا ہے؟

جواب: (1) اپنے شوہر کے لئے گھر میں پرفیوم لگا سکتی ہے۔

(2) گھر سے باہر جاتے وقت نہیں لگا سکتی۔

(3) اگر اس کا اجنبی لوگوں سے گزر نہیں ہوگا یا اجنبی کی مجلس میں نہیں بیٹھے گی بلکہ صرف
محرم ہوں گے یا صرف عورتیں ہیں تو بھی لگانا جائز ہے۔

تفصیل: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا اسْتَعْطَرَتِ الْمَرْأَةُ، فَمَرَّتْ عَلَى الْقَوْمِ لِيَجِدُوا رِيحَهَا، فَهِيَ كَذَا وَكَذَا۔ (1)

(ترجمہ:) "جب کوئی عورت خوشبو لگا کر کسی قوم پر سے گزرتی ہے تا کہ وہ

1- سنن ابی داود، کتاب الترجل، ماجاء فی المرأة تطیب، الرقم (4173)، 4/79، المکتبة العصریة بیروت

اس کی خوشبو پالیں تو وہ ایسی اور ایسی ہے"۔

صحیح مسلم میں ہے:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا امْرَأَةٍ أَصَابَتْ بَخُورًا فَلَا تَشْهَدْ مَعَنَا الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ۔ (1)

(ترجمہ:) "نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس عورت نے خوشبو لگائی ہو، وہ ہمارے ساتھ عشاء کی نماز پڑھنے مسجد میں نہ آئے"۔

نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طِيبُ الرِّجَالِ مَا ظَهَرَ رِيحُهُ وَخَفِيَ لَوْنُهُ، وَطِيبُ النِّسَاءِ مَا ظَهَرَ لَوْنُهُ وَخَفِيَ رِيحُهُ۔ (2)

(ترجمہ:) "مردوں کی خوشبو وہ ہے جس کی مہک پھیل رہی ہو اور رنگ چھپا ہوا ہو اور عورتوں کی خوشبو وہ ہے جس کا رنگ ظاہر ہو لیکن مہک اس کی چھپی ہوئی ہو"۔

امام جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں:

قال البغوی فی شرح السنة حملوا ذلك على ما إذا أرادت أن تخرج، فأما إذا كانت عند زوجها فلتتطيب بما شاءت۔ (3)

(ترجمہ:) "امام بغوی نے شرح السنہ میں فرمایا: اس کو اس پر محمول کیا کہ جب وہ باہر نکلنے کا ارادہ کرے، باقی رہا جب وہ گھر میں شوہر کے پاس ہو تو وہ جتنی چاہے خوشبو لگا سکتی ہے"۔

1- صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب خروج النساء الی المساجد، الرقم (444)، 1/ 328، دار احیاء التراث العربی

2- سنن الترمذی، ابواب الادب، ماجاء فی طیب الرجال، الرقم (2787)، 4/ 404، دار الغرب الاسلامی

3- قوت المغتذی للسیوطی، ابواب الادب، 2/ 699، جامعۃ ام القری، مکۃ المکرمۃ

شرح الزرقانی علی الموطأ میں ہے:

فإن ظهر لونه وخفی ریحه فکثوب الزینة، فإن فرض أنه لا یری لتلفعها وظلمة اللیل احتمل أن لا یدخل فی النهی۔ (1)

(ترجمہ:) "اگر اس کا رنگ ظاہر ہو اور خوشبو پوشیدہ ہو جیسے کپڑوں کی زینت، پس اگر بالفرض وہ سر سے پاؤں تک ڈھانپی ہوئی ہے اور رات اندھیری ہے تو یہ ممانعت میں داخل نہیں ہونی چاہئے"۔

حُسن کیلئے سرجری کرانا کیسا؟

سوال: محض حُسن کے لیے سرجری کرانا کیسا ہے؟

جواب: (1) بڑھاپے میں جُھریاں ختم کرانے کے لئے سرجری کرانا جائز ہے۔

(2) اسی طرح جلنے، کٹنے اور حادثے کی وجہ سے چہرا عجیب وغریب ہے تو کرواسکتے ہیں۔

تفصیل: سنن نسائی میں ہے:

عَنْ عَرْفَجَةَ بْنِ أَسْعَدَ أَنَّهُ أُصِيبَ أَنْفُهُ يَوْمَ الْكُلَابِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَاتَّخَذَ أَنْفًا مِنْ وَرِقٍ فَأَنْتَنَ عَلَيْهِ فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَتَّخِذَ أَنْفًا مِنْ ذَهَبٍ۔ (2)

(ترجمہ:) "عبدالرحمٰن بن طرفہ نے بیان کیا کہ معرکہ کلاب میں میرے دادا عرفجہ بن اسعد کی ناک کٹ گئی تھی۔ تو انہوں نے چاندی کی بنوائی مگر اس میں بو پڑ گئی، تو نبی کریم نے انہیں حکم دیا تو انہوں نے سونے کی ناک بنوالی"۔

1- شرح الزرقانی علی الموطأ، کتاب القبلة، ما جاء فی خروج النساء، 1/676، مکتبة الثقافة القاهرة

2- سنن النسائی، کتاب الزینة، ما اصیب انفه، الرقم (5161)، 8/163، مکتبة المطبوعات الاسلامیة حلب

صحیح البخاری میں ہے:

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَعَنَ اللهُ الوَاشِمَاتِ وَالمُسْتَوْشِمَاتِ، وَالمُتَنَمِّصَاتِ وَالمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ، المُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللهِ مَالِي لاَ أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ فِي كِتَابِ اللهِ۔ (1)

(ترجمہ:) "حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے سرمہ بھرنے والی اور بھروانے والی، ابرؤوں کے بال اکھاڑنے والی، خوبصورتی کے لیے دانتوں کو کشادہ کرنے والی اور اللہ کی خلقت کو بدلنے والی تمام عورتوں پر لعنت کی ہے۔ میں اس پر لعنت کیوں نہ کروں جس پر رسولِ اللہ نے لعنت کی ہے اور وہ اللہ کی کتاب میں بھی ملعون ہے"۔

ٹیٹو بنوانا کیسا؟

سوال: ٹیٹو بنوانے کا کیا حکم ہے؟

جواب: ٹیٹو یعنی بدن پر نقش، ونگار کُنْدہ کروانا ناجائز وحرام ہے۔

تفصیل: نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

لَعَنَ اللهُ الوَاصِلَةَ وَالمُسْتَوْصِلَةَ، وَالوَاشِمَةَ وَالمُسْتَوْشِمَةَ۔ (2)

(ترجمہ:) "بالوں میں دوسرے بال ملانے والیوں اور ملوانے والیوں پر اور گودنے اور گودوانے والیوں پر اللہ تعالی لعنت فرماتا ہے"۔

علامہ عینی امام نووی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

وقال النووی قال أصحابنا الموضع الذی وشم یصیر نجسا فإن أمکن إزالته بالعلاج وجبت إزالته وإن لم یمکن إلا بجرح فإن خاف منه

1- صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب المتفلجات، الرقم (5931)، 7/164، دار طوق النجاۃ

2- صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب الوصل فی الشعر، الرقم (5933)، 7/165، دار طوق النجاۃ

(ترجمہ:) "بے شک رسول اللہ نکلے اور ان کے ساتھ بلال بھی تھے، آپ نے گمان کیا کہ بلال کو پتہ نہیں ہے۔ پس آپ نے خواتین کو نصیحت کی اور ان کو صدقہ کرنے کا حکم دیا، ایک خاتون جس نے اپنے کانوں میں جھمکے لٹکائے ہوئے تھے اور انگوٹھی پہنی ہوئی تھی اور حضرت بلال حضور کے کپڑے کے ایک کنارے کو پکڑے ہوئے تھے"۔

جامع احکام الصغار للاسروشنی میں ہے:

وفي واقعات الناطفي ولا بأس بثقب أذن الطفل من البنات لأنهم كانوا يفعلون ذلك زمن النبي من غير انكار۔ (1)

(ترجمہ:) "ناطفی کی واقعات میں ہے: بچیوں کے کان میں سوارخ کرانے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ یہ نبی کریم کے بغیر انکار کے چلا آرہا ہے"۔

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

أن ثقب الأذن لتعليق القرط، وهو من زينة النساء، فلا يحل للذكور۔ (2)

(ترجمہ:) "کانوں میں سوراخ کرانا زیور پہننے کے لئے تو یہ خواتین کی زینت میں سے ہے مردوں کے لئے جائز نہیں ہے"۔

ابرو، زبان، نپل اور ناف چھیدوانا کیسا؟

سوال: ابر، زبان، نپل وغیرہ چھیدوانا کیسا ہے؟

جواب: اَبرو، زبان، چھاتی کا نپل، ناف وغیرہ چھیدوانا غیر مسلموں، فاسقوں اور بازاری عورتوں کا طریقہ ہے، اس سے بچنا چاہئے۔

تفصیل: نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

1- جامع لاحکام الصغار، فی مسائل الکراھیۃ، 1/215، دار الفضیلۃ بیروت

2- رد المحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، 6/420، دار الفکر بیروت

تفصیل: سنن نسائی میں ہے:

إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّمَ الْوَشْرَ وَالْوَشْمَ وَالنَّتْفَ۔ (1)

(ترجمہ:) "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دانت کو نوک دار بنانے، گودانے اور (بھنوؤں کے بال) اکھیڑنے کو حرام قرار دیا"۔

نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

لَعَنَ اللهُ الوَاشِمَاتِ وَالمُسْتَوْشِمَاتِ، وَالمُتَنَمِّصَاتِ، وَالمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ، المُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللهِ تَعَالَى۔ (2)

(ترجمہ:) "اللہ تعالیٰ نے سرمہ بھرنے والی اور بھروانے والی، ابروؤں کے بال اکھاڑنے والی، خوبصورتی کے لیے دانتوں کو کشادہ کرنے والی اور اللہ کی خلقت کو بدلنے والی تمام عورتوں پر لعنت کی ہے"۔

ناک اور کان چھیدنا؟

سوال: ناک اور کان چھیدوانا کیسا ہے؟

جواب: ناک چھیدوانا جائز ہے، چاہے ایک طرف سے یا دونوں طرف سے، اسی طرح کان میں بھی جتنے چاہیں سوراخ کرا سکتے جب تک کہ غیر مسلموں کی مشابہت نہ ہو۔

تفصیل: صحیح البخاری میں ہے:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - خَرَجَ وَمَعَهُ بِلاَلٌ، فَظَنَّ أَنَّهُ لَمْ يُسْمِعْ فَوَعَظَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ، فَجَعَلَتِ المَرْأَةُ تُلْقِي القُرْطَ وَالخَاتَمَ، وَبِلاَلٌ يَأْخُذُ فِي طَرَفِ ثَوْبِهِ۔ (3)

1- عمدۃ القاری، کتاب تفسیر القرآن، باب وما آتاکم الرسول، 19/225، دار احیاء التراث العربی
سنن النسائی، کتاب الزینۃ، تحریم الوشر، الرقم (5110)، 8/149، المکتبۃ العصریۃ بیروت
2- صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب المتفلجات، الرقم (5931)، 7/164، دار طوق النجاۃ
3- صحیح البخاری، کتاب العلم، باب عظۃ الامام النساء، الرقم (98)، 1/31، دار طوق النجاۃ

(ترجمہ:) "بے شک رسول اللہ نکلے اور ان کے ساتھ بلال بھی تھے، آپ نے گمان کیا کہ بلال کو پتہ نہیں ہے۔ پس آپ نے خواتین کو نصیحت کی اور ان کو صدقہ کرنے کا حکم دیا، ایک خاتون جس نے اپنے کانوں میں جھمکے لٹکائے ہوئے تھے اور انگوٹھی پہنی ہوئی تھی اور حضرت بلال حضور کے کپڑے کے ایک کنارے کو پکڑے ہوئے تھے"۔

جامع احکام الصغار للاسروشنی میں ہے:

وفی واقعات الناطفی ولا بأس بثقب أذن الطفل من البنات لأنهم كانوا يفعلون ذلك زمن النبی من غیر انکار۔ (1)

(ترجمہ:) "ناطفی کی واقعات میں ہے: بچیوں کے کان میں سوراخ کرانے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ یہ نبی کریم کے بغیر انکار کے چلا آرہا ہے"۔

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

أن ثقب الأذن لتعليق القرط، وهو من زينة النساء، فلا يحل للذكور۔ (2)

(ترجمہ:) "کانوں میں سوراخ کرانا زیور پہننے کے لئے تو یہ خواتین کی زینت میں سے ہے مردوں کے لئے جائز نہیں ہے"۔

ابرو، زبان، نپل اور ناف چھیدوانا کیسا؟

سوال: ابر، زبان، نپل وغیرہ چھیدوانا کیسا ہے؟

جواب: اَبرو، زبان، چھاتی کا نپل، ناف وغیرہ چھیدوانا غیر مسلموں، فاسقوں اور بازاری عورتوں کا طریقہ ہے، اس سے بچنا چاہیے۔

تفصیل: نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

1- جامع لاحکام الصغار، فی مسائل الکراھیۃ، 1/215، دار الفضیلۃ بیروت

2- رد المحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، 6/420، دار الفکر بیروت

تھی، فرمایا: "کیابات ہے کہ میں تم سے بتوں کی بو پاتا ہوں؟اس نے وہ انگوٹھی اتاردی، پھر آیا تو لوہے کی انگوٹھی پہن رکھی تھی۔حضوراکرم ﷺ نے فرمایا: "کیابات ہے کہ میں تم پر جہنمیوں کا زیور دیکھ رہا ہوں تو اس نے وہ بھی اتاردی اور عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں کس چیز کی انگوٹھی بناؤں؟ تو حضوراکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "چاندی کی انگوٹھی بناؤ اور ایک مثقال (ساڑھے چار ماشے) پورانہ کرنا"۔

اس حدیث سے اعلیٰ حضرت امام اہل سنت الشاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن نے مردوعورت دونوں کی حرمت ثابت کی ہے۔جیسا کہ آپ فرماتے ہیں:

"چاندی سونے کے سوا،لوہے،پیتل،رانگ کا زیور عورتوں کو بھی مباح نہیں،چہ جائیکہ مردوں کے لئے"۔(1)

ایسے ہی علامہ شامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"یعنی لوہے،پیتل،تانبے اور قلعی کی انگوٹھی مردوں اور عورتوں کو پہننا مکروہ ہے"۔(2)

لیکن چونکہ آرٹیفشل جیولری پر عرف وتعامل ہو چکا ہے کہ ہر عام وخاص، امیر وغریب،عوام وعلمائے کرام کی عورتیں استعمال کرتی ہیں، لہٰذا عرف وتعامل کا اعتبار کر کے نص کی تخصیص مردوں کے ساتھ کریں گے اور عورتوں کیلئے حکمِ جواز ہوگا۔

علامہ شامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

إن العرف معتبر ان كان عاماً فإن العرف العام يصلح مخصصاً۔ (3)

(ترجمہ) "بے شک عرف معتبر ہوتا ہے اگر عام ہو کیونکہ عام تخصیص (فی النص)

1- فتاویٰ رضویہ، ج ۲۲،ص: ۱۵۳ رضا فاؤنڈیشن، لاہور

2- ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی اللبس، 6/360، دار الفکر بیروت

3- رسائل ابن عابدین، 2/116، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

طرح چڑھادی گئی کہ لوہا بالکل نظر نہیں آرہا تو اب اعتبار ظاہر کا کیا جائے گا اور یہ انگوٹھی چاندی کی قرار دی جائے گی۔ اس عبارت سے مطلقاً لوہے کی انگوٹھی کا جواز ثابت نہیں ہوتا۔

مگر عرف وتعامل کی وجہ سے دوسری دھات جیسے لوہا، پیتل وغیرہ کے زیوات کو جائز قرار دیا۔

اس کی تفصیل تاج الفقہاء مفتی وسیم اختر المدنی نے جو فرمائی ہے درج ذیل ہے۔

فی زمانہ عرف وتعامل کی وجہ "آرٹیفیشل جیولری" کا پہننا عورتوں کے لئے جائز ہے اور مردوں کے لئے سوائے چاندی کی ایک نگ والی انگوٹھی جو ایک مثقال (ساڑھے چار ماشے) سے کم ہو کے علاوہ ہر قسم کی دھات کا زیور نا جائز وحرام ہے۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت الشاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن نے جس حدیث (ذیل میں اس کا ذکر آئے گا) میں عموم علت کا اعتبار کرتے ہوئے مردوں اور عورتوں کیلئے ممانعت بیان کی اس میں "عرف وتعامل" کی بناء پر تخصیص کریں گے جس سے عورتوں کا جواز اور مردوں کا عدم جواز باقی رہے گا کیونکہ عرف وتعامل ایسے قواعد شرعیہ ہیں جن کے ساتھ نص میں تخصیص کرنا جائز ہے۔

وہ حدیث پاک یہ ہے:

أَنَّ رَجُلًا، جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ مِنْ شَبَهٍ، فَقَالَ لَهُ مَالِي أَجِدُ مِنْكَ رِيحَ الْأَصْنَامِ فَطَرَحَهُ، ثُمَّ جَاءَ وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ مِنْ حَدِيدٍ، فَقَالَ مَالِي أَرَى عَلَيْكَ حِلْيَةَ أَهْلِ النَّارِ فَطَرَحَهُ، فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ، مِنْ أَيِّ شَيْءٍ أَتَّخِذُهُ؟ قَالَ اتَّخِذْهُ مِنْ وَرِقٍ، وَلَا تُتِمَّهُ مِثْقَالًا۔ (1)

(ترجمہ:) "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرد کو جس نے پیتل کی انگوٹھی پہن رکھی

1- سنن ابی داود، کتاب الخاتم، ما جاء فی خاتم الحدید، الرقم (4223)، 4/90، المکتبۃ العصریۃ بیروت

تھی، فرمایا: "کیا بات ہے کہ میں تم سے بتوں کی بو پاتا ہوں؟ اس نے وہ انگوٹھی اتاردی، پھر آیا تو لوہے کی انگوٹھی پہن رکھی تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا بات ہے کہ میں تم پر جہنمیوں کا زیور دیکھ رہا ہوں تو اس نے وہ بھی اتاردی اور عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں کس چیز کی انگوٹھی بناؤں؟ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "چاندی کی انگوٹھی بناؤ اور ایک مثقال (ساڑھے چار ماشے) پورا نہ کرنا"۔

اس حدیث سے اعلیٰ حضرت امام اہل سنت الشاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن نے مرد وعورت دونوں کی حرمت ثابت کی ہے۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں:

"چاندی سونے کے سوا، لوہے، پیتل، رانگ کا زیور عورتوں کو بھی مباح نہیں، چہ جائیکہ مردوں کے لئے"۔(1)

ایسے ہی علامہ شامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"یعنی لوہے، پیتل، تانبے اور قلعی کی انگوٹھی مردوں اور عورتوں کو پہننا مکروہ ہے"۔(2)

لیکن چونکہ آرٹیفشل جیولری پر عرف وتعامل ہو چکا ہے کہ ہر عام وخاص، امیر و غریب، عوام وعلمائے کرام کی عورتیں استعمال کرتی ہیں، لہٰذا عرف وتعامل کا اعتبار کر کے نص کی تخصیص مردوں کے ساتھ کریں گے اور عورتوں کیلئے حکم جواز ہوگا۔

علامہ شامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

إن العرف معتبر ان كان عاماً فإن العرف العام يصلح مخصصاً۔ (3)

(ترجمہ) "بے شک عرف معتبر ہوتا ہے اگر عام ہو کیونکہ عام تخصیص (فی النص)

1- فتاویٰ رضویہ، ج ۲۲، ص: ۱۵۳ رضا فاؤنڈیشن، لاہور

2- رد المحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی اللبس، 6/360، دار الفکر بیروت

3- رسائل ابن عابدین، 2/116، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

کی صلاحیت رکھتا ہے"۔

دوسری جگہ کچھ وضاحت کے ساتھ فرماتے ہیں:

قال فی الذخیرة فی الفصل الثامن من الإجارات فی مسئلة ما لو دفع إلی حائك غزلاً ینسجه بالثلث ومشائخ بلخ كنصیر بن یحیی ومحمد بن سلمة وغیرهما كانوا یجیزون هذه الإجارة فی الثیاب لتعامل اهل بلدهم فی الثیاب والتعامل حجة یترك به القیاس ویخص به الأثر وتجویز هذه الإجارة فی الثیاب للتعامل بمعنی تخصیص النص الذی ورد فی قفیز الطحان لأن النص ورد فی قفیز الطحان لا فی الحائك، نظیره فیكون وارداً فی دلالة فمتی تركنا العمل بدلالة هذه النص فی الحائك وعملنا بالنص فی قفیز الطحان كان تخصیصاً لا تركاً أصلاً وتخصیص النص بالتعامل جائزاً، ألا تری أنا جوزنا الاستصناع للتعامل والاستصناع بیع ما لیس عند الإنسان لا ترك للنص أصلاً لأنا عملنا بالنص فی غیر الاستصناع۔ (1)

(ترجمہ:) "ذخیرہ میں کتاب الاجارہ کی آٹھویں فصل میں جہاں پہ یہ مسئلہ بیان ہوا ہے کہ کسی کو کاتنے کیلئے سوت دیا اور اس کی اجرت اسی کپڑے کی تہائی مقرر کی، بلخ کے مشائخ مثل نصیر بن یحییٰ اور محمد بن سلمہ وغیرہما نے کپڑے کے اس اجارے کو جائز قرار دیا ہے کیونکہ ان کے علاقے میں اس کا تعامل ہے اور تعامل ایک ایسی حجت ہے جس کی وجہ سے قیاس کو بھی چھوڑ دیا جاتا ہے اور روایت میں تخصیص کر دی جاتی ہے اور کپڑوں کی بُنائی میں تعامل کی وجہ سے اس اجارہ کو جائز قرار دینے کا مطلب اس حدیث میں تخصیص کرنا ہے جو قفیز طحان کے بارے میں وارد ہوئی کیونکہ وہ نص قفیز طحان

1- شرح عقود رسم المفتی، ص 40

کے بارے میں وارد ہوئی تھی نہ کہ حائک کے بارے میں (حائک) اس کی نظیر ہے اس لئے وہ دلالۃً اس کے بارے میں بھی ہوگی پھر جب ہم نے کپڑا بننے والے کے بارے میں اس حدیث پر عمل نہیں کیا اور آٹا پیسنے والے کے پیمانے (قفیز طحان) کے بارے میں اس حدیث پر عمل کیا تو یہ حدیث کی تخصیص ہوئی حدیث کو چھوڑنا نہ ہوا اور تعامل کی وجہ سے حدیث کی تخصیص کرنا جائز ہے کیا تو نے نہ دیکھا کہ ہم نے استصناع کو جائز قرار دیا حالانکہ اس میں ایسی چیز کو بیچا جاتا ہے جو بائع کے پاس نہیں ہوتی اور ایسی بیع کرنے کی حدیث میں ممانعت آئی ہے اور استصناع کو تعامل کی وجہ سے جائز قرار دینا اس حدیث میں تخصیص کرنا ہے جو اس چیز کی بیع کی ممانعت کے بارے میں وارد ہوئی تھی جو انسان کے پاس موجود نہ ہو تو اس سے حدیث کو چھوڑنا نہیں ہے کیونکہ ہم اس حدیث پر استصناع کے علاوہ دوسری چیزوں میں عمل کرتے ہیں"۔

اور اعلیٰ حضرت امام اہل سنت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں:

"علماء کرام جس کو عرف فرماتے ہیں وہ قیاس پر قاضی ہے اور نص اس سے متروک نہ ہوگا مخصوص ہوسکتا ہے وہ یہی عرف حادث شائع ہے کہ بلاد کثیرہ میں بکثرت رائج ہو"۔ (1)

اس کے علاوہ تعامل کی بناء پر علمائے کرام نے ان کے جواز کی صراحت بھی کردی ہے۔ عالمگیری میں ہے:

ولا بأس للنساء بتعليق الخرز في شعورهن من صفر أو نحاس أو شبة أو حديد ونحوها للزينة والسوار منها۔ (2)

1- فتاوی رضویہ، 19/606، رضا فاؤنڈیشن لاہور

2- فتاوی عالمگیری، کتاب الکراھیۃ، الباب العشرون، 5/359، دار الفکر بیروت

(ترجمہ:) "عورت کا زینت کی وجہ سے ، پیتل ،تانبے یا لوہے وغیرہ کی چٹیا بنا کر بالوں میں لٹکانا یا ان کے کنگن بنا کر پہننا اس میں کوئی حرج نہیں ہے"۔

حاصل کلام یہ ہے کہ فی زمانہ عورتوں کے لئے آرٹیفیشل زیورات پہننا جائز او اسے پہن کر نماز جائز ہے اس میں کوئی خرابی نہیں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب! (1)

سونے چاندی کے دانت یا تار لگوانا کیسا؟

سوال: سونے اور چاندی کے دانت یا تار لگوا سکتے ہیں؟

جواب: (1) سونا چاندی دونوں کے بنے ہوئے دانت یا داڑھ لگوا سکتے ہیں۔

(2) دانتوں کی مضبوطی کیلئے دانتوں کے اردگرد تار بھی لگوا سکتے ہیں۔

(3) سونا چاندی سے بنا ہوا دانت کا خول چڑھانا بھی جائز ہے۔

تفصیل: صحیح البخاری میں ہے:

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ طَرَفَةَ، أَنَّ جَدَّهُ عَرْفَجَةَ بْنَ أَسْعَدَ، قُطِعَ أَنْفُهُ يَوْمَ الْكُلَابِ، فَاتَّخَذَ أَنْفًا مِنْ وَرِقٍ، فَأَنْتَنَ عَلَيْهِ، فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاتَّخَذَ أَنْفًا مِنْ ذَهَبٍ۔ (2)

(ترجمہ:) "عبدالرحمٰن بن طرفہ نے بیان کیا کہ معرکہ کلاب میں میرے دادا عرفجہ بن اسعد کی ناک کٹ گئی تھی۔ تو انہوں نے چاندی کی بنوائی مگر اس میں بو پڑ گئی، تو نبی کریم نے انہیں حکم دیا تو انہوں نے سونے کی ناک بنوا لی"۔

اللباب میں ہے:

لأن النبي صلى الله عليه وسلم أباح لعرفجة بن أسعد (الكلابي) أن

1- وسیم الفتاویٰ عنقریب زیور طبع سے آراستہ ہو کر آ رہا ہے۔ ان شاء اللہ!

2- سنن ابی داود، کتاب الخاتم، ماجاء فی ربط الاسنان، الرقم (4232)، 92/4، المکتبۃ العصریۃ بیروت

يتخذ أنفا من ذهب فكان كذلك السن لا بأس أن يشدها بالذهب إذ كان لا ينتن۔ (1)

(ترجمہ:) "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفجہ بن اسعد کلابی کے لئے سونے کی ناک بنانا جائز قرار دیا، یہی حکم دانت کا کہ سونے کی دانت باندھنے میں کوئی حرج نہیں ہے اگر بو نہ آئے"۔

*****

1- اللباب فی الجمع بین السنۃ والکتاب، باب اذا تحرکت سنہ، 2/641، دار القلم بیروت

چوتھا باب:
وضو، غُسل کے متعلق اہم وجدید مسائل

وضو کے فرائض، سنتیں، مکروہات اور نواقض ایک نظر میں۔(1)

وضو کے چار فرض ہیں: (۱) چہرہ دھونا یعنی سر کے بالوں سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لَو سے دوسرے کان کی لَو تک۔ (۲) کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ دھونا۔ (۳) چوتھائی سر کا مسح کرنا۔ (۴) دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھونا۔

وضو کی سنتیں: (۱) نیت کرنا۔ (۲) بسم اللہ پڑھنا۔ (۳) پہنچوں تک ہاتھ دھونا۔ (۴) مسواک کرنا۔ (۵) غرغرہ کرنا۔ (۶) ناک میں اچھی طرح پانی چڑھانا۔ (۷) داڑھی اور انگلیوں کا خلال کرنا۔ (۸) پورے سر کا مسح کرنا۔ (۹) کانوں کا مسح کرنا۔ (۱۰) ہر عضو کو تین بار دھونا۔

وضو توڑنے والی چیزیں: (۱) پاخانہ اور پیشاب کے مقام سے کسی چیز کا نکلنا۔ ہاں اگلی شرمگاہ کے مقام سے ہوا خارج ہونے سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔ (۲) خون، پیپ، زرد پانی کا نکل کر بہہ جانا۔ (۳) پاخانہ کے مقام سے ہوا کا نکلنا۔ (۴) گہری نیند۔ (۵) بیہوشی۔ (۶) بالغہ کا رکوع وسجود والی نماز میں بلند آواز سے ہنسنا۔ (۷) مباشرتِ فاحشہ۔ (۸) دکھتی آنکھ سے پانی بہنا۔ (۹) دکھتی چھاتی سے پانی کا نکلنا۔ (دودھ پلانے سے وضو نہیں ٹوٹے گا)۔

وضو کے مکروہات: (۱) قبلہ کی طرف تھوکنا یا کلی کرنا۔ (۲) بلا ضرورت دنیا کی باتیں کرنا۔ (۳) ضرورت سے زیادہ پانی خرچ کرنا۔ (۴) منہ پر پانی زور سے مارنا۔

1- وضو اور غسل کے مسائل کی مزید تفصیل اور حوالہ جات کے لئے قانون شریعت، سنی بہشتی زیور، بہار شریعت، فتاوی رضویہ وغیرہ ملاحظہ فرمائیں۔

چند ضروری مسائل: (۱) نماز، نمازِ جنازہ، سجدۂ تلاوت کیلئے اور قرآن مجید کو چھونے کیلئے وضو کرنا فرض ہے۔ (۲) ستر، شرمگاہ کھلنے یا دیکھنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ (۳) اعضاء وضو پر اگر کوئی ایسی چیز لگی ہے جو عضو تک پانی کو پہنچنے سے روکتی ہے تو اسکا چھڑانا فرض ہے، جیسے ناخن پالش۔ ہاں اگر چھڑانے میں حرجِ شدید ہو تو معاف ہے، جیسے نانبائی اور خواتین کیلئے آٹا، مزدور کیلئے گارا، آنکھوں میں سرمے کا جرم، بدن کا میل وغیرہ۔ (۴) منہ سے خون نکلا اگر تھوک پر غالب ہے تو وضو ٹوٹ جائیگا۔ (۵) دھونے کا مطلب یہ ہے کہ ہر ہر عضو پر پانی کے کم از کم دو قطرے بہہ جائیں۔ اگر تیل کی طرح پانی مل دیا بہایا نہیں تو وضو نہیں ہوگا۔

غسل کے فرائض، نواقض اور سنت طریقہ ایک نظر میں

غسل کے تین فرض ہیں: (1) اچھے طریقے سے کلی کرنا، اس طرح کہ حلق تک اندر کا مکمل حصہ دُھل جائے۔ (2) ناک میں پانی ڈالنا کہ نرم جگہ یعنی سخت ہڈی کے شروع تک پانی پہنچ جائے۔ (3) مکمل بدن پر پانی بہانا۔

جن چیزوں سے غسل واجب ہوتا ہے: (1) منی کا شہوت کے ساتھ نکلنا۔ (2) سوتے میں احتلام ہونا۔ (3) مرد کا عورت کے ساتھ ہمبستری کرنا۔ (4) عورت کا حیض ونفاس سے فارغ ہونا۔

غسل کا سنت طریقہ: پہلے استنجاء کرے، پھر جس جگہ نجاست لگی ہو اس کو دھوئے، پھر وضو کرے۔ وضو کے بعد تین مرتبہ داہنے کاندھے پر اور تین مرتبہ بائیں کاندھے پر پانی ڈالے، پھر تین مرتبہ سر پر اور پھر سارے بدن پر پانی بہائے اور جسم کو خوب ملے۔

چند ضروری مسائل: (1) جس پر غسل واجب ہو اس کا مسجد میں جانا، قرآن پاک کو چھونا اور پڑھنا حرام ہے، ہاں درود شریف یا کوئی دعا کلی کر کے پڑھ سکتے ہیں۔ (2) غسل واجب ہونے کے بعد نہانے میں دیر نہیں کرنی چاہئے۔ (3) سوئی کے ناکہ

کے برابر اگر بدن کا کوئی حصہ رہ گیا تو غسل نہیں ہوگا، اسی لئے غسلِ واجب میں بہت زیادہ احتیاط کرنی چاہئے۔

مرد وعورت کے وضو اور غسل میں کیا فرق ہے؟

سوال: مرد وعورت کے وضو وغسل میں کیا فرق ہے؟

جواب: (1) عورت مسواک کے بجائے دنداسہ استعمال کرے تو بھی سنت ہے۔

(2) عورت نے اگر ناک میں زیور پہنا ہے تو اسے حرکت دے اور اس کے نیچے سے پانی گزارے۔ اسی طرح ہاتھ، پاؤں کے چھلے، انگوٹھی اور کلائی کی چوڑیاں وغیرہ کے نیچے سے بھی پانی گزارے۔

(3) مرد کے سر کے بال جتنے بڑے ہوں غسل میں ہر بال کو مکمل دھونا ضروری ہے مگر عورت پر صرف اتنا لازم ہے کہ وہ ہر ہر بال کی جڑ تک پانی ضرور پہنچائے۔ غسل میں باقی بالوں کا دھونا فرض نہیں ہے۔

(4) کانوں کے زیور کو حرکت دے کر اس کے نیچے سے پانی گزارے۔ ہاں ناک اور کانوں کے بند سوراخ میں پانی پہنچانا فرض نہیں ہے مگر باقی زیور کے نیچے سے بہانا ضروری ہے۔

وضو وغسل کے فرض، سنت اور مستحب میں کیا فرق ہے؟

سوال: وضو وغسل کے فرض، سنت، مستحب میں کیا فرق ہے؟

جواب: (1) وضو اور غسل میں جو چیزیں فرض ہیں ان کے فرض ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اگر ان فرضوں میں سے کوئی فرض چھوٹ گیا یا وہ فرض مکمل نہیں دُھلا تو وضو اور غسل بالکل نہیں ہوگا۔ جیسے وضو میں منہ دھونا فرض ہے تو اگر رخسار یا پیشانی وغیرہ سے کوئی جگہ ایک تل کے برابر رہ گئی تو وضو نہیں ہوگا۔ اسی طرح غسل میں تیسرا فرض ہے پورے بدن پر پانی بہانا؛ اگر بدن میں سے کوئی جگہ تل برابر بلکہ سوئی کے ناکے کے برابر دھلنے سے رہ گئی تو غسل نہیں ہوگا۔

(2) وضو اور غسل میں سنت کا مطلب یہ ہے کہ اگر سنت رہ گئی تو وضو اور غسل ہو جائے گا مگر ثواب کم ملے گا اور سنت چھوڑنے کی عادت بنالی تو گناہ بھی ملے گا۔ جیسے وضو میں کلی کرنا سنت ہے، تو اگر کلی نہ کی تو وضو ہو جائے کیونکہ کلی وضو میں فرض نہیں ہے، لیکن کلی کے چھوڑنے پر ثواب کم ملے گا۔

(3) مستحب کا مطلب یہ ہے کہ اگر مستحب پر عمل کریں تو ثواب ملے گا، اور چھوڑنے پر گناہ نہیں ملے گا۔

(4) مکروہ کا مطلب یہ ہے کہ اس مکروہ کام کے کرنے سے وضو اور غسل تو ہو جائے گا مگر شریعت کی نظر میں وہ فعل ناپسندیدہ شمار کیا جائے گا، اور ثواب میں بھی کمی ہو جائے گی۔

وضو اور غسل میں احتیاطیں

ابھی مرد و عورت کے وضو و غسل کے فرق میں جو بیان ہوئے ہیں ان کی بھی احتیاط کرنا ضروری ہے۔ اس کے علاوہ اعلیحضرت امام اہل سنت امام احمد رضا قادری نے اپنے رسالے "خلاصہ تبیان الوضو" میں وضو اور غسل کے بیان میں تقریباً 70 مقامات ایسے لکھے ہیں کہ جن پر لازمی اور احتیاط کے ساتھ پانی بہانا فرض ہے۔

ان کا خلاصہ یہ ہے کہ سر سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک کوئی بھی جگہ ایک جَل کے برابر دُھلنے سے نہ رہے، جیسے موٹے شخص پر لازم ہے کہ وہ ناف میں انگلی ڈال کر پانی پہنچائے وغیرہا۔ اسی طرح خواتین ڈھلکی ہوئی پستان کو اٹھا کر اس کے نیچے پانی پہنچائیں وغیرھا۔

کیا غسل کے بعد وضو کرنا ضروری ہے؟

سوال: غسل کے بعد وضو کرنا ضروری ہے یا غسل سے وضو بھی ہو جائے گا؟

جواب: غسل کے بعد وضو کرنے کی دوبارہ ضرورت نہیں ہے۔

تفصیل: نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ تَوَضَّأَ بَعْدَ الْغُسْلِ فَلَيْسَ مِنَّا۔ (1)

(ترجمہ:) "جس نے غسل کے بعد وضو کیا وہ ہم میں سے نہیں"۔

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

قال العلامة نوح أفندي بل ورد ما يدل على كراهته۔ (2)

(ترجمہ:) "علامہ نوح آفندی نے فرمایا: بلکہ اس مسئلے میں جو حدیث وارد ہوئی وہ اس کی کراہیت پر دلالت کرتی ہے"۔

زخم اور بیماری کی صورت میں وضو اور غسل کیسے کرے؟

سوال: زخم اور بیماری میں وضو اور غسل کیسے کرے؟

جواب: (1) مثلاً ہاتھ یا کلائی پر پھوڑا یا زخم ہے تو اس پر پانی نہ بہائے، اس کے علاوہ باقی اعضاء پر پانی بہانا ضروری ہے۔

(2) اگر ٹانگ پر زخم ہے تو غسل کی صورت میں زخم کو بچا کر باقی مکمل بدن کا دھونا ضروری ہے۔ بیماری ایسی ہے کہ وضو یا غسل کرنے سے بیماری کے بڑھنے کا اندیشہ ہے یا دیر سے صحیح ہوگا یا نقصان ہوگا تو اس صورت میں وہ وضو اور غسل کے بجائے تیمم کرے۔

(3) اگر زخم پر پٹی بندھی ہے تو اس پر مسح کرنا یعنی گیلا ہاتھ پھیرنا ضروری ہے وگرنہ وضو اور غسل نہ ہوگا۔

تیمم کا طریقہ: اگر کسی بیماری یا زخم کی وجہ سے وضو اور غسل نہیں کرسکتی تو تیمم کرے۔

(1) ناپاکی دور کرنے کی یا عبادت کے لئے طہارت کی نیت کرے۔

(2) اپنی دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو انگلیوں سمیت پاک مٹی پر مارے پھر ہاتھ جھاڑ

1- المعجم الكبير للطبراني، باب العين، الرقم (11691)، 11 / 267، مكتبة ابن تيمية القاهرة

2- رد المحتار، كتاب الطهارة، سنن الغسل، 1 / 158، دار الفكر بيروت

کر اپنے منہ پر مل لے۔ اور کوئی جگہ باقی نہ رہے۔

(3) دوسری دفعہ اسی طرح مٹی پر دونوں ہاتھ مارے پھر جھاڑ کر اپنے ہاتھوں پر کہنیوں سمیت مل لے، کنگن، انگوٹھی وغیرہ کو ہٹا کر اس پر ہاتھ پھیرے۔ یوں تیمم مکمل ہوگیا اور وضو، غسل کی طرح پاکی بھی حاصل ہوگئی۔ تیمم سے وہ تمام عبادتیں کرسکتے ہیں جو وضو اور غسل سے کرسکتے ہیں اور جن کے لئے وضو و غسل کرنا واجب ہے۔(1)

تفصیل: ردالمحتار میں ہے:

وھو ما لو کان أکثر الأعضاء صحیحا یغسل إلخ، لکن إذا کان یمکنه غسل الصحیح بدون إصابة الجریح وإلا تیمم حلیة۔ (2)

(ترجمہ:) "یہی حکم ہے اس شخص کا کہ جس کے اکثر اعضاء سلامت ہوں تو ان اعضاء کو وہ دھوئے گا لیکن یہ اس وقت ہے کہ جب صحیح غسل کرنا ممکن ہو زخم کو نقصان پہنچائے بغیر و گرنہ تیمم کرے، حلیہ"۔

فتاوی رضویہ میں ہے:

"سوال: زید کی ران میں پھوڑا یا اور کوئی بیماری ہے ڈاکٹر کہتا ہے پانی یہاں نقصان کرے گا مگر صرف اُسی جگہ مضر ہے اور بدن پر ڈال سکتا ہے اس حالت میں وضو یا غسل کے لیے تیمم درست ہے یا نہیں؟ اگر درست ہے تو تیمم غسل کا ویسا ہی ہے جیسا وضو کا؟ یا کیا حکم ہے؟ باقی آداب۔

الجواب: صورتِ مسئولہ میں غسل یا وضو کسی کیلئے تیمم جائز نہیں وضو کیلئے نہ جائز ہونا تو ظاہر کہ ران کو وضو سے کوئی علاقہ نہیں اور غسل کیلئے یوں ناروا کہ اکثر بدن پر پانی ڈال سکتا ہے لہذا وضو تو بلا شبہ تمام و کمال کرے اور غسل کی حاجت ہو تو اگر مضرت صرف ٹھنڈا پانی کرتا ہے گرم نہ کرے گا اور اسے گرم

1- مزید تفصیل ملاحظہ ہو: بہار شریعت، حصہ اول، 1 / 344، المدینۃ العلمیۃ کراچی

2- ردالمحتار، باب التیمم، 1 / 257، دار الفکر بیروت

پانی پر قدرت ہے تو بیشک پورا غسل کرے اتنی جگہ کو گرم پانی سے دھوئے باقی بدن گرم یا سرد جیسے چاہے، اور اگر ہر طرح کا پانی مضر ہے یا گرم مضر تو نہ ہوگا مگر اسے اس پر قدرت نہیں تو ضرر کی جگہ بچا کر باقی بدن دھوئے اور اس موضع پر مسح کرلے اور اگر وہاں بھی مسح نقصان دے مگر دوا یا پٹی کے حائل سے پانی کی ایک دھار بہا دینی مضر نہ ہوگی تو وہاں اُس حائل ہی پر بہادے باقی بدن بدستور دھوئے اور اگر حائل پر بھی پانی بہانا مضر ہو تو دوا یا پٹی پر مسح ہی کرلے اگر اس سے بھی مضرت ہو تو اُتنی جگہ خالی چھوڑ دے جب وہ ضرر دفع ہو تو جتنی بات پر قدرت ملتی جائے بجالاتا جائے مثلاً ابھی پٹی پر سے مسح بھی مضر تھا لہٰذا جگہ بالکل خشک بچادی چند روز بعد اتنا آرام ہوگیا کہ یہ مسح نقصان نہ دے گا تو فوراً پٹی پر مسح کرلے اسی قدر کافی ہوگا باقی بدن تو پہلے کا دھویا ہی ہوا ہے جب اتنا آرام ہوجائے کہ اب بندش پر سے پانی بہانا بھی ضرر نہ کرے گا فوراً اس پر پانی کی دھار ڈال دے صرف مسح پر جو پہلے کر چکا تھا قناعت نہ کرے جب اتنا آرام ہوجائے کہ اب خاص موضع کا مسح بھی ضرر نہ دے گا فوراً وہاں مسح کرلے پٹی کے غسل پر قانع نہ رہے جب اتنا آرام ہو کہ اب خود وہاں پانی بہانا مضر نہ ہوگا فوراً اُس بدن کو پانی سے دھولے غرض رخصت کے درجے بتادیئے گئے ہیں جب تک کم درجہ کی رخصت میں کام نکلے اعلٰی درجہ کی اختیار نہ کرے اور جب کوئی نیچے کا درجہ قدرت میں آئے فوراً اُس تک تنزل کرآئے۔ اسی طرح اگر یہ حالت ہو کہ اُس جسم پر پانی تو نقصان نہ دے گا مگر بندھا ہوا ہے کھولنے سے نقصان پہنچے گا یا کھول کر پھر باندھ نہ سکے گا تو بھی اجازت ہے کہ بندش پر سے دھونے یا مسح کرنے جس بات کی قدرت ہو عمل میں لائے جب وہ عذر جاتا رہے کھول کر جسم کو مسح یا غسل جو مقدور ہو کرے یہی

سب حکم وضو میں ہیں اگر اعضائے وضو میں کسی جگہ کوئی مرض ہو الحاصل
یہاں اکثر کیلئے حکم کُل کا ہے جب اکثر بدن پر پانی ڈال سکتا ہو تو ہرگز تیمم کی
جازت نہیں بلکہ یہی طریقے جو اوپر گزرے بجالائے ہاں اگر اکثر بدن پر
پانی ڈالنے کی قدرت نہ ہو (خواہ یوں کہ خود مرض ہی اکثر بدن میں ہے یا
مرض تو کم جگہ ہے مگر واقع ایسا ہوا کہ اُس کے سبب اور صحیح جگہ کو بھی نہیں دھو
سکتا کہ اُس کا پانی اس تک پہنچے گا اور کوئی صورت بچا کر دھونے کی نہیں یوں
اکثر بدن دھونے کی قدرت نہیں (مثلاً رانوں، پنڈلیوں، بازوؤں، کلائیوں
، پیٹھ پر جا بجا دو دو چار چار انگل کے فاصلے سے دانے ہیں کہ صرف دانوں
کی جگہ جمع کی جائے تو سارے بدن کے نصف حصہ سے کم ہو مگر وہ پھیلے
ہوئے اس طرح ہیں کہ ان کے بیچ بیچ کی خالی جگہ پر بھی پانی نہیں بہا سکتے)
دایسی حالت میں بیشک تیمم کی اجازت ہوگی اب یہ نہ ہوگا کہ صرف تھوڑا
سا بدن دھو کر باقی سارے جسم پر مسح کرلے"۔(1)

انجکشن اور خون ٹیسٹ سے وضو کا حکم؟

سوال: انجکشن اور خون ٹیسٹ سے وضو ٹوٹنے کا حکم؟

جواب: (1) انجکشن لگاتے وقت اگر خون انجکشن میں نکالا پھر انجکشن لگا دیا تو خون نکالنے
کی وجہ سے وضو ٹوٹ جائے گا۔

(2) اگر خون کھینچے بغیر انجکشن لگا دیا تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔

(3) شوگر یا کسی اور بیماری کے ٹیسٹ کے لئے خون نکالا، اگر خون بہنے کی صلاحیت رکھتا
ہے یعنی اتنا زیادہ ہے کہ بہہ سکتا ہے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ اگر اتنا کم ہے کہ بہہ
نہیں سکتا تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔ جیسا کہ شوگر ٹیسٹ کے لئے سوئی چبھوئی جاتی ہے
جس سے ایک قطرے سے بھی کم خون نکلتا ہے اور بہنے کی صلاحیت نہیں رکھتا تو

1- فتاوی رضویہ، 1/460، رضا فاؤنڈیشن لاہور

اس سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

فالأحسن ما في النهرعن بعض المتأخرين من أن المراد السيلان ولو بالقوة أي فإن دم الفصد ونحوه سائل إلى ما يلحقه حكم التطهير حكما، تأمل ثم اعلم أن المراد بالحكم الوجوب كما صرح به غير واحد۔ (1)

(ترجمہ:) "بہترین وہ بات ہے کہ جو نہر الفائق میں بعض متاخرین سے کہ اس سے مراد بہنا ہے اگرچہ بالقوۃ یعنی اگر فصد لگایا یا اس کی مثل کوئی کام کیا خون بہہ گیا اس تک کہ جس کو دھونا لازم تھا حکماً۔ غور وفکر کر۔ پھر جان لے کہ حکم سے مراد وجوب ہے جیسا کہ اس کی تصریح بہت ساروں نے کی ہے"۔

فتاوی رضویہ میں ہے:

"بالقوہ کی قید لگانے سے وہ صورت داخل ہوگئی کہ جب فصد لگائی تو خون اُڑا اور سرِ زخم آلودہ نہ ہوا اور وہ صورت کہ خون پر مٹی ڈال دی یا کسی کپڑے میں جذب کرلیا یا کسی جونک یا بڑی کلّی نے اس کا اتنا خون چوس لیا کہ اگر خود نکلتا تو بہتا اور مایطہر کے تحت بیرونی جگہ کا اضافہ کرنے کی کوئی ضرورت نہ رہی جیسا کہ غنیہ اور بحر میں صورت فصد کو داخل کرنے کے لئے اضافہ کیا تھا"۔(2)

ناخن پالش، مہندی سے وضو کا حکم؟

سوال: ناخن پالش اور مہندی سے وضو کا حکم؟

جواب: (1) ناخن پالش تہہ دار ہے یعنی جسامت والی ہے تو وضو نہیں ہوگا۔

1- ردالمحتار، کتاب الطہارۃ، سنن الوضوء، 1/134، دار الفکر بیروت

2- فتاوی رضویہ، 1/321، رضا فاؤنڈیشن لاہور

(2) مہندی دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک وہ کہ جس میں صرف رنگ ہوتا ہے، اس کی موجودگی میں وضو ہو جائے گا۔ اور اگر وہ بھی تہہ دار ہے تو وضو نہیں ہوگا، جب تک کہ اتار نہ لیا جائے۔

(3) بعض خواتین کے ناخنوں میں آٹا پھنس جاتا ہے اور سوکھ جاتا ہے تو اگر اس نے دیکھ لیا اور اسے اتارے بغیر وضو کیا تو وضو نہیں ہوگا۔ اور اگر اسے نہیں دیکھا اور اسے اتارے بغیر وضو کر لیا تو وضو ہو جائے گا۔(1)

تفصیل: النہر الفائق میں ہے:

ولو فی أظفاره طین أو عجین فالفتوی أنه مغتفر قرویا کان أو مدنیا۔(2)

(ترجمہ:)"اور اگر روٹی پکانے والی کے ناخنوں میں آٹا ہو یا مزدور کے ناخنوں میں مٹی ہو تو فتوی اس پر ہے کہ اسے معافی ہے، چاہے وہ شہری یا دیہاتی"۔

فتاوی رضویہ میں ہے:

"اَقولُ وباللہ التوفیق حرج کی تین صورتیں ہیں:

ایک: یہ کہ وہاں پانی پہنچانے میں مضرت ہو جیسے آنکھ کے اندر۔

دوم: مشقت ہو جیسے عورت کی گندھی ہوئی چوٹی۔

سوم: بعد علم واطلاع کوئی ضرر ومشقت تو نہیں مگر اس کی نگہداشت، اس کی دیکھ بھال میں دقت ہے جیسے مکھی مچھر کی بیٹ یا الجھا ہوا گرہ کھایا ہوا بال۔

قسم اول و دوم کی معافی تو ظاہر اور قسم سوم میں بعد اطلاع ازالہ مانع ضرور

1- بعض حضرات نے اس مسئلے کو مطلق بیان کیا اور خواتین کے ناخنوں میں آٹا ہونے سے وضو نہ ہونے کا حکم دے دیا۔ یہ تسامح ہے جس پر نظر ثانی کرنا ضروری ہے۔

2- النہر الفائق، کتاب الطہارۃ، 1/30، دار الکتب العلمیہ بیروت

ہے مثلاً جہاں مذکورہ صورتوں میں مہندی، سرمہ، آٹا، روشنائی، رنگ، بیٹ وغیرہ سے کوئی چیز جمی ہوئی دیکھ پائی تو اب یہ نہ ہو کہ اُسے یوں ہی رہنے دے اور پانی اوپر سے بہادے بلکہ چھڑالے کہ آخر ازالہ میں تو کوئی حرج تھا ہی نہیں تعاہد میں تھا بعد اطلاع اس کی حاجت نہ رہی"۔(1)

دوپٹے پر مسح کرنا کیسا؟

سوال: دوپٹے کے اوپر سے مسح کرنا کیسا ہے؟

جواب: دوپٹے پر مسح کرنے سے اگر تری سر تک پہنچ گئی اور چار انگل کے برابر سر تر ہو گیا تو وضو ہو جائے گا ورنہ نہیں ہو گا۔ لہذا دوپٹے کے نیچے سے سر پر مسح کرنا ضروری ہے۔

تفصیل: المبسوط للسرخسی میں ہے:

(وکذلک المرأة لا تمسح علی خمارها) لحدیث عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا أَنَّهَا أَدْخَلَتْ يَدَهَا تَحْتَ الْخِمَارِ وَمَسَحَتْ بِرَأْسِهَا وَقَالَتْ بِهَذَا أَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ فإن مسحت علی خمارها فنفذت البلة إلی رأسها حتی ابتل قدر الربع أجزأها۔ (2)

(ترجمہ:) "اسی طرح خاتون اپنے دوپٹے کے اوپر سے مسح نہ کرے حضرت عائشہ والی حدیث کی وجہ سے کہ انہوں نے اپنا ہاتھ اپنے دوپٹے کے نیچے ڈال کر اپنے سر کا مسح کیا اور پھر فرمایا: مجھے رسول اللہ نے اسی طرح حکم دیا ہے۔ لہذا اگر دوپٹے کے اوپر سے مسح کیا اور تری سر تک پہنچ گئی حتی کہ سر کا چوتھائی حصہ تر ہو گیا تو وضو ہو جائے گا"۔

1- فتاوی رضویہ، 1/455، رضا فاؤنڈیشن لاہور

2- المبسوط للسرخسی، کتاب الصلاۃ، المسح علی الجوربین، 1/101، دار المعرفۃ بیروت

وِگ کی موجودگی میں وضو کا حکم؟

سوال: وگ لگی ہوئی ہو تو وضو کا حکم؟

جواب: اگر سر پر وِگ لگی ہوئی ہے تو اسے اتار کر وضو کرنا ضروری ہے کیونکہ اس کی موجودگی میں سر پر مسح نہیں ہوگا۔ جیسا کہ ابھی حدیث مبارکہ گزری۔

مصنوعی بال، پلکیں اور ناخن کی صورت میں وضو کا حکم؟

سوال: مصنوعی بال، مصنوعی پلکیں اور ناخن لگے ہوں تو وضو کا حکم؟

جواب: (1) اگر مسح مصنوعی بالوں پر کیا تو وضو نہیں ہوگا۔

(2) مصنوعی پلکوں اور مصنوعی ناخن کی موجودگی میں پانی اصل ناخن اور پلکوں تک نہیں پہنچا تو اس سے بھی وضو نہیں ہوگا۔ لہذا اتار کر ہی وضو کیا جائے۔

ہیئر پلانٹیشن والے بالوں اور ٹیٹو پر مسح کا حکم؟

سوال: ہیئر پلانٹیشن والے بالوں اور ٹیٹو پر مسح کا حکم؟

جواب: (1) ہیئر پلانٹیشن یعنی طبی عمل کے ذریعے اگر بال لگوائے تو ان پر مسح کرنے سے وضو ہو جائے گا کیونکہ یہ جسم کا حصہ بن چکے ہیں۔

(2) ٹیٹو پر مسح کرنے سے مسح ہو جائے گا اور وضو درست ہے۔

تفصیل: امام احمد رضا خان قادری فرماتے ہیں:

"اُقول ہلتا ہوا دانت اگر تار سے جکڑا ہے معافی ہونی چاہئے اگرچہ پانی تار کے نیچے نہ بہے کہ بار بار کھولنا ضرر دے گا نہ اس سے ہر وقت بندش ہو سکے گی"۔(1)

جس جگہ پانی پہنچانے میں حرج اور تکلیف ہو وہاں فقہاء نے پانی پہنچانا لازمی قرار نہیں دیا۔ جیسا کہ سونے یا چاندی کا دانت لگا ہوا ہو اور اس کے اتارنے میں حرج ہو۔

1- فتاوی رضویہ، 1/453، رضا فاؤنڈیشن لاہور

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

ولکن یأخذ سن شاۃ ذکیۃ یشد مکانہا۔ (1)

(ترجمہ:)"لیکن ذبح شدہ بکری کا دانت لگا سکتے ہیں"۔

لہٰذا مذکورہ دونوں مسئلوں میں بال اور ٹیٹو کے اجزاءِ جسم کا حصہ بن چکے ہیں، ان کی موجودگی میں وضو پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ ہیئر پلانٹیشن اور ٹیٹو کا جواز وعدمِ جواز الگ مسئلہ ہے اس کو وضو سے جوڑنا قطعاً درست نہیں ہے، مزید یہ کہ ان دونوں کاموں میں کوئی ناپاک چیزیں بھی استعمال نہیں کی جاتیں، جس کی بنا پر نجاستِ حقیقیہ کی موجودگی میں نماز کے ناجائز ہونے کا فتوی دیں۔ (2)

کیا وضو کرتے وقت لینز اتارنا ضروری ہے؟

سوال: وضو کرتے ہوئے لینز کا اتارنا ضروری ہے؟

جواب: ضروری نہیں ہے؛ کیونکہ آنکھوں کی اندرونی جگہ کو دھونا لازمی نہیں ہے۔

تفصیل: علامہ تمرتاشی لکھتے ہیں:

لاغسل باطن العینین۔ (3)

(ترجمہ:)"آنکھوں کے اندر کو دھونا ضروری نہیں ہے

فتاوی رضویہ میں ہے:

"بالجملہ تمام ظاہر بدن ہر ذرہ ہر رونگٹے پر سر سے پاؤں تک پانی بہنا فرض ہے ورنہ غسل نہ ہوگا مگر مواضع حرج معاف ہیں۔ مثلاً: آنکھوں کے ڈھیلے"۔ (4)

1- ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی اللبس، 6/362، دارالفکر بیروت

2- اس پر بعض لوگوں کو تسامح ہوا، انہیں نظر ثانی کی ضرورت ہے۔

3- تنویر الابصار، کتاب الطہارۃ، ارکان الوضوء، 1/97، دارالفکر بیروت

4- فتاوی رضویہ، 1/452، رضا فاؤنڈیشن لاہور

واٹر پروف کاجل کی صورت میں وضو کا حکم؟

سوال: واٹر پروف کاجل کی صورت میں وضو کا حکم؟

جواب: (1) کاجل اگر جرم دار ہے اور پانی بہنے سے روکتا ہے تو اس صورت میں اگر آنکھوں کے کنارے سے نیچے لگا ہوا ہے تو اسے اتارنا ضروری ہے۔

(2) اگر صرف کناروں پر ہی لگا ہوا ہے تو اس کی موجودگی میں وضو اور غسل ہو جائے گا۔

تفصیل: علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

وكذا لو غمض عينيه شديدا لا يجوز بحر، لكن نقل العلامة المقدسي في شرحه على نظم الكنز أن ظاهر الرواية الجواز، وأقره في الشرنبلالية تأمل۔ (1)

(ترجمہ:) "اسی طرح اگر اپنی آنکھوں کو شدت سے بند کر دیا تو بھی وضو نہیں ہوگا، بحر۔ لیکن علامہ مقدسی سے ان کی کنز کی نظم پر شرح میں ہے: ظاہر الروایہ کے مطابق وضو ہو جائے گا۔ اس کو علامہ شرنبلالی نے برقرار رکھا۔ غور وفکر کر"۔

دلہن اور وضو

دلہن وغیرہ کو چاہئے کہ وہ میک اپ کرنے سے پہلے وضو کر لیں، تاکہ نماز کے وقت میں دوبارہ وضو کی ضرورت نہ پڑے؛ کیونکہ اگر وضو کیا تو سارا میک اپ خراب ہو جائے گا، اسی لئے اس مسئلے کو ذہن نشین کر لینا چاہئے۔

آبِ زم زم سے وضو وغسل کرنا کیسا؟

سوال: آبِ زم زم سے وضو وغسل کرنا کیسا؟

جواب: وضو اور غسل کرنے کے بعد آبِ زم زم سے بطورِ تبرک وضو اور غسل کرنا جائز ہے۔ بے وضو اور بے غسل ہونے کی صورت میں اس مبارک پانی سے وضو اور

1- ردالمحتار، کتاب الطہارۃ، ارکان الوضوء، 1/ 97، دار الفکر بیروت

غسل کرنا مناسب نہیں ہے۔ اور آب زم زم سے استنجاء کرنا یا ناپاکی دور کرنا جائز نہیں ہے۔

تفصیل: علامہ طحطاوی لکھتے ہیں:

یجوز الوضوٗ والغسل بماء زمزم عندنا من غیر کراھۃ بل ثوابہ اکبر وفصل صاحب لباب المناسك آخر الکتاب فقال یجوز الاغتسال والتوضؤ بماء زمزم ان کان علی طھارۃ للتبرك فلا ینبغی أن یغتسل بہ جنب ولا محدث ولا فی مکان نجس ولا یستنجی بہ ولا یزال بہ نجاسۃ حقیقۃ وعن بعض العلماء تحریم ذلك، وقیل إن بعض الناس استنجی بہ فحصل لہ باسور اھـ۔(1)

(ترجمہ:)"زمزم کے پانی سے وضو اور غسل کرنا ہمارے نزدیک جائز ہے بغیر کسی کراہت کے بلکہ اس پر بہت زیادہ ثواب بھی ہے۔ صاحب لباب المناسک نے کتاب کے آخر میں یہ تفصیل بیان کی: زمزم کے پانی سے وضو اور غسل کرنا تبرک کی نیت سے جائز ہے۔ جنبی شخص کا غسل کرنا اور بے وضو کا وضو کرنا مناسب نہیں ہے۔ اور نہ ہی نجس جگہ میں وضو و غسل کرے اور نہ استنجاء کرے۔ اور نہ ہی اس سے نجاست حقیقیہ زائل کرسکتا ہے۔ بعض علماء نے اس کو حرام قرار دیا ہے۔ بعض نے کہا کہ بعض لوگوں نے اس پانی سے استنجاء کیا تو انہیں بواسیر کی بیماری لگ گئی"۔

لیکوریا سے وضو کا حکم؟

سوال: لیکوریا سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں؟

جواب: لیکوریا رحم سے نکلنے والا سفید رنگ کا پانی ہوتا ہے۔

اگر اس میں مذی یا منی یا خون کی آمیزش (ملاوٹ) نہ ہو تو اس سے وضو قطعاً نہیں

1- حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی، کتاب الطہارۃ، مدخل، ص 22، دار الکتب العلمیہ: بیروت

ٹوٹتا۔(1)

بعض اوقات عورت کی بیرونی شرمگاہ سے رطوبت نکلتی ہے وہ بالاتفاق پاک ہے اس کا حکم پسینے جیسا ہے کہ جس طرح پسینہ پاک ہے یہ رطوبت بھی پاک ہے۔

اسی طرح شرمگاہ کے اندر سے بھی پانی نکلتا رہتا ہے اور یہ پانی رحم سے آتا ہے اسی کو لیکوریا کہتے ہیں تو یہ رطوبت امام اعظم ابوحنیفہ کے قول کے مطابق پاک ہے۔ اور یہی مفتی بہ قول ہے۔

تفصیل: علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

وأما رطوبة الفرج الخارج فطاهرة اتفاقا اهـ۔ (2)

(ترجمہ:) "فرج خارج کی رطوبت بالاتفاق پاک ہے" ۔طحطاوی

ایک اور مقام پر تحریر فرماتے ہیں:

(قوله رطوبة الفرج طاهرة) ولذا نقل في التتارخانية أن رطوبة الولد عند الولادة طاهرة، وكذا السخلة إذا خرجت من أمها، وكذا البيضة فلا يتنجس بها الثوب ولا الماء إذا وقعت فيه، لكن يكره التوضؤ به للاختلاف، وكذا الإنفحة هو المختار وعندهما يتنجس، وهو الاحتياط اهـ قلت وهذا إذا لم يكن معه دم ولم يخالط رطوبة الفرج مذي أو مني من الرجل أو المرأة۔ (3)

(ترجمہ:) "شارح کا قول: فرج کی رطوبت پاک ہے۔ اسی لیے تاتارخانیہ

1- اس پر بھی بعض لوگوں کو تسامح ہوا، انہیں نظر ثانی کی ضرورت ہے۔ بعض حضرات نے ردالمحتار سے ابن حجر کا قول نقل کر کے اس رطوبت کو ناپاک قرار دیا جو کہ صریح غلطی ہے۔

مزید یہ کہ جو رطوبت خاتون کی اگلی شرمگاہ سے آتی ہے اگر وہ پلید ہے تو پھر ایسی کون سی رطوبت ہے جو پاک ہے؟ جس پر فقہاء نے صراحت کی ہے!!

2- ردالمحتار، کتاب الطہارۃ، باب الانجاس، 1/313، دار الفکر بیروت

3- ردالمحتار، کتاب الطہارۃ، باب الانجاس، فروع فی الاستبراء، 1/349، دار الفکر بیروت

میں نقل کیا کہ ولادت کے وقت بچے کی رطوبت پاک ہے۔ اسی طرح بکری کا بچہ جب اپنی ماں سے پیدا ہو۔ اسی طرح انڈہ تو اس سے کپڑا پلید نہیں ہوتا اور نہ ہی پانی کہ جب یہ ان میں گر جائیں۔ لیکن وضو کرنا مکروہ ہے اختلاف کی وجہ سے۔ یہی حکم بکری کے دودھ پیتے بچے کے پیٹ سے نکلنے والی چیز کا ہے۔ یہی مختار ہے۔ اور صاحبین کے نزدیک یہ سب پلید ہیں اور یہ احتیاطی قول ہے۔ میں نے کہا: یہ اس صورت میں ہے کہ جب اس کے ساتھ خون اور مذی یا مرد یا عورت کی منی شامل نہ ہو"۔

یہی تحقیق صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ نے فتاوی امجدیہ میں کی ہے۔(1)

حَیض، اِستحاضہ اور نفاس ایک نظر میں (2)

حیض کیا ہے؟

ہر مہینے بالغ عورت کو جو خون آتا ہے اسے حیض (ماہواری، مینسز) کہتے ہیں۔

حَیض کی مدت کتنی ہے؟

ہر مہینے جو خون آتا ہے اس کی کم سے کم مدت تین دن ہے اور زیادہ سے زیادہ مدت دس دن ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی خاتون کو دو دن خون آیا یا ایک دن خون آیا تو وہ حیض کا خون نہیں ہوگا۔ اسی طرح جو دس دن سے زیادہ خون آئے مثلاً بارہ دن خون آیا تو دس دن حیض کے ہیں اور دو دن حیض کے خون میں شمار نہیں ہوں گے۔

حیض کی ابتداء اور انتہاء کب ہوتی ہے؟

لڑکی کے نو سال کے بعد حیض کے خون کا آنا ممکن ہے؛ اس سے پہلے حیض نہیں

1- فتاوی امجدیہ، 1/28، 29، مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر

2- حیض، استحاضہ اور نفاس کے مسائل کی مزید تفصیل اور حوالہ جات کے لئے قانون شریعت، سنی بہشتی زیور، بہار شریعت، فتاوی رضویہ وغیرھا میں ملاحظہ ہوں۔

آسکتا۔ اور یہ حیض کا خون 55 برس تک آتا رہتا ہے اس کے بعد عموماً حیض نہیں آتا۔

نِفاس کیا ہے؟

بچے کی ولادت کے بعد جو خون آتا ہے اسے نفاس کہتے ہیں۔

نفاس کی مدت کتنی ہے؟

نفاس کی کم سے کم کوئی مدت نہیں ہے، یعنی ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ خاتون کو خون ہی نہ آئے۔ اور زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہے۔ یعنی اگر خون ولادت کے وقت سے لے کر چالیس دن تک آیا تو وہ نفاس کا شمار ہوگا اور اگر 45 دن آیا تو یہ پانچ دنوں کا خون نفاس کا نہیں بلکہ استحاضہ (بیماری) کا ہوگا۔

تنبیہ: خواتین نفاس کے خون کو چالیس دن تک شمار کرتی ہیں اور نمازیں چھوڑ دیتی ہیں یہ عمل درست نہیں ہے۔ لہذا اگر 10 دن نفاس کا خون آنے کے بعد بند ہوجائے تو غسل کر کے نماز شروع کردیں۔

استحاضہ کیا ہے؟

بیماری کی وجہ سے جو خون آتا ہے اسے استحاضہ (بیماری) کا خون کہتے ہیں۔

اسی طرح حیض اور نفاس کی مدت کے علاوہ جو خون آتا ہے اسے بھی استحاضہ کہتے ہیں۔

اس کی درج ذیل صورتیں بنتی ہیں جو اکثر وبیشتر پیش آتی ہیں۔

(1) اگر تین دن سے کم یعنی ایک یا دو دن خون آیا تو وہ استحاضہ کا ہے۔

(2) کسی ماہ میں دس دن سے زائد خون آیا مثلاً 13 دن خون آیا تو تین دن استحاضہ کے ہیں۔

(3) نفاس میں اگر چالیس دن سے زیادہ آیا مثلاً 45 دن آیا تو یہ 5 دن استحاضہ کا ہے۔

(4) کسی خاتون کو ہر مہینے مثلاً پانچ دن حیض آنے کی عادت تھی پھر عادت بدل گئی کہ

اب کی بار حیض پانچ دن سے زیادہ آیا تو اس صورت میں اگر پانچ سے دس دن تک آتا رہا تو یہ مکمل خون حیض میں شمار ہوگا۔

(5) اور اگر پانچ سے بارہ دن تک خون آیا تو اب عادت کے خلاف جتنا خون آیا وہ سب استحاضہ میں شمار ہوگا۔ لہذا جب عادت پانچ دن حیض کی تھی اور خون آیا بارہ دن تو یہ سات دن استحاضہ کے خون کے ہیں۔

حیض، نفاس، استحاضہ، بے وضو اور بے غسل کے احکام

(1) حیض اور نفاس کے خون کے دنوں میں نماز نہیں پڑھ سکتے وہ معاف ہے، ان کی قضاء بھی نہیں ہے۔

(2) استحاضہ کے دنوں کی نمازیں ادا کرنی پڑیں گی، اگر ادا نہ کی تو قضاء کرنا لازم ہے۔ مثلاً استحاضہ کی پانچویں صورت میں بارہ دن خون آیا، دس دن تک وہ یہ سمجھتی رہی کہ شاید یہ حیض کا ہے اور نمازیں بھی ترک کردی مگر جب بارہ دن خون آیا تو سات دن استحاضہ کے ہوئے، لہذا اب ان سات دنوں کی قضاء کرنا لازم ہے۔ بلکہ اسے چاہیے کہ گیارویں دن غسل کر کے نماز شروع کردے کہ اب یقین ہو چکا ہے کہ خون استحاضہ کا ہے۔

(3) حیض اور نفاس کے دنوں میں قرآن پڑھنا، قرآن کو بلا حائل ہاتھ لگانا اور مسجد میں جانا منع ہوتا ہے۔ ہاں دعا، ذکر واذکار اور درود شریف وضو کر کے پڑھ سکتی ہیں۔

(4) حیض اور نفاس کے دنون میں میاں بیوی کا ہمبستری کرنا بھی ممنوع ہے بلکہ کبیرہ گناہ ہے۔ البتہ ناف سے گھٹنے کے علاوہ بدن کے دیگر حصے سے نفع لینا جائز ہے۔

(5) نماز پڑھتے ہوئے یا روزے کی حالت میں حیض اور نفاس کا خون آگیا تو نماز اور روزہ ٹوٹ گیا، پاک ہونے کے بعد نمازوں کی قضاء نہیں ہے مگر روزے کی قضاء لازم ہوگی۔

(6) بے غسل کا قرآن پڑھنا، ہاتھ لگانا اور مسجد میں جانا منع ہے۔

(7) بے وضو قرآن کو ہاتھ نہیں لگا سکتے مگر زبانی یا بغیر ہاتھ لگائے پڑھ سکتے ہیں۔ مسجد میں بھی جا سکتے ہیں۔

اگر بچہ ضائع ہو گیا تو خون نفاس کا ہوگا یا نہیں؟

سوال: اگر بچہ ضائع ہو گیا تو خون حیض کا ہوگا یا نفاس کا ہوگا؟

جواب: اگر حمل کو چار ماہ گزر چکے ہیں تو وہ خون نفاس کا ہے۔ اور اگر چار ماہ سے کم کا بچہ ضائع ہوا تو اس کے بعد جو خون آیا اور وہ تین دن تک جاری رہا تو وہ حیض کا ہوگا بشرطیکہ اس سے پہلے پندرہ دن پاکی کے گزر چکے ہوں۔ وگرنہ وہ استحاضہ کا ہوگا۔ یعنی بچہ چار ماہ سے کم کا ہے اور حمل ساقط ہو گیا تو خون تین دن سے کم آیا تو استحاضہ کا ہے۔ اسی طرح اگر حمل ساقط ہونے سے پہلے پاکی کو پندرہ دن نہیں گزرے تو بھی یہ خون استحاضہ کا ہوگا۔

تفصیل: فتاوی عالمگیری میں ہے:

والسقط إن ظهر بعض خلقه من أصبع أو ظفر أو شعر ولد فتصير به نفساء هكذا في التبيين وإن لم يظهر شيء من خلقه فلا نفاس لها فإن أمكن جعل المرئي حيضا يجعل حيضا وإلا فهو استحاضة۔ (1)

(ترجمہ:) "بچہ ساقط ہونے کی صورت میں اگر اس کے بعض اعضاء جیسے انگلی، ناخن، بال بن چکے ہیں تو جو خون آیا وہ نفاس کا ہوگا۔ اسی طرح تبیین میں ہے۔ اور اگر اس کے اعضاء ظاہر نہیں ہوئے تو وہ نفاس کا نہیں ہوگا۔ اب اگر اس کو حیض بنانا ممکن ہے تو حیض کا خون ہے وگرنہ استحاضہ کا ہے"۔

حیض اور نفاس والی خاتون کا کھانا پکانا کیسا؟

سوال: حیض اور نفاس والی خاتون کا کھانا پکانا کیسا ہے؟

جواب: کھانا پکا سکتی ہے، اس کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا کھانا بھی جائز ہے اور اکٹھے بیٹھ کر بھی

1- فتاوی عالمگیری، کتاب الطہارۃ، الباب السادس، الفصل الثالث، 1 / 37، دار الفکر بیروت

کھا سکتی ہے۔ بلکہ ایسے ایام میں اس سے نفرت کرنا اور برتن وغیرہ الگ کر دینا شریعت کے نزدیک ناپسندیدہ فعل ہے، بلکہ یہودیوں کی مشابہت کی وجہ سے گناہ ہے۔

بے غسل اور حیض والی خاتون کے کپڑوں کا حکم؟

سوال: بے غسل اور حیض والی خاتون کے کپڑوں کا حکم؟

جواب: حیض ونفاس کا خون اور جنبی (بے غسل) شخص کا ناپاک پانی (منی) جہاں پر لگی ہے صرف وہی جگہ ناپاک ہے اور صرف اُسی جگہ کا دھونا ضروری ہے۔ اسی طرح اگر بے غسل شخص نے جسم پر لگی پلیدگی صاف کر کے بغیر غسل کیے کوئی اور کپڑے پہن لیے تو وہ کپڑے ناپاک نہیں ہوں گے۔ یعنی جسم اگرچہ نجس حکمی ہے مگر کپڑے ناپاک نہیں ہوں گے۔

موبائل میں موجود قرآن کو چھونا کیسا؟

سوال: بے وضگی کی حالت میں موبائل میں موجود قرآن کو چھونا کیسا ہے؟

جواب: موبائل میں موجود قرآن پاک کو بغیر وضو پڑھنا اور چھونا، ہاتھ لگانا جائز ہے۔

تفصیل: یہ اس طرح ہے کہ ایک کاغذ پر قرآن لکھا ہو اور وہ کسی شیشے کی نیچے رکھا ہو، تو اس صورت میں شیشے کو ہاتھ لگانا جائز ہے۔ موبائل کی اسکرین بھی شیشے کی طرح ہے۔

فتاوی عالمگیری میں ہے:

حرمة مس المصحف لا یجوز لهما وللجنب والمحدث مس المصحف إلا بغلاف متجاف عنه كالخريطة والجلد الغير المشرز لا بما هو متصل به۔ (1)

(ترجمہ:) "قرآن چھونے کی حرمت بھی ہے۔ حیض ونفاس والی کے لئے،

1- فتاوی عالمگیری، کتاب الطہارۃ، الباب السادس، الفصل الرابع، 1/ 39، دار الفکر بیروت

جنبی کے لئے ،اور بے وضو کے لئے قرآن چھونا جائز نہیں۔مگر ایسے غلاف کے ساتھ جو اس سے الگ ہو جیسے جزدان اور وہ جلد جو قرآن کے ساتھ لگی ہوئی نہ ہو، اس غلاف کے ساتھ چھونا جائز نہیں جو مصحف سے جڑا ہوا ہو"

بے وضواور بے غسل کی حالت میں قرآن سننا کیسا؟

سوال: بے وضواور بے غسل کی حالت میں قرآن سننا جائز ہے؟

جواب: جائز ہے، شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔

گھریلو ناپاک اشیاء کو پاک کرنے کا طریقہ؟

سوال: گھر میں موجود مختلف اشیاء کو پاک کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: چٹائی، قالین کو پاک کرنا: جو چیز نچوڑنے کے قابل نہیں ہے جیسے چٹائی، قالین، گدے، روئی دار لحاف، کمبل، دری، جوتا وغیرہ اس کو دھو کر چھوڑ دیں کہ پانی ٹپکنا بند ہو جائے۔ یونہی دو مرتبہ اور دھوئیں، تیسری مرتبہ جب پانی ٹپکنا بند ہو گیا وہ چیز پاک ہو گئی۔ اسی طرح ریشمی کپڑا جو اپنی نازکی کے سبب نچوڑنے کے قابل نہیں اسے بھی یونہی پاک کیا جائے گا۔

کپڑے کو پاک کرنا: کپڑا اور اس جیسی دوسری چیزیں جو نچوڑی جاسکتی ہیں انہیں پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ تین دفعہ دھوئیں اور ہر دفعہ اپنی طاقت کے مطابق اسے نچوڑیں تو وہ پاک ہو جائے گا۔

دوسرا آسان طریقہ یہ ہے کہ اسے نل کے نیچے لے کر پانی بہاتی رہیں اور ملتی رہیں حتی کہ یقین ہو جائے کہ ناپاکی دور ہو گئی ہو گی۔تو اس طرح وہ چیز پاک ہو جائے گی۔

موٹے کپڑوں کو پاک کرنا: بعض موٹے ایسے کپڑے ہوتے ہیں کہ جنہیں نچوڑا تو جاسکتا ہے مگر دو تین شخص مل کر نچوڑ سکتے ہیں، جیسے موٹی جائے نماز تو ایسی چیز کے لئے یہی دوسرا طریقہ ہی اپنایا جائے اور اسے پاک کیا جائے۔

گدا ناپاک ہو گیا تو اسے دھونے سے خراب ہونے کا اگر قوی اندیشہ ہو تو ایسی

صورت میں اس گدے کے اوپر اضافی کپڑا رکھ دیں یا اس کی شیٹ بدل دیں۔

صاف شفاف چیزوں کو پاک کرنا: شیشہ وغیرہ اگر ناپاک ہو جائے تو پانی سے بھی پاک کر سکتے ہیں اور انہیں گیلے کپڑے سے صاف کر دیں تب بھی وہ پاک ہو جائے گی۔

دیواریں، فرنیچر کو پاک کرنا: دیواریں، اینٹ، بلاک، دروازے، کھڑکیاں، فرنیچر اگر ناپاک ہو جائیں تو اس کی دو صورتیں ہیں۔ اگر دیوار اور لکڑی میں پانی جذب ہوتا ہو تو ان پر تین دفعہ پانی ڈال دیا جائے، اور ہر دفعہ میں خشک کر دیا جائے۔ اور اگر ان میں پانی جذب نہیں ہوتا تو ایک ہی دفعہ صحیح دھو کر خشک کر لیا جائے تو وہ پاک ہیں۔

چینی، پیتل کے برتن کو پاک کرنا: چینی کے برتن یا لوہے، تانبے، پیتل، اسٹیل وغیرہ دھاتوں کی ایسی چیزیں جن میں نجاست جذب نہیں ہوتی انھیں فقط ایک بار دھو لینا کافی ہے۔ اور خشک کرنا ضروری نہیں ہے۔

فتاوی عالمگیری میں ہے:

وإن كانت غير مرئية يغسلها ثلاث مرات كذا في المحيط ويشترط العصر في كل مرة فيما ينعصر ويبالغ في المرة الثالثة...

وما لا ينعصر يطهر بالغسل ثلاث مرات والتجفيف في كل مرة الأرض أو الشجر إذا أصابته النجاسة فأصابه المطر ولم يبق لها أثر يصير طاهرا...

الأرض إذا تنجست ببول واحتاج الناس إلى غسلها فإن كانت رخوة يصب الماء عليها ثلاثا فتطهر وإن كانت صلبة قالوا يصب الماء عليها وتدلك ثم تنشف بصوف أو خرقة يفعل كذلك ثلاث مرات فتطهر وإن صب عليها ماء كثير حتى تفرقت النجاسة ولم يبق ريحها ولا لونها وتركت حتى جفت تطهر كذا في فتاوى قاضي خان...

حصير أصابته نجاسة فإن كانت النجاسة يابسة لا بد من الدلك حتى

تلين وإن كانت رطبة إن كان الحصير من قصب أو ما أشبهه يطهر بالغسل ولا يحتاج فيه إلى شيء آخر...

إذا وقع على الحديد الصقيل الغير الخشن كالسيف والسكين والمرآة ونحوها نجاسة من غير أن يموه بها فكما يطهر بالغسل يطهر بالمسح بخرقة طاهرة۔ (1)

(ترجمہ:) "اگر نجاست غیر مرئی ہو تو اس کو تین مرتبہ دھوئے، اسی طرح محیط میں ہے۔ اور ہر مرتبہ نچوڑنا بھی شرط ہے اور تیسری مرتبہ میں مبالغہ کرے۔ جو چیز نچوڑی نہیں جا سکتی اسے تین مرتبہ دھویا جائے گا اور ہر مرتبہ میں خشک کرنا ہوگا۔۔۔۔ زمین یا درخت جب ان کو نجاست لگ جائے، اس پر بارش برسی حتی کہ نجاست کا اثر چلا گیا تو وہ پاک ہو جائے گی۔

زمین جب پیشاب سے ناپاک ہو جائے، لوگ اس کو دھونے کے لئے محتاج ہیں تو اگر زمین نرم ہے تو اس پر تین مرتبہ پانی بہا دے تو وہ پاک ہو جائے گی۔ اور اگر زمین سخت ہے تو اس پر پانی ڈال کر اسے ملا جائے پھر روئی یا کپڑے سے صاف کیا جائے، اس طرح تین مرتبہ کرے تو وہ پاک ہو جائے گی۔ اور اگر اس پر کثیر مقدار میں پانی ڈال دیا حتی کہ نجاست دور ہو گئی اور اس کی بو اور رنگ باقی نہ رہے تو اس کو چھوڑ دے حتی کہ وہ خشک ہو جائے تو وہ پاک ہے۔ اسی طرح قاضی خان میں ہے۔

چٹائی پلید ہو گئی تو اگر نجاست خشک ہے تو اس کو ملنا ضروری ہے حتی کہ وہ نرم ہو جائے اور اتر جائے۔ اگر نجاست تر ہے تو اگر چٹائی بانس یا اس جیسی چیز ہے تو اسے دھو کر پاک کیا جائے اور اس میں دوسری شی کی محتاجی نہیں ہے۔

جب نجاست واقع ہو جائے غیر کھردرے اور صاف لوہے پر مثلاً تلوار،

1- فتاوی عالمگیری، کتاب الطہارۃ، الباب السابع، الفصل الاول، 1/ 42 وما بعدہا، دار الفکر بیروت

چھری، شیشہ وغیرہ اور نجاست اس میں جذب نہیں ہوئی تو جیسے دھوکر ان کو پاک کیا جاسکتا ہے اسی طرح پاک کپڑے سے پونچھ کر پاک کر سکتے ہیں"۔

الدر المختار میں ہے:

وغسل ومسح والجفاف مطهر... ونحت وقلب العين والحفر يذكر

ودبغ وتخليل ذكاة تخلل... وفرك ودلك والدخول التغور

تصرفه في البعض ندف ونزحها... ونار وغلي غسل بعض تقور (1)

نجاست کا دھبہ ختم کرنا ضروری ہے؟

سوال: کیا ناپاکی کا دھبہ اتارنا ضروری ہے؟

جواب: ناپاک چیز کو اچھی طرح دھویا حتی کہ اس کی بو اور ذائقہ ختم ہوگیا مگر دھبہ، رنگ موجود ہے تو وہ چیز پاک ہوجائے گی۔ پاک کرنے کے لئے دھبے کا اترنا لازمی نہیں ہے۔

تفصیل: علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

لو كان بعين النجاسة كالدم وجب زوال عينه وطعمه وريحه ولا يضر بقاء لونه كما هو ظاهر من مسألة الميتة أفاده ح۔ (2)

(ترجمہ:) "اگر نجاست جرم دار ہو جیسے خون تو اس کے عین، ذائقے اور بو کو زائل کرنا ضروری ہے اور اس کا رنگ کا باقی رہنا نقصان نہیں دے گا جیسا کہ مردار کے مسئلے سے ظاہر ہے، اس کا افادہ علامہ طحطاوی نے کیا"

بچے کی الٹی اور پیشاب ناپاک ہے؟

سوال: بچے کی الٹی اور پیشاب ناپاک ہے؟

جواب: (1) بچے کی الٹی یا دودھ جو اس نے پیا تھا اور واپس الٹی کی صورت میں نکال دیا

1- ردالمحتار، کتاب الطہارۃ، باب الانجاس، 1/315، دار الفکر بیروت

2- ردالمحتار، کتاب الطہارۃ، باب الانجاس، 1/339، دار الفکر بیروت

تو اگر منہ بھر کر الٹی کی یعنی اتنی کہ جسے وہ روک نہ سکا اور باہر نکال دی۔ تو وہ الٹی ناپاک ہے جس کپڑے پر لگی وہ کپڑا ابھی ناپاک ہے۔

(2) بچے کا پیشاب بھی ناپاک ہے۔

تفصیل: جامع لاحکام الصغار میں ہے:

وفي التجنيس صبي ارتضع من أمه ثم قاء فأصاب ثياب الأم، إن كان ملء فيه فهو نجس فإن زاد على قدر الدرهم يمنع جواز الصلاة۔ (1)

(ترجمہ:) "تجنیس میں ہے: بچے نے ماں کا دودھ پیا پھر الٹی کردی اور وہ ماں کے کپڑوں کو لگ گئی تو اگر الٹی منہ بھر کر ہے تو وہ پلید ہے اور ایک درہم کی مقدار سے زیادہ ہے تو نماز ادا نہیں کر سکتی"۔

فتاوی عالمگیری میں ہے:

(ومنها القيء) لو قلس ملء فيه مرة أو طعاما أو ماء نقض كذا في المحيط والحد الصحيح في ملء الفم أن لا يمكنه إمساكه إلا بكلفة ومشقة كذا في محيط السرخسي مايخرج من بدن الإنسان إذا لم يكن حدثا لا يكون نجسا كالقيء القليل والدم۔ (2)

(ترجمہ:) "ان میں سے الٹی ہے۔ اگر ایک مرتبہ منہ بھر الٹی آئی کھانے کی یا پانی کی تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ اسی طرح محیط میں ہے۔ منہ بھر کی صحیح مقدار یہ ہے کہ اس کو مشقت اور تکلیف سے روک پائے۔ اسی طرح محیط سرخسی میں ہے۔ جو انسان کے بدن سے نکلتا ہے جب اس سے بے وضو نہ ہو تو وہ چیز پلید بھی نہیں ہے جیسا کہ تھوڑی الٹی اور تھوڑا خون"۔

*****

1- جامع لاحکام الصغار، مسائل الطہارۃ، ص 32، دار الفضیلۃ بیروت

2- فتاوی عالمگیری، الباب الاول، الفصل الخامس، 1/ 11، دار الفکر بیروت

پانچواں باب:
نماز کے متعلق اہم وجدید مسائل

نماز کی شرائط، فرائض، واجبات، مکروہات، مُفسِدات ایک نظر میں (1)

نماز کی شرائط: (1) طہارت (پاکیزگی): نمازی کے بدن، لباس اور جس جگہ نماز ادا کررہی ہے ان کا ہر قسم کی نجاست سے پاک ہونا ضروری ہے۔ اگر پلید جگہ پر اتنا موٹا کپڑا بچھا کر نماز پڑھی جس سے نجاست اوپر تک سرایت نہیں کرتی تو نماز ہوجائیگی۔

(2) بدن کو چھپانا: خاتون کا چہرے، ہاتھ اور پاؤں کے علاوہ تمام بدن بشمول سر کے لٹکے ہوئے بالوں کا ڈھانپنا۔ نوٹ: جن اعضا کو چھپانا فرض ہے ان میں سے کوئی چوتھائی حصے سے زیادہ کھل گیا اور فوراً چھپالیا تو نماز ہوگئی اور اگر تین مرتبہ سبحان اللہ (تقریباً چار سیکنڈ) کی مقدار کھلا رہا تو نماز نہیں ہوگی۔

(3) قبلہ رُخ ہونا: جو عینِ کعبہ کی طرف رخ نہیں کرسکتا اس کیلئے جہتِ کعبہ کو منہ کرلینا کافی ہے۔ جہتِ کعبہ کی طرف منہ کرنے سے مراد ہے کہ عینِ کعبہ سے 45 ڈگری دائیں اور 45 ڈگری بائیں طرف چہرہ اگر رہا تو نماز ہوگئی ورنہ نہیں۔ اگر ایسے مقام پر ہے جہاں جہتِ قبلہ معلوم کرنا ممکن نہ ہو تو سوچ وبچار کر کے نماز ادا کرے۔

(4) وقت: تین اوقات نماز کیلئے مکروہ ہیں: 1) طلوع آفتاب سے 16 منٹ بعد تک۔ 2): غروبِ آفتاب سے 16 منٹ پہلے سوائے اس دن کی عصر کے۔ 3): عین سورج کے خطِ استواء پر آنے کے وقت۔ ان تین اوقات میں فرائض ونوافل و

1- نماز کے مسائل کی مزید تفصیل اور حوالہ جات کے لئے قانونِ شریعت، سنی بہشتی زیور، بہار شریعت، فتاوی رضویہ وغیرھا میں ملاحظہ ہوں۔

سجدہ تلاوت ممنوع ہیں۔

نمازوں کے اوقات کا دورانیہ: سورج کے زوال کے بعد ظہر کا وقت شروع ہوجاتا ہے اور یہ عصر تک رہتا ہے (سردیوں میں تقریباً ساڑھے تین گھنٹے اور گرمیوں میں تقریباً ساڑھے چار گھنٹے ظہر کا وقت ہوتا ہے)۔ عصر کا وقت مغرب تک (تقریباً ایک گھنٹہ)۔ اور مغرب کا وقت عشاء تک (تقریباً سوا گھنٹہ)۔ اور عشاء کا وقت صبح صادق تک رہتا ہے (تقریباً آٹھ گھنٹے)۔ صبح صادق سے سورج کے طلوع ہونے تک فجر کا وقت رہتا ہے (تقریباً ایک گھنٹہ)۔

(5) نیت: دل کے پختہ ارادے کو کہا جاتا ہے زبان سے نیت کرنا مستحب ہے۔ فرض، واجب نماز کی نیت ضروری ہے۔ سُنن ونوافل کیلئے فقط نماز کی نیت کافی ہے۔

نماز کے فرائض: (1) تکبیر تحریمہ: نماز شروع کرنے کیلئے اللہ اکبر کہنا۔

(2) قیام: نفل اور سنت کے علاوہ تمام نمازوں کی ہر رکعت میں قیام فرض ہے، بغیر عذر کے بیٹھ کر نماز پڑھی تو ادا نہ ہوگی۔

(3) قراءت: قراءت کا مطلب ہے کہ تمام حروف مخارج سے ادا کیے جائیں اور آہستہ پڑھنے میں اتنا ضروری ہے کہ خود سنے اگر اتنا آہستہ پڑھا کہ خود بھی نہ سنا تو نماز نہ ہوگی جبکہ شور وغل نہ ہو۔ ☆ فرض کی پہلی دو رکعتوں میں، سنت، نفل اور وتر کی ہر رکعت میں ایک آیت (جو تین چھوٹی آیات کے برابر ہو) یا چھوٹی سورت یا تین چھوٹی آیات کا پڑھنا فرض ہے، چاہے امام ہو یا اکیلا نماز پڑھنے والا۔ ☆ مقتدی کا کسی رکعت میں امام کے پیچھے قراءت کرنا جائز نہیں۔

(4) رکوع: خواتین اپنی کمر کو اتنا جھکائیں کہ ان کے ہاتھ گھٹنوں کو لگ جائیں۔

(5) سجود: ہر رکعت میں دو بار سجدہ کرنا فرض ہے۔ کسی نرم چیز مثلاً گھاس، روئی، گدے وغیرہ پر سجدہ کیا اگر پیشانی جم گئی کہ اب مزید دبانے سے نہ دبے تو سجدہ ہوجائیگا ورنہ نہیں۔

(6) قَعدہِ اُخیرہ: نماز کی رکعتیں پوری کرنے کے بعد تشہد کی مقدار بیٹھنا فرض ہے۔

(7) خُروج بِصُنعِہ: قعدہ اخیرہ کے بعد مثلاً سلام پھیر کر نماز ختم کر دینا۔

نماز کے چند واجبات: (1) فرضوں کی تیسری چوتھی رکعت کے علاوہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھنا۔ (2) سورہ فاتحہ کے ساتھ سورۃ کی قراءت کرنا۔ (3) قومہ (رکوع کے بعد کھڑا ہونا)۔ (4) جلسہ (دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا)۔ (5) قعدہِ اُولی۔ (6) فرض، وتر اور سنن مؤکدہ کے قعدہ اولی میں التحیات "عبدہ ورسولہ" تک پڑھنا۔ (7) وتر میں دعا قنوت پڑھنا اور تکبیر قنوت کہنا۔ (8) دونوں طرف سلام پھیرنا۔ (9) خاتون کا آہستہ قراءت کرنا۔

نماز کے مکروہاتِ تحریمیہ: (1) کپڑے یا بدن کے ساتھ کھیلنا۔ (2) سجدے میں جاتے وقت کپڑے سمیٹنا۔ (3) سدل (سر یا کندھوں پر اسطرح کپڑا ڈالنا کہ دونوں کنارے لٹکتے ہوں)۔ (4) کپڑے کو فولڈ کرنا: آستین، شلوار کے پائنچے اور نیفہ اس میں داخل ہیں۔ (5) حاجتِ طبعی (پیشاب، پخانے) کی شدت کے ساتھ نماز پڑھنا۔ (6) انگلیاں چٹخانا۔ (7) چہرہ پھیر کر ادھر اُدھر دیکھنا (صرف کنکھیوں سے ادھر اُدھر دیکھنا مکروہ تنزیہی ہے)۔ (8) کسی شخص کے منہ کے سامنے نماز پڑھنا۔

نماز کے مفسدات (توڑنے والی چیزیں): (1) بات چیت کرنا، تھوڑی ہو یا زیادہ، بھول کر ہو یا جان بوجھ کر۔ (2) سلام کرنا یا جواب دینا، اس کے علاوہ کسی بھی بات کا زبان سے جواب دینا، جیسے اچھی خبر پر الحمد للہ کہنا۔ (3) روکنے پر اختیار کے باوجود درد کی وجہ سے آہ، اوہ، اُف کرنا۔ (4) قرآن پاک کو دیکھ کر پڑھنا۔ (5) عمل کثیر یعنی ایسا کام کرنا کہ دیکھنے والا شخص سمجھے کہ یہ نماز نہیں پڑھ رہی جیسے دونوں ہاتھوں سے اس طرح خارش کرنا دیکھنے والے کو لگے کہ یہ نماز میں نہیں ہے۔ (6) قبلہ سے سینہ پھیرنا۔ (7) اتنی آواز سے ہنسنا کہ خود کو آواز سنائی دے۔ (8) اتنا ہنسنا کہ دوسرے کو بھی

سنائی دے تو نماز اور وضو دونوں ٹوٹ گئے۔ (9) بے وضو یا بے غسل ہونا یا حیض ونفاس کا آنا۔

نماز کی شرائط، فرائض، واجبات اور مکروہات میں کیا فرق ہے؟

سوال: نماز کی شرائط، فرائض، واجبات اور مکروہات میں کیا فرق ہے؟

جواب: (1) نماز کی شرائط میں سے اگر کوئی ایک شرط بھی رہ گئی تو نماز سرے سے نہیں ہوگی۔ مثلاً کعبہ کی طرف منہ کرنا شرط ہے تو اس نے جان بوجھ کر دوسری طرف منہ کر کے یا سوچ وبچار کے بغیر کسی دوسری جانب منہ کر کے نماز پڑھی تو نماز نہیں ہوگی۔ اسی طرح نماز پڑھ لی بعد میں یاد آیا کہ بغیر وضو یا غسل کے نماز پڑھی تھی، تو نماز لوٹانی پڑے گی۔ اسی طرح باقی شرائط کا حکم ہے۔

(2) نماز کے فرائض میں سے اگر کوئی فرض چھوٹ گیا اور نماز سے فارغ ہو چکی ہے تو اس کی نماز بالکل نہیں ہوگی اور نئے سرے سے ادا کرنی پڑے گی۔ جیسے دو یا تین یا چار رکعت والی نماز میں اگر کوئی ایک رکوع چھوٹ گیا اور نماز مکمل کر لی اور چلی گئی، پھر بعد میں یاد آیا تو اسے پوری نماز دوبارہ ادا کرنی ہوگی۔

(3) نماز کے فرائض میں سے اگر کوئی فرض چھوٹ گیا، ابھی وہ نماز میں ہی ہے یا سلام پھیر چکی ہے مگر کسی سے بات نہیں کی یا قبلہ سے اپنا منہ اور سینہ نہیں پھیرا تو ان دونوں صورتوں میں وہ اسی وقت بغیر نماز دہرائے چھوٹا ہوا فرض پڑھے گی اور سجدہ سہو کرے گی۔ جیسے کوئی ایک سجدہ رہ گیا، اسے نماز میں یاد آیا یا دونوں سلام پھیرنے کے بعد یاد آیا تو وہ یاد آتے وقت یا دوسری التحیات تشہد تک پڑھنے کے بعد وہ چھوٹا ہوا فرض سجدہ کر کے پھر سجدہ سہو کرے گی۔

(4) نماز کے واجبات میں سے اگر کوئی واجب چھوٹ جائے تو آخر میں سجدہ سہو کرنا لازم ہوتا ہے۔ اور اگر سجدہ سہو نہیں کیا تو نماز مکروہِ تحریمی کے ساتھ مکمل ہو جائے گی مگر اسے لوٹانا لازم ہوگا۔ نماز کے واجبات میں سے کوئی واجب چھوٹ گیا تو اس

کو پورا کرنے کے لئے واپس نہ آئے بلکہ اپنی نماز جاری رکھے اور آخر میں سجدہ سہو کرے۔ جیسے پہلی التحیات اور تشہد چھوٹ گئی یا دعائے قنوت بھول گئی اور رکوع میں چلی گئی۔ مگر جب سورہِ فاتحہ کے بعد سورت ملانا بھول گئی تو اگر رکوع میں ہے تو واپس لوٹ کر سورت ملائے اور دوبارہ رکوع کرے اور آخر میں سجدہ سہو کرے۔ اور اگر رکوع کرلیا تو اب تیسری یا چوتھی رکعت میں سورت ملائے اور آخر میں سجدہ سہو کرے گی اور نماز مکمل ہوجائے گی۔

(5) نماز کے مکروہات میں سے اگر کسی مکروہ کا ارتکاب کرلیا تو نماز کراہتِ تحریمی کے ساتھ ہوجائے گی مگر ایسی نماز کو دوبارہ پڑھنا لازم ہوگا۔ اگر نہ پڑھی تو فرض ساقط ہوجائے گا مگر گناہ گار ہوگی۔ جیسے بدن یا لباس سے کھیلنا۔ جان بوجھ کر مکروہِ تحریمی کے ارتکاب پر سجدہ سہولازم نہیں ہوتا بلکہ نماز ہی لوٹانا واجب ہوتی ہے۔ اگر وقت باقی ہے تو اسی وقت میں اس نماز کو لوٹایا جائے اور اگر وقت ختم ہوجائے تب بھی اس نماز کا اعادہ لازم ہے۔

(6) نماز کی توڑنے والی چیزوں میں سے اگر کوئی ایک چیز پائی گئی تو اب نماز کی آگے ادائیگی نہیں ہوسکتی مگر یہ کہ جب وضو ٹوٹنے کے بعد نماز کی بناء کی صورتیں پائی جائیں تو اس صورت میں بناء ہوسکتی ہے ورنہ وہ نماز دوبارہ سے پڑھنی ہوگی۔ (1)

نماز کی رکعتیں ایک نظر میں

نماز تہجد: کم از کم دو نفل ہیں۔ آٹھ رکعتیں ادا کرنا سنتِ نبوی ہے۔ زیادہ کی کوئی حد نہیں۔ نمازِ تہجد کے لئے عشاء کی نماز کے بعد سونا ضروری ہے، اگرچہ ایک منٹ کا سونا بھی کافی ہے۔

نماز فجر: دو سنت مؤکدہ اور دو فرض۔

نماز اشراق: کم از کم دو رکعتیں، زیادہ کی کوئی حد نہیں۔

نماز چاشت: کم از کم دو رکعتیں، زیادہ کی کوئی حد نہیں۔

نمازِ ظہر: اول چار سنت مؤکدہ۔ پھر چار فرض۔ پھر دو سنت مؤکدہ اور آخر میں دو نفل۔

نمازِ عصر: چار سنتِ غیر مؤکدہ۔ چار فرض۔

نمازِ مغرب: تین فرض۔ دو سنت مؤکدہ۔ دو نفل۔

نمازِ اوّابین: مغرب کے فرض کے بعد چھ رکعتیں نفل۔

نمازِ عشاء: اول چار سنت غیر مؤکدہ۔ پھر چار فرض۔ پھر دو سنت مؤکدہ۔ پھر دو نفل۔ پھر تین وتر۔ پھر دو نفل۔

نمازِ جمعہ: اول چار سنتِ مؤکدہ۔ پھر دو فرض۔ پھر چار سنتِ مؤکدہ۔ پھر دو سنت غیر مؤکدہ اور دو نفل۔

فرض، سنت مؤکدہ وغیر مؤکدہ، وتر اور نفل ادا کرنے کا طریقہ

فرض: (1) فرض کی پہلی رکعت میں ثناء، سورت فاتحہ اور سورت ملانا۔ اور دوسری رکعت میں سورت فاتحہ اور سورت ملانا ہوتا ہے۔ (2) جبکہ فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں صرف سورت فاتحہ پڑھنی ہوتی ہے ثناء اور سورت نہیں ہوتی۔ (3) کوئی بھی فرض ہو اس میں پہلی التحیات "عبدہ ورسولہ" تک پڑھنا ہوتا ہے۔

سنتِ مؤکدہ: یہ فرض کی طرح پڑھتے ہیں، مگر تیسری اور چوتھی رکعت میں سورت فاتحہ کے ساتھ سورت بھی ملاتے ہیں۔ باقی فرض والا ہی طریقہ ہے۔

سنتِ غیر مؤکدہ اور نفل: ان دونوں کا ایک طریقہ ہے۔ (1) پہلی رکعت میں ثناء، سورت فاتحہ اور سورت ملانا، دوسری رکعت میں سورت فاتحہ اور سورت ملانا ہوتا ہے۔ (2) پہلی التحیات "عبدہ و رسولہ" سے آگے درود بھی پڑھنا ہوتا ہے۔ (3) تیسری رکعت میں دوبارہ ثناء، سورت فاتحہ اور سورت ملانا اور چوتھی رکعت میں سورتِ فاتحہ اور سورت ملانا ہوتا ہے۔

وِتر: پہلی رکعت میں ثناء، سورت فاتحہ اور سورت ملانا، دوسری رکعت میں سورت

فاتحہ، سورت ملانا، تیسری رکعت میں سورت فاتحہ اور سورت پڑھنے کے بعد ہاتھ اٹھا کر تکبیر کہہ کر دعائے قنوت پڑھنا۔ پہلی التحیات "عبدہ و رسولہ" تک پڑھنی ہوتی ہے۔

مرد و عورت کی نماز میں کیا فرق ہے؟

سوال: مرد اور عورت کی نماز میں کیا فرق ہے؟

جواب: مرد و عورت کی نماز میں تیرہ لحاظ سے فرق کیا جاتا ہے۔ (1)

1- ردالمحتار میں ہے: "قوله (وحررنا في الخزائن أنها تخالف الرجل في خمسة وعشرين) ذلك حيث قال تنبيه ذكر الزيلعي أنها تخالف الرجل في عشر، وقد زدت أكثر من ضعفها ترفع يديها حذاء منكبيها، ولا تخرج يديها من كميها، وتضع الكف على الكف تحت ثديها، وتنحني في الركوع قليلا، ولا تعقد ولا تفرج فيه أصابعها بل تضمها وتضع يديها على ركبتيها، ولا تحني ركبتيها، وتنضم في ركوعها وسجودها، وتفترش ذراعيها، وتتورك في التشهد وتضع فيه يديها تبلغ رءوس أصابعها ركبتيها، وتضم فيه أصابعها، وإذا نابها شيء في صلاتها تصفق ولا تسبح، ولا تؤم الرجل، وتكره جماعتهن، ويقف الإمام وسطهن، ويكره حضورها الجماعة وتؤخر مع الرجال، ولا جمعة عليها، لكن تنعقد بها، ولا عيد، ولا تكبير تشريق، ولا يستحب أن تسفر بالفجر، ولا تجهر في الجهرية، بل لو قيل بالفساد بجهرها لأمكن بناء على أن صوتها عورة وأفاده الحدادي أن الأمة كالحرة إلا في الرفع عند الإحرام فإنها كالرجل اهـ

أقول وقوله ولا تحني ركبتيها صوابه وتحني بدون لا كما قدمناه عن المعراج عند قول الشارح في الركوع ويسن أن يلصق كعبيه، وقوله تبلغ رءوس أصابعها ركبتيها مبني على القول بأن الرجل يضع يديه في التشهد على ركبتيه والصحيح أنهما سواء كما سنذكره، وقوله لكن تنعقد بها، صوابه لكن تصح منها إذ لا عبرة بالنساء والصبيان في جماعة الجمعة والشرط فيهم ثلاثة رجال، وقدمنا أيضا عن المعراج عن شرح الوجيز أن الخنثى كالمرأة وحاصل ما ذكره أن المخالفة في ست وعشرين وذكر في البحر أنها لا تنصب أصابع القدمين كما ذكره في المجتبى، ثم هذا كله فيما يرجع إلى الصلاة، وإلا فالمرأة تخالف الرجل في مسائل كثيرة مذكورة في أحكامات الأشباه فراجعها.

(ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، 1/504، دار الفکر بیروت)

(1) مرد ننگے سر نماز پڑھ سکتا ہے جبکہ سستی اور غفلت نہ ہو۔ مگر خاتون کو ننگے سر نماز پڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔(1)

(2) مرد کے ٹخنے کھلے ہوں، شلوار اوپر ہو۔ مگر خاتون اپنے ٹخنے ڈھانپ کر نماز ادا کرے گی۔(2)

(3) تکبیر تحریمہ کے وقت مرد کانوں تک ہاتھ اٹھائے۔ جبکہ خواتین اپنے کندھوں تک ہاتھ اٹھائیں۔(3)

1- سنن ابی داود میں ہے: عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ، قَالَ لَا يَقْبَلُ اللهُ صَلَاةَ حَائِضٍ إِلَّا بِخِمَارٍ (ترجمہ:) "حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بالغہ خاتون کی نماز بغیر چادر اوڑھے قبول نہیں ہوگی"۔ (سنن ابی داود، کتاب الصلاۃ، باب المرأۃ تصلی بغیر خمار، الرقم (641)، 1/173، المکتبۃ العصریۃ)

2- سنن ابی داود میں ہے: عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، أَنَّهَا سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتُصَلِّي الْمَرْأَةُ فِي دِرْعٍ وَخِمَارٍ لَيْسَ عَلَيْهَا إِزَارٌ..، قَالَ إِذَا كَانَ الدِّرْعُ سَابِغًا يُغَطِّي ظُهُورَ قَدَمَيْهَا. (ترجمہ:) "حضرت ام سلمہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی سے سوال کیا کہ خاتون لمبی قمیص اور دوپٹے میں بغیر تہہ بند کے نماز ادا کرسکتی ہے؟ آپ نے فرمایا: جب قمیص اتنی لمبی تھی کہ اس کے قدم کا اوپر والا حصہ چھپ گیا تو جائز ہے"۔ (سنن ابی داود، کتاب الصلاۃ، باب فی کم تصلی المرأۃ، الرقم (640)، 1/173، المکتبۃ العصریۃ)

3- مجمع الزوائد میں ہے: عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ۔ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ يَا وَائِلَ بْنَ حُجْرٍ إِذَا صَلَّيْتَ فَاجْعَلْ يَدَيْكَ حِذَاءَ أُذُنَيْكَ، وَالْمَرْأَةُ تَجْعَلُ يَدَيْهَا حِذَاءَ ثَدْيَيْهَا. (ترجمہ:) "حضرت وائل بن حجر سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے نبی کریم نے فرمایا: اے وائل بن حجر! جب تو نماز پڑھے تو اپنے ہاتھوں کو کانوں تک لے جا۔ اور عورت اپنے ہاتھوں کو اپنے سینے کے برابر بنائے"۔ (مجمع الزوائد، کتاب الصلاۃ، باب التکبیر، الرقم (2594)، 2/103، مکتبۃ القدسی القاہرۃ)

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے: سَمِعْتُ عَطَاءً، سُئِلَ عَنِ الْمَرْأَةِ كَيْفَ تَرْفَعُ يَدَيْهَا فِي الصَّلَاةِ..، قَالَ حَذْوَ ثَدْيَيْهَا۔ (ترجمہ:) "میں نے حضرت عطاء سے عورت کے تکبیر تحریمہ کہنے کے متعلق سوال کیا تو فرمایا: اپنے سینے تک اٹھائے"۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الصلوات، فی المرأۃ اذا افتتحت الصلاۃ، الرقم (2471)، 1/216، مکتبۃ الرشد الریاض)

(4) قیام یعنی کھڑے ہونے کی حالت میں مرد حضرات ناف کے نیچے ہاتھ باندھیں۔ جبکہ خواتین اپنے سینوں پر۔(1)

(5) مردوں کے ہاتھ باندھنے کا طریقہ مختلف ہے جبکہ خواتین داہنی ہتھیلی بائیں ہتھیلی کی پشت پر رکھیں گی۔ اور مردوں کی طرح ہاتھ یا کلائی کو نہیں پکڑیں گی۔

(6) مرد رات والی نمازوں میں اونچی قراءت کرسکتا ہے مگر خاتون کسی بھی نماز میں اونچی آواز نہیں کرسکتی۔

(7) مردوں کو رکوع میں اچھی طرح جھکنا ہوتا ہے کہ سر اور کمر بالکل سیدھی ہو۔ جبکہ خواتین کو اس قدر جھکنا ہوتا ہے کہ ان کا ہاتھ بس گھٹنوں تک پہنچ جائے۔

(8) خواتین رکوع میں اپنی انگلیوں کو کشادہ، کھولے بغیر اپنے گھٹنوں پر رکھ دیں، پکڑیں نہیں۔

(9) مردوں کو کہنیاں اپنے پہلو سے الگ رکھنا ہوتی ہیں جبکہ خواتین ملا کر رکھیں۔

(10) مردوں کو سجدے میں پیٹ کو رانوں سے اور بازو کو بغل سے جدا رکھنا ہوتا ہے جبکہ خواتین پیٹ اور ران، بازو اور بغل ملا کر یعنی مکمل سمٹ کر سجدہ کریں۔

(11) خواتین کی کہنیاں سجدے کی حالت میں زمین پر بچھی ہوئی ہوں۔(2)

1- مصنف عبدالرزاق میں ہے: عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ قَالَ تَجْمَعُ الْمَرْأَةُ يَدَيْهَا فِي قِيَامِهَا مَا اسْتَطَاعَتْ۔ (ترجمہ:) "ابن جریج حضرت عطاء سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا: عورت قیام کی حالت میں اپنے ہاتھوں کو زیادہ سے زیادہ سمیٹ کر رکھے گی"۔ (مصنف عبدالرزاق، کتاب الصلاۃ، باب تکبیر المرأۃ، الرقم (5067)، 3/137، المجلس العلمی الهند)

2- امام ابوداود اپنی مراسیل میں روایت کرتے ہیں: عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ مَرَّ عَلَى امْرَأَتَيْنِ تُصَلِّيَانِ فَقَالَ إِذَا سَجَدْتُمَا فَضُمَّا بَعْضَ اللَّحْمِ إِلَى الْأَرْضِ فَإِنَّ الْمَرْأَةَ لَيْسَتْ فِي ذَلِكَ كَالرَّجُلِ۔ (ترجمہ:) "حضرت زید بن ابی حبیب رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو عورتوں کے پاس سے گزرے جو نماز پڑھ رہی تھیں آپ نے فرمایا جب تم سجدہ کرو تو اپنے جسم کا کچھ حصہ زمین سے ملا لیا کرو کیونکہ عورت سجدہ کرنے میں مرد کی طرح ☜

(12) خواتین سجدے میں اپنے دونوں پاؤں داہنی طرف نکال کر سجدہ کریں۔ مردوں

نہیں ہے"۔ (المراسیل لابی داود، جامع الصلاۃ، الرقم (87)، ص 117، موسسۃ الرسالۃ بیروت)۔

امام بیہقی علیہ الرحمہ السنن الکبری میں نقل کرتے ہیں: إِذَا جَلَسَتِ الْمَرْأَةُ فِي الصَّلَاةِ وَضَعَتْ فَخِذَهَا عَلَى فَخِذِهَا الْأُخْرَى، وَإِذَا سَجَدَتْ أَلْصَقَتْ بَطْنَهَا فِي فَخِذَيْهَا كَأَسْتَرِ مَا يَكُونُ لَهَا، وَإِنَّ اللهَ تَعَالَى يَنْظُرُ إِلَيْهَا وَيَقُولُ يَا مَلَائِكَتِي أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَهَا. (ترجمہ:) "عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جب عورت نماز میں بیٹھے تو اپنی ران دوسری ران سے ملالے اور جب سجدہ کرے تو اپنے پیٹ کو رانوں سے چپکا لے۔ اس طرح کہ اس کے لئے زیادہ سے زیادہ پردہ ہوجائے۔ بلاشبہ اللہ تعالی اس کی طرف نظر (رحمت) فرما کر ارشاد فرماتا ہے کہ اے فرشتوں میں تمہیں گواہ بناتا ہوں اس بات پر کہ میں نے اسے بخش دیا ہے"۔ (السنن الکبری للبیہقی، کتاب الصلاۃ، باب من ذکر صلاۃ، الرقم (3199)، 315/2، دار الکتب العلمیہ بیروت)

امام بیہقی علیہ الرحمہ السنن الکبری میں نقل کرتے ہیں: عَنِ الْحَارِثِ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِذَا سَجَدَتِ الْمَرْأَةُ فَلْتَضُمَّ فَخِذَيْهَا. (ترجمہ:) "حضرت حارث رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم نے فرمایا کہ جب عورت سجدہ کرے تو خوب سمٹ کر کرے اور اپنی دونوں رانوں کو ملائے رکھے"۔ (السنن الکبری للبیہقی، کتاب الصلاۃ، باب من ذکر صلاۃ، الرقم (3197)، 314/2، دار الکتب العلمیہ بیروت)

امام عبد الرزاق مصنف میں نقل فرماتے ہیں: عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ قُلْتُ لِعَطَاءٍ أَتُشِيرُ الْمَرْأَةُ بِيَدَيْهَا كَالرِّجَالِ بِالتَّكْبِيرِ قَالَ لَا تَرْفَعُ بِذَلِكَ يَدَيْهَا كَالرِّجَالِ، وَأَشَارَ فَخَفَضَ يَدَيْهِ جِدًّا وَجَمَعَهُمَا إِلَيْهِ وَقَالَ إِنَّ لِلْمَرْأَةِ هَيْئَةً لَيْسَتْ لِلرَّجُلِ. (ترجمہ:) "ابن جریج کہتے ہیں میں نے عطاء سے پوچھا: عورت اپنے دونوں ہاتھ تکبیر میں مردوں کی طرح بلند کریگی؟ جواب دیا: وہ اپنے ہاتھ مردوں کی طرح بلند نہیں کریگی اور اشارے سے بتایا کہ وہ کتنے ہاتھ بلند کریگی تو آپ نے اپنے ہاتھ بہت نیچے رکھے اور ران کو جسم کے ساتھ ملا کر رکھا۔ اور فرمایا: عورت کی ہیئت مرد کی طرح نہیں ہے"۔ (مصنف عبد الرزاق، کتاب الصلاۃ، باب تکبیر المراۃ، الرقم (5066)، 137/3، المجلس العلمی الھند)

کی طرح اپنے پاؤں کو کھڑا نہ کریں۔ جیسا کہ ہم نے رد المحتار سے ابتداء میں عبارت ذکر کردی ہے۔

(13) التحیات میں بیٹھتے وقت خواتین اپنے دونوں پاؤں داہنی طرف نکال کر بیٹھیں۔ اسے تورّک کہتے ہیں۔(1)

خواتین کی نماز کا طریقہ

نماز شروع کرنے سے پہلے کے کام:

(1) چہرہ قبلہ کی طرف ہو۔ اسی طرح پاؤں کی انگلیوں کا رخ بھی قبلہ کی طرف ہونا چاہئے۔

(2) دونوں پاؤں کے درمیان مناسب فاصلہ ہونا چاہیے۔

(3) بڑی اور موٹی چادر سے سر، کان، گردن، بازو، پنڈلی اور ٹخنے ڈھانپ لیں۔

نماز شروع کرتے وقت کے کام:

(1) دل میں نیت کرلیں کہ مثلاً فجر کے دو فرض پڑھ رہی ہوں، زبان کے ساتھ بھی کہہ لینا مستحب ہے۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے: عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ تَجْلِسُ الْمَرْأَةُ مِنْ جَانِبٍ فِي الصَّلَاةِ. (ترجمہ:) "حضرت ابراہیم سے روایت ہے، انہوں نے کہا: خاتون نماز میں ایک جانب ہو کر بیٹھے گی"۔(مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الصلوات، فی المرأۃ کیف تجلس فی الصلاۃ، الرقم (2792)، 1/243، مکتبۃ الرشد الریاض)

اسی میں ہے: عَنْ خَالِدِ بْنِ اللَّجْلَاجِ، قَالَ كُنَّ النِّسَاءُ يُؤْمَرْنَ أَنْ يَتَرَبَّعْنَ إِذَا جَلَسْنَ فِي الصَّلَاةِ، وَلَا يَجْلِسْنَ جُلُوسَ الرِّجَالِ عَلَى أَوْرَاكِهِنَّ، يُتَّقَى ذَلِكَ عَلَى الْمَرْأَةِ مَخَافَةَ أَنْ يَكُونَ مِنْهَا الشَّيْءُ. (ترجمہ:) "خالد بن لجلاج سے روایت ہے، انہوں نے کہا: عورتوں کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ چوکڑی مار کر بیٹھیں، مردوں کی طرح اپنی سرین کو پاؤں پر رکھ کر نہ بیٹھیں، روکنے کی وجہ یہ تھی کہ عورت کا کوئی مقام ظاہر نہ ہو"۔(مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الصلوات، فی المرأۃ کیف تجلس فی الصلاۃ، الرقم (2783)، 1/242، مکتبۃ الرشد الریاض)

(2) ہاتھوں کو اپنے کاندھوں تک اس طرح لے جائیں کہ ہتھیلی کا رخ قبلہ کی طرف ہو اور انگلیاں اوپر کی طرف سیدھی ہوں۔

(3) "اللہ اکبر" کہہ کر دونوں ہاتھ سینے پر باندھ لیں۔

کھڑے ہونے کی حالت میں:

(1) نگاہ سجدے والی جگہ ہو۔

(2) ثناء پڑھے۔

(3) اس کے بعد اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھے۔

(4) پھر سورت فاتحہ یعنی الحمد شریف پڑھے۔

(5) اس کے بعد کوئی سورت ملائے مثلاً سورت الفیل۔

رکوع اور قومہ:

(1) "اللہ اکبر" کہتے ہوئے رکوع کی طرف جھکے۔

(2) رکوع میں اتنا جھکنا ہے کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔ اور گھٹنوں پر انگلیاں ملا کر رکھنی ہیں پھیلانی نہیں ہیں۔

(3) رکوع میں نگاہ پاؤں پر ہونی چاہئے۔

(4) رکوع میں کم از کم تین مرتبہ سبحان ربی العظیم پڑھے۔

(5) پھر اللہ اکبر کہہ کر کھڑی ہو جائے اور دونوں ہاتھوں کو چھوڑ دے۔

(6) کھڑے ہوتے وقت سمع اللہ لمن حمدہ اور کھڑے ہونے کے بعد ربنا ولک الحمد کہے۔

سجدے:

(1) پھر اللہ اکبر کہہ کر سجدے میں جائے۔ اس طرح کہ پہلے اپنے گھٹنے زمین پر رکھے، پھر ہاتھ رکھے پھر ناک پھر پیشانی۔

(2) سجدہ خوب سمٹ کر کرے اس طرح کہ پیٹ اور رانیں ملی ہوئی ہوں۔ کلائیاں

زمین پر بچھادے۔ بازو بھی پہلوؤں سے ملا کر رکھے۔ پاؤں کو اپنی دائیں طرف نکال کر بچھادے۔

(3) سجدے میں کم از کم تین مرتبہ سبحان ربی الاعلی پڑھے۔

(4) پھر اللہ اکبر کہہ کر سجدے سے اٹھ کر بیٹھ جائے۔ اس طرح کہ اپنے بائیں کولہے پر بیٹھے اور دونوں پاؤں دائیں طرف نکال کر بیٹھے۔ دائیں پنڈلی کو بائیں پنڈلی کے اوپر رکھے۔ دونوں بازوؤں کو اپنی رانوں کے اوپر رکھے۔

(5) بیٹھنے کے دوران اپنی نظریں اپنی گود میں رکھے۔ اور تین سے چار سیکنڈ بیٹھے۔

(6) پھر اللہ اکبر کہہ کر پہلے سجدے کی طرح دوسرا سجدہ کرے۔

(7) دوسرے سجدے سے اللہ اکبر کہہ کر کھڑی ہوجائے اس طرح کہ پہلے پیشانی اٹھائے، پھر ناک اٹھائے اور پھر گھٹنے اٹھائے۔

دوسری رکعت:

(1) بسم اللہ پڑھے۔

(2) سورت فاتحہ یعنی الحمد شریف پڑھے۔

(3) سورت ملائے مثلاً سورت اخلاص یعنی قل ھو اللہ احد والی سورت پڑھے۔

(4) رکوع کرے اور دو سجدے کرے۔

(5) سجدے کرنے کے بعد التحیات کے لئے بیٹھ جائے۔

(6) التحیات میں تشہد، درود ابراھیمی اور دعا پڑھے۔

سلام پھیرنا:

(1) السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے ہوئے اپنی گردن کو دائیں طرف موڑے۔

(2) سلام پھیرتے وقت نظر کندھے کی طرف ہونی چاہئے۔

(3) پھر اسی طرح بائیں طرف سلام پھیرے۔

سجدۂ سہو کیا ہے؟ اور کب لازم ہوتا ہے؟

سوال: سجدۂ سہو کسے کہتے ہیں؟ اور یہ کب لازم ہوتا ہے؟

جواب: سجدۂ سہو: نماز میں بھول کر اگر فرض یا واجب میں تاخیر ہوجائے یا کوئی واجب ترک ہوجائے تو اس صورت میں آخری قعدے میں التحیات پڑھنے کے بعد صرف دائیں طرف سلام پھیر کر دو سجدے کرنا اور پھر دوبارہ قعدے میں بیٹھ کر التحیات سے لے کر دعا تک پڑھنا اور پھر دونوں طرف سلام پھیرنا ضروری ہے۔

ان دونوں اضافی سجدوں کو سجدۂ سہو کہتے ہیں۔

سجدۂ سہو لازم ہونے کی صورتیں:

(1) اگر کوئی فرض چھوٹ جائے، یاد آنے کے بعد اس فرض کے ادا کرنے کے بعد سجدہ سہو لازم ہوتا ہے۔

(2) اگر فرض میں تاخیر ہوجائے جیسے سورت فاتحہ پڑھنے میں یا پھر کوئی اور سورت پڑھنے کے بعد بھولے سے خاموش ہو کر تین دفعہ سبحان اللہ (تقریباً چار سیکنڈ) کی مقدار کھڑی رہی اور رکوع نہ کیا تو رکوع کرنے میں تاخیر ہوگئی۔ تو یوں فرض کی ادائیگی میں تاخیر ہونے پر بھی سجدہ سہو لازم ہے۔

(3) واجب چھوٹ جائے تو اس واجب کو نہیں دہراتے بلکہ آخر میں سجد سہو کرتے ہیں۔

(4) واجب میں تاخیر ہوجائے جیسے سورہ فاتحہ پڑھنے کے بعد تین سبحان اللہ کی مقدار خاموش رہنا اور اس کے بعد سورت ملا لینے سے واجب میں تاخیر ہوگئی۔(1)

تنبیہ: اگر مذکورہ غلطیاں جان بوجھ کر کیں تو سجدہ سہو سے نماز میں آئی ہوئی کمی دور نہیں ہوگی بلکہ اس نماز کو مکمل کرنے کے بعد دوبارہ پڑھنا ہوگا۔

نقاب اور دستانے پہن کر نماز پڑھنا کیسا؟

سوال: نقاب اور دستانے پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

1- تفصیل کے لئے بہار شریعت ملاحظہ ہو۔

جواب: دستانے پہن کر نماز ادا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

نقاب کر کے یا منہ چھپا کر نماز ادا کرنا مکروہ تحریمی ہے، لہذا چہرا کھول کر ہی نماز ادا کرے۔

ہاں! اگر لوگوں کے سامنے نماز پڑھنی پڑ جائے کہ علیحدہ نماز پڑھنے کی جگہ میسر نہیں ہے تو اپنے چہرے پر چادر اوڑھ کر نماز ادا کرے مگر پھر بھی نقاب نہ کرے۔

اور اگر اضافی چادر نہیں ہے تو نقاب کے ساتھ نماز پڑھ سکتی ہے۔

تفصیل: قاضی القضاۃ امام ابو یوسف امام اعظم سے روایت نقل کرتے ہیں:

كَانَ يَكْرَهُ أَنْ يُغَطِّيَ الرَّجُلُ فَاهُ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ، وَيَكْرَهُ أَنْ تُصَلِّيَ الْمَرْأَةُ وَهِيَ مُتَنَقِّبَةٌ۔ (1)

(ترجمہ:) "مرد کا اپنی نماز میں منہ ڈھانپنا مکروہ ہے اور خاتون کا نقاب کر کے نماز پڑھنا مکروہ ہے"۔

بدائع الصنائع میں ہے:

وقد قالت عائشة رضي الله عنها ما خير رسول الله صلى الله عليه وسلم بين شيئين إلا اختار أهونهما، فمن ابتلى ببليتين فعليه أن يختار أهونهما۔ (2)

(ترجمہ:) "حضرت عائشہ فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ دو چیزوں میں سے سب سے آسان چیز اختیار فرماتے۔ لہذا جو شخص دو مصیبتوں میں مبتلا ہو گیا تو وہ آسان کو اپنا لے"۔

باریک کپڑوں میں نماز ادا کرنا کیسا؟

سوال: باریک کپڑوں میں نماز ادا کرنا کیسا؟

1- الآثار للامام ابی یوسف، باب افتتاح الصلاۃ، الرقم (148)، ص 30، دار الکتب العلمیہ بیروت

2- بدائع الصنائع، کتاب الصلاۃ، شرائط ارکان الصلاۃ، 1/117، دار الکتب العلمیہ بیروت

جواب: (1) اگر اتنے باریک ہیں کہ جلد کی رنگت یا بالوں کی رنگت دکھائی دے رہی ہے تو نماز نہیں ہوگی۔

(2) بعض کپڑے ایسے ہیں کہ وہ ہوتے تو باریک ہیں مگر رنگت نظر نہیں آتی لہذا ان میں نماز ادا ہو جائے گی۔ اگر چہ اس جیسے کپڑوں میں جسم کی ہیئت بھی نظر آتی ہے اگر روشنی کے سامنے کھڑی ہو جائے۔ تب بھی اس سے نماز پر کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

تفصیل: رد المحتار میں ہے:

بأن لا يرى منه لون البشرة احترازا عن الرقيق ونحو الزجاج۔ (1)

(ترجمہ:) "بایں طور کہ جلد کی رنگت نظر نہ آرہی ہو، یہ باریک اور شیشے کی طرح سے احتراز ہے"۔

فٹنگ والے کپڑوں میں نماز پڑھنا کیسا؟

سوال: فٹنگ والے لباس میں نماز پڑھنا کیسا؟

جواب: شلوار قمیص، پاجامہ وغیرہا چست اور فٹنگ میں ہیں۔ جبکہ صرف سر پر بالوں کو چھپانے کے لئے چادر ہے مگر بڑی چادر نہیں ہے تو نماز ہو جائے گی لیکن افضل یہی ہے کہ بڑی چادر لے کر پورا بدن ڈھانپ کر نماز ادا کی جائے۔

تفصیل: علامہ ابن عابدین شامی فرماتے ہیں:

أما لو كان غليظا لا يرى منه لون البشرة إلا أنه التصق بالعضو وتشكل بشكله فصار شكل العضو مرئيا فينبغي أن لا يمنع جواز الصلاة لحصول الستر اهـ قال ط وانظر هل يحرم النظر إلى ذلك المتشكل مطلقا أو حيث وجدت الشهوة؟ اهـ قلت سنتكلم على ذلك في كتاب الحظر، والذي يظهر من كلامهم هناك هو الأول۔ (2)

1- بدائع الصنائع، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، 1/410، دار الفکر بیروت

2- بدائع الصنائع، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، 1/410، دار الفکر بیروت

(ترجمہ:) "باقی رہا یہ کہ اگر کپڑا موٹا ہے جس سے رنگت تو نظر نہیں آرہی مگر وہ عضو سے چپکا ہوا ہے اور عضو جیسی ہی شکل بنا ہوا ہے اور عضو کی شکل نظر آرہی ہے تو مناسب یہ ہے کہ نماز ہو جانی چاہیے، انتہی۔ علامہ طحطاوی نے فرمایا: تو دیکھ کیا اس جیسی لباس کی طرف نظر کرنا جائز ہے مطلقاً؟ یا شہوت کے وقت منع ہے؟ ان کی عبارت ختم ہوئی۔ میں نے کہا ہم عنقریب کلام کریں گے کتاب الحظر کے آخر میں، فقہاء کے کلام سے جو ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ مطلقاً دیکھنا منع ہے"۔

ہاف بازو یا ٹی شرٹ میں نماز پڑھنا کیسا؟

سوال: ہاف بازو یا ٹی شرٹ میں نماز پڑھنا کیسا؟

جواب: ہاف بازو والی قمیص کے اوپر چادر سے اسے ڈھانپ لیا ہے تو نماز ہو جائے گی اور اگر نماز میں چوتھائی کلائی ظاہر ہوتی ہے تو نماز نہیں ہوگی۔

نماز میں دوپٹہ اتر جائے تو کیا کرے؟

سوال: نماز میں دوپٹہ اتر جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب: فوراً دوپٹہ دوبارہ اوڑھ لے اور درست کرے۔ اگر ایک ہاتھ سے درست ہو سکتا ہے تو ایک ہاتھ سے وگرنہ کم سے کم وقت میں دونوں ہاتھوں سے درست کرلے۔

نماز میں ٹخنے کھلے رکھنا؟

سوال: خاتون کا نماز میں ٹخنے کھلے رکھنا کیسا ہے؟

جواب: قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ خاتون کے لئے بدن کے ہر ہر عضو کو چھپانا لازم ہے سوائے چہرا، ہاتھ اور پاؤں کے۔

اگر کسی ایک عضو مثلاً سر، کان، گردن، پیٹ، پیٹھ، ران، گھٹنہ اور پنڈلی مع ٹخنے کا کم از کم ایک چوتھائی حصہ ظاہر ہو گیا اور تین دفعہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار (تقریباً چار سیکنڈ) کھلا رہا نماز فاسد ہو جائے گی۔

ٹخنہ پنڈلی سے مل کر ایک عضو ہے اس لئے محض ٹخنے کے ظاہر ہونے سے نماز فاسد نہیں ہوگی کہ وہ پنڈلی کا چوتھائی حصہ نہیں ہے لیکن عورتوں کے لئے ٹخنے کو چھپا کر نماز پڑھنے حکم ہے۔

تفصیل: ردالمحتار میں ہے:

أعضاء عورة الرجل ثمانية وفی الأمة ثمانية أيضا وفی الحرة هذه الثمانية، ويزاد فيها ستة عشر الساقان مع الكعبين۔ (1)

(ترجمہ:) "مرد کے آٹھ اعضاء شرمگاہ میں شامل ہیں۔۔۔۔لونڈی کے یہ آٹھ ہیں۔۔۔۔اور آزاد کے یہ آٹھ اور مزید سولہ یہ ہیں: دونوں پنڈلیاں ٹخنوں سمیت "۔

میلے اور الٹے کپڑوں میں نماز پڑھنا کیسا؟

سوال: میلے اور الٹے کپڑوں میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: الٹی قمیص یا شلوار میں نماز پڑھنا یا کام کاج کے میلے کپڑوں میں جبکہ دوسرے کپڑے بھی ہوں تو نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے، یعنی ناپسندیدہ ہے مگر نماز لوٹانا ضروری نہیں ہے۔

تفصیل: فتاویٰ رضویہ میں ہے:

" واجب الاعادہ اور مکروہ تحریمی ایک چیز ہے، کپڑا اُلٹا پہننا اوڑھنا خلاف معتاد میں داخل ہے اور خلاف معتاد جس طرح کپڑا پہن یا اوڑھ کر بازار میں یا اکابر کے پاس نہ جاسکے ضرور مکروہ ہے کہ دربار عزت احق با ادب تعظیم ہے۔۔۔۔اور ظاہر کراہت تنزیہی "۔

وقت داخل ہوتے ہی یا اذان کے بعد نماز پڑھنا کیسا؟

سوال: نماز کا وقت داخل ہوتے ہی یا اذان کے بعد نماز پڑھنا کیسا؟

1- ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، مطلب فی ستر العورۃ، 1/409، دار الفکر بیروت

جواب: قریب میں مسجد ہے اور وہاں نماز باجماعت ہوتی ہے تو خاتون وہاں کی جماعت کے بعد نماز پڑھے تو یہ اس کے لئے افضل، بہتر عمل ہے۔ وگرنہ وقت داخل ہونے کے فوراً بعد یا اذان کے فوراً بعد نماز پڑھنے میں کوئی کراہت نہیں ہے۔

تفصیل: علامہ حصکفی لکھتے ہیں:

فالتغليس أفضل كمرأة مطلقا، وفي غير الفجر الافضل لها انتظار فراغ الجماعة۔ (1)

(ترجمہ:) "اندھیرے میں فجر کی نماز پڑھنا خواتین کے لئے افضل ہے اور فجر کے علاوہ نماز میں مردوں کی جماعت کے ختم ہونے کے بعد پڑھنا افضل ہے"۔

خواتین حیض ونفاس کے ایام میں نماز کے بجائے کیا کریں؟

سوال: خواتین حیض کے دنوں میں نماز کے بجائے کیا کریں؟

جواب: جب نماز کا وقت ہو تو وضو کر کے جائے نماز پر بیٹھ کر تسبیح اور ذکر واذکار کریں۔

تفصیل: علامہ ابن نجیم لکھتے ہیں:

إنه يستحب لها أن تتوضأ لوقت كل صلاة وتقعد على مصلاها تسبح وتهلل وتكبر وفي رواية يكتب لها ثواب أحسن صلاة كانت تصلي وصحح في الظهيرية أنها تجلس مقدار أداء فرض الصلاة كي لا تنسى العادة۔ (2)

(ترجمہ:) "خواتین کے لئے مستحب یہ ہے کہ وہ ہر نماز کے وقت میں وضو بنا کر جائے نماز پر بیٹھ کر تسبیح اور ذکر واذکار کریں۔ ایک روایت میں ہے کہ ایسا کرنے سے انہیں اس کی پڑھی ہوئی بہترین نماز کے برابر اجر ملے گا۔

1- الدر المختار، کتاب الصلاۃ، 1، 366 دار الفکر بیروت

2- البحر الرائق، کتاب الطہارۃ، باب الحیض، مایمنعہ الحیض، 1/203، دار الکتاب الاسلامی بیروت

ظہیریہ میں اس بات کی تصحیح کی ہے کہ فرض نماز ادا کرنے کی مقدار جائے نماز پر بیٹھی رہے تا کہ اس کی عادت بنی رہے"۔

میاں بیوی یا محرم کا ایک ساتھ کھڑے ہوکر نماز پڑھنا؟

سوال: میاں بیوی یا محرم مرد وعورت ایک ساتھ کھڑے ہوکر نماز پڑھ سکتے ہیں؟

جواب: اگر باجماعت نہیں پڑھ رہے بلکہ اکیلے اکیلے پڑھ رہے ہیں اور درمیان میں فاصلہ ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

تفصیل: الدر المختار میں ہے:

فمحاذاة المصلية لمصل ليس في صلاتها مكروهة لا مفسد فتح۔ (1)

(ترجمہ:) "نماز پڑھنے والی کا کسی مرد نمازی کے برابر کھڑے ہونا جبکہ وہ اپنی پڑھ رہا ہے تو نماز مکروہ ہے مگر نماز فاسد نہیں ہوگی"۔ فتح

نماز کے دوران اگر بچہ گود میں بیٹھ جائے؟

سوال: نماز کے دوران اگر بچہ گود میں بیٹھ جائے تو کیا کرے؟

جواب: گھر میں نماز پڑھتے ہوئے اگر بچہ گود میں بیٹھ جائے یا آگے سے گزر جائے تو نماز ہوجائے گی چاہے بچہ پر ناپاکی لگی ہو یا نہ لگی ہو، بشرطیکہ نمازی کے بدن اور کپڑوں کو ناپاکی نہ لگے۔

اور بچے کو کم سے کم حرکت کے ساتھ ہٹا کر سجدہ اور قعدہ کرے۔

تفصیل: جامع احکام الصغار میں ہے:

وفي الملتقط صبي بلغ السعي جلس على حجر المصلي وعليه نجاسة كثيرة لم تفسد صلاته، ورأيت في موضع آخر الصبي إذا كان ثوبه نجساً أو هو نجس وجلس على حجر المصلي وهو يتمسك وهو يصلي جازت

1- الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، 1 /574، دار الفکر بیروت

صلاتہ۔ (1)

(ترجمہ:) "ملتقط میں ہے: ایسا بچہ جو چل سکتا ہے آکر نمازی کی گود میں بیٹھ جائے اوراس بچے پر کافی نجاست تھی تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوگی۔ ملتقط ہی میں دوسری جگہ اس طرح ہے: بچہ کا کپڑا ناپاک ہو یا خود بچہ ناپاک ہواور وہ نمازی کی گود میں اپنے آپ بیٹھ جائے اور نمازی نماز پڑھتا رہے تو اس کی نماز درست ہے"۔

تختہ لگی ہوئی کرسی پر نماز پڑھنا کیسا؟

سوال: تختہ لگی ہوئی کرسی پر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: جو لوگ زمین یا نو انچ تک زمین سے بلند سخت چیز پر سجدہ کیے بغیر کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھتے ہیں ان کی نماز حقیقتاً اشارے والی نماز ہے، اگرچہ وہ کرسی کے آگے لگے ہوئے تختے پر سجدہ کریں یا فقط سر جھکائیں۔

کرسی پر نماز پڑھنے کی اجازت صرف اس شخص کیلئے ہے جو زمین پر یا زمین سے نو انچ تک بلند سخت چیز پر سجدہ یا رکوع کرنے پر قدرت نہ رکھتا ہو، اگرچہ وہ شخص قیام کرسکتا ہو، جیسا کہ جوڑوں کے مریض ہوتے ہیں کہ کھڑا ہونا ان کے لئے دشوار نہیں ہوتا لیکن رکوع یا سجود کیلئے جھکنا ان کیلئے سخت دشوار ہوتا ہے۔ ایسا مریض کرسی پر اشارے سے نماز پڑھ سکتا ہے۔ اس کے علاوہ اگر کوئی شخص کرسی پر نماز پڑھے گا اور اس کے آگے موجود تختے پر سر رکھ کر یہ سمجھے گا کہ اس نے سجدہ کرلیا ہے تو یہ اس کی غلط فہمی ہے؛ اس شخص کی نماز ہی ادا نہیں ہوگی۔ کیونکہ سجدے کیلئے ضروری ہے کہ وہ زمین یا زمین سے زیادہ سے زیادہ نو انچ کسی سخت چیز کے اوپر ہو۔ اس سے زائد بلند چیز پر اگر کوئی سر رکھتا ہے تو یہ حقیقتاً سجدہ نہیں ہے۔ جب اس شخص کا سجدہ ہی نہیں ہوگا تو اس کی نماز بھی ادا نہیں ہوگی۔

تفصیل: علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

1- جامع لاحکام الصغار، مسائل الطہارۃ، ص 33، دار الفضیلۃ بیروت۔

بل يظهر لي أنه لو كان قادرا على وضع شيء على الأرض مما يصح السجود عليه انه يلزمه ذلك لأنه قادر على الركوع والسجود حقيقة۔ (1)

(ترجمہ:) "بلکہ میرے لیے یہ ظاہر ہوا ہے کہ اگر کوئی زمین پر رکھی ہوئی چیز پر سجدہ کرنے پر قادر ہے جس پر صحیح طریقے سے سجدہ ہوسکتا ہو (یعنی وہ چیز سخت ہو جس پر ناک اور پیشانی اچھے طریقے سے جم جائے جیسے زمین پر سجدہ کرنے میں ہوتا ہے اور وہ نوانچ سے کم اونچی ہو) تو اس (رکھی ہوئی چیز پر سجدہ کرنا) لازم ہے کیونکہ وہ حقیقت میں رکوع اور سجدہ کرنے پر قادر ہے"۔

تنویر الابصار مع الدر المختار میں ہے:

(وإن تعذرا) ليس تعذرهما شرطا بل تعذر السجود كاف (لا القيام أومأ) (قاعدا) وهو أفضل من الإيماء قائما لقربه من الأرض (ويجعل سجوده أخفض من ركوعه) لزوما۔ (2)

(ترجمہ:) "اور اگر دونوں (رکوع وسجود) کرنا مشکل ہو بلکہ صرف سجدے کا متعذر (دشوار) ہونا کافی ہے، قیام متعذر (دشوار) نہ ہو تو بیٹھ کر اشارے سے نماز پڑھے اور کھڑے ہونے سے بیٹھ کر اشارے سے نماز پڑھنا افضل ہے زمین کے قریب ہونے کیوجہ سے اور سجدہ رکوع سے زیادہ پست کرنا لازم ہے"۔

صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"کھڑا ہوسکتا ہے مگر رکوع وسجود نہیں کرسکتا یا صرف سجدہ نہیں کرسکتا مثلاً

1- رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المریض، 2/ 686، مکتبہ رحمانیہ لاہور

2- تنویر الابصار مع الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المریض، 2/ 685,684، مکتبہ رحمانیہ لاہور

حلق وغیرہ میں پھوڑا ہے کہ سجدہ کرنے سے بہے گا تو بھی بیٹھ کر اشارے سے نماز پڑھ سکتا ہے، بلکہ یہی بہتر ہے"۔(1)

خاتون کا امام بننا کیسا؟

سوال: خاتون کا امام بننا کیسا ہے؟

جواب: خواتین کی جماعت مکروہِ تحریمی ہے اور کوئی بھی خاتون امامت نہیں کرا سکتی نہ مردوں کی نہ عورتوں کی۔

اگر امامت کرانی پڑجائے تو خاتون مردوں کی طرح آگے نہیں کھڑی ہوگی بلکہ صف کے بیچ دیگر خواتین کے درمیان کھڑی ہوگی۔

تفصیل: علامہ طحطاوی لکھتے ہیں:

وإنما لا يصح اقتداء الرجل بالمرأة۔ (2)

(ترجمہ:) "مرد خاتون کی اقتداء نہیں کر سکتا"۔

تنویر الابصار والدر المختار میں ہے:

(و) يكره تحريماً (جماعة النساء) ولو التراويح (فإن فعلن تقف الإمام وسطهن) فلو قدمت أثمت إلا الخنثى فيتقدمهن (كالعراة) فيتوسطهم إمامهم ويكره جماعتهم تحريما، فتح۔ (3)

(ترجمہ:) "خواتین کی جماعت مکروہ تحریمی ہے اگرچہ تراویح کی ہو۔ اگر خواتین کو جماعت کرانی پڑے تو خاتون امام ان کے درمیان میں کھڑی ہو، اور اگر امام آگے کھڑی ہوئی تو گناہ گار ہوگی، مگر خنثی مشکل آگے کھڑا ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ بغیر کپڑے والا بیچ میں کھڑا ہوگا، اور ان کی جماعت بھی مکروہ ہوگی"۔

1- بہار شریعت، حصہ 4، 1/ 721، مکتبۃ المدینہ کراچی

2- حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ، ص 329، دار الکتب العلمیہ بیروت

3- تنویر الابصار والدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، 1 566، دار الفکر بیروت

مصنف عبدالرزاق میں ہے:

عَنْ حُجَيْرَةَ بِنْتِ حُصَيْنٍ، قَالَتْ أَمَّتْنَا أُمُّ سَلَمَةَ فِي صَلَاةِ الْعَصْرِ قَامَتْ بَيْنَنَا۔ (1)

(ترجمہ:) "حجیرہ بنت حصین سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں کہ ہمیں ام المؤمنین حضرت ام سلمہ نے نماز عصر کی امامت کرائی تو وہ ہمارے درمیان کھڑی ہوئی"۔

خواتین کا نماز، نمازِ جمعہ، عیدین اور تراویح کیلئے مسجد آنا؟

سوال: خواتین کا نماز، نماز جمعہ، عیدین اور تراویح کے لیے مسجد میں آنا کیسا ہے؟

جواب: فتنہ اور فساد کی وجہ سے خواتین کو مسجد میں نماز باجماعت پڑھنا منع ہے؛ کیونکہ اس میں اب بھی حرج بہرحال موجود ہے، اگرچہ کہیں کم اور کہیں زیادہ۔

نمازِ جمعہ، عیدین اور تراویح کی جگہ کا بالکل علیحدہ انتظام ہے اور فتنے کا اندیشہ نہیں ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

تفصیل: صحیح البخاری میں ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ لَوْ أَدْرَكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَحْدَثَ النِّسَاءُ لَمَنَعَهُنَّ كَمَا مُنِعَتْ نِسَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ۔ (2)

(ترجمہ:) "حضرت عائشہ سے سنا، وہ فرماتی تھیں کہ عورتوں نے (بناؤ سنگھار کے) جو نئے انداز نکال لیے ہیں اگر رسول اللہ ﷺ دیکھ لیتے تو انہیں مسجد میں آنے سے روک دیتے، جس طرح بنی اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا تھا"۔

1- مصنف عبدالرزاق، کتاب الصلاۃ، باب المرأۃ تؤم النساء، الرقم (5082)، 3/140، المجلس العلمی الھند

2- صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب خروج النساء الی المساجد، الرقم (869)، 1/173، دار طوق النجاۃ

اسی بخاری میں ہے:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَأْذَنَتِ امْرَأَةُ أَحَدِكُمْ فَلاَ يَمْنَعْهَا۔ (1)

(ترجمہ:) "نبی کریم ﷺ سے جب کوئی خاتون اجازت طلب کرتی تو آپ انہیں منع نہیں کرتے تھے"۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَا تَمْنَعُوا نِسَاءَكُمُ الْمَسَاجِدَ، وَبُيُوتُهُنَّ خَيْرٌ لَهُنَّ۔ (2)

(ترجمہ:) "اپنی خواتین کو مسجدوں میں آنے سے منع نہ کرو، اور ان کا گھر ان کے لئے بہتر ہے"۔

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"ظاہر یہ ہے کہ یہ حکم اس وقت کے لیے تھا جب عورتوں کو مسجد میں حاضری کی اجازت تھی، عہد فاروقی سے اس کی ممانعت کردی گئی کیونکہ عورتوں میں فساد بہت آگیا، اب فی زمانہ عورتوں کو باپردہ مسجدوں میں آنے اور علیحدہ بیٹھنے سے نہ روکا جائے، کیونکہ اب عورتیں سینماؤں، بازاروں میں جانے سے تو رکتی نہیں، مسجدوں میں آکر کچھ دین کے احکام سن لیں گی، عہد فاروقی میں عورتوں کو مطلقاً گھر سے نکلنے کی ممانعت تھی"۔ (3)

مفتی اعظم پاکستان مفتی منیب الرحمن صاحب لکھتے ہیں:

"حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمہ اللہ تعالی نے اسی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے رخصت دی ہے، لیکن یہ رخصت اس امر کے ساتھ

1- صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب استئذان المرأۃ زوجہا، الرقم (875)، 1/ 173

2- سنن ابی داود، کتاب الصلاۃ، ماجاء فی خروج النساء، الرقم (867)، 1/ 155، المکتبۃ العصریہ

3- مرآۃ المناجیح، 2/ 283، المدینۃ لائبریری، مکتبۃ المدینۃ کراچی

مشروط ہے کہ خواتین کی نماز کی جگہ مکمل باپردہ ہو اور آمدورفت کا راستہ مردوں سے علیحدہ ہو۔ ان پر یہ پابندی ہو کہ بالکل ایسے چھوٹے بچوں کو نہ لے کر آئیں جنہیں مسجد، نماز اور دینی شعائر کے ادب واحترام کا شعور نہ ہو"۔(1)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ بَيْنَمَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ، إِذْ دَخَلَتِ امْرَأَةٌ مِنْ مُزَيْنَةَ تَرْفُلُ فِي زِينَةٍ لَهَا فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ انْهَوْا نِسَاءَكُمْ عَنْ لُبْسِ الزِّينَةِ، وَالتَّبَخْتُرِ فِي الْمَسْجِدِ، فَإِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَمْ يُلْعَنُوا حَتَّى لَبِسَ نِسَاؤُهُمُ الزِّينَةَ، وَتَبَخْتَرْنَ فِي الْمَسَاجِدِ۔ (2)

(ترجمہ:) "حضرت عائشہ سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے، تو ایک خاتون مسجد میں بناؤسنگھار کر کے داخل ہوئی کہ اس کی خوشبو بھی آرہی تھی تو آپ نے فرمایا: اے لوگو! اپنی خواتین کو زینت کے لباس اور مسجد میں خوشبو لگا کر آنے سے روکو۔ بنی اسرائیل کی خواتین پر لعنت نہیں کی گئی حتی کہ وہ زینت اور خوشبو کے ساتھ مسجد میں آنے لگیں"۔

قضاء عمری کیا ہے؟ اس کا طریقہ کیا ہے؟

سوال: قضاء عمری کیا ہے؟ اور اس کے پڑھنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: قضاء عمری: اتنی نمازیں قضاء ہوگئیں کہ ان کی تعداد معلوم نہیں ہے۔ مثلاً کئی

1- تفہیم المسائل، 101/5، ضیاء القرآن پبلشرز لاہور

2- سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب فتنۃ النساء، الرقم (4001)، 1326/2، دار احیاء الکتب العربیۃ

مہینوں کی، سالوں کی وغیرہ۔

قضاء عمری کی نمازیں:

(1) اگر اندازہ ہے کہ اتنی ماہ یا سال کی نمازیں قضاء ہیں تو وہ ان کی آہستہ آہستہ قضاء کرنا شروع کردے اور مکمل کرے۔

(2) اگر نماز کی قضاء کا سرے سے علم نہیں ہے یا کبھی بھی نہیں پڑھی تو اس صورت میں اگر اسے بالغہ یعنی جوان ہونے کا دن معلوم ہے تو اس دن سے قضاء کرنا شروع کردے۔ اگر بالغہ ہونے کا دن معلوم نہیں تو 9 برس کی عمر سے قضاء کرنا شروع کردے۔

قضاء عمری کا طریقہ:

ہر روز کی نماز کی قضاء فقط بیس رکعتوں کی ہوتی ہے: دو فرض فجر کے، چار ظہر، چار عصر، تین مغرب، چار عشاء کے اور تین وتر۔

نیت: قضا میں یوں نیت کرنی ضروری ہے کہ نیت کی میں نے اس پہلی فجر کی جو مجھ سے قضا ہوئی یا اس پہلی ظہر کی جو مجھ سے قضا ہوئی، اسی طرح ہمیشہ ہر نماز میں نیت کرے۔

تخفیف: جس پر قضاء نمازیں بہت زیادہ ہیں وہ آسانی کے لئے اگر یوں بھی ادا کرے تو جائز ہے۔

(1) ہر رکوع اور ہر سجدہ میں تین تین بار سبحان ربی العظیم، سبحان ربی الاعلی کی جگہ صرف ایک بار کہے۔

(2) فرضوں کی تیسری اور چوتھی رکعت میں الحمد شریف کی جگہ سبحان اللہ، سبحان اللہ، سبحان اللہ تین بار کہہ کر رکوع میں چلے جائیں مگر وہی خیال یہاں بھی ضرور ہے کہ سیدھے کھڑے ہو کر سبحان اللہ شروع کریں اور سبحان اللہ پورے کھڑے کھڑے کہہ کر رکوع کے لئے سر جھکائیں، یہ تخفیف فقط فرضوں کی تیسری چوتھی رکعت میں

ہے وتروں کی تینوں رکعتوں میں الحمد اور سورت دونوں ضرور پڑھی جائیں۔

(3) پہلی التحیات کے بعد درودِ ابراھیمی اور دعا کی جگہ صرف اللّٰھم صل علی محمد وآلہ کہہ کر سلام پھیر دیں۔

(4) وتروں کی تیسری رکعت میں دعائے قنوت کی جگہ اللہ اکبر کہہ کر فقط ایک یا تین بار رب اغفر لی کہے۔ واللہ تعالٰی اعلم!(1)

رمضان کے آخری جمعہ میں قضاء عمری پڑھنے کا حکم؟

سوال: ماہِ رمضان کے آخری جمعہ میں قضاء عمری پڑھنے کا حکم؟

جواب: یہ نماز مخصوص طریقے سے پڑھی جاتی ہے جس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس طرح نماز پڑھنے سے ساری قضاء نمازیں ختم ہوجائیں گی اور ان کا ادا کرنا لازم نہیں ہوگا۔

تاج الفقہاء مفتی وسیم اختر المدنی زیدہ مجدہ مفصلاً تحریر فرماتے ہیں:

قضائے عمری کا مذکورہ طریقہ محض باطل وجہالت وبدعت ہے اس کی شریعت میں کوئی اصل نہیں ہے۔ اس میں کئی مفاسد پائے جاتے ہیں، مثلاً جماعت کی شرائط میں سے ہے کہ امام ومقتدی کی نماز ایک ہو، اگر امام ومقتدی کی نماز مختلف ہو تو اقتداء درست نہیں ہوتی ہے، مثلاً امام ظہر کی نماز ادا کر رہا ہے اور مقتدی عصر کی یا اس کے برعکس یا امام اپنی ادا نماز پڑھ رہا ہے اور کوئی شخص اپنی فوت شدہ نماز اس کے پیچھے پڑھنا چاہے تو یہ اقتداء درست نہیں اور اس مقتدی کی نماز نہیں ہوگی۔ یہ لوگ جو نماز ادا کرتے ہیں اس میں چند احتمال ہیں:

(1): امام نفل کی نیت سے پڑھ رہا ہو اور مقتدی اپنی قضاء کی نیت کرتے ہوں۔ اس صورت میں اقتداء باطل ہے کہ نفل والے کے پیچھے فرض کی قضاء نہیں ہوسکتی۔

(2): امام نفل کی نیت سے پڑھ رہا ہو اور مقتدی بھی نفل کی نیت سے اس جماعت میں

1- فتاوی رضویہ، 8/154، رضا فاؤنڈیشن لاہور

شرکت کرتے ہیں۔ اس صورت میں اقتداء تو درست ہوگی لیکن نفل کی نیت سے قضاء کی ادائیگی نہیں ہوسکتی۔

(3): امام قضاء کی نیت کرے اور مقتدی بھی قضاء کی نیت کریں۔ اس صورت میں اقتداء ہی درست نہیں ۔ کیونکہ امام اور مقتدی دونوں کی قضاء ایک نہیں ہوتی۔ امام کی جس دن کی مثلاً ظہر کی نماز قضاء ہوئی ہو، مقتدیوں کی بھی اس دن کی ظہر قضاء ہوئی ہو تو اقتداء درست ہے، لیکن عام طور پر ایسا ہوتا نہیں ہے۔ اگر دونوں کی نمازیں مختلف دن کی ہیں اگر چہ ظہر ہی کی ہوں تو اقتداء درست نہیں ہے۔

نور الایضاح اور اس کی شرح مراقی الفلاح میں ہے:

یشترط أن لا یکون الإمام مصلیا فرضا غیر فرضه أي فرض المأموم کظهر وعصر وظهرین من یومین۔ (1)

(ترجمہ:) "اقتدا کے لئے یہ شرط ہے کہ امام اور مقتدی کے فرائض الگ الگ نہ ہوں مثلاً ایک ظہر اور دوسرا عصر یا دو مختلف دنوں کی ظہر ادا کر رہے ہوں (تو پھر اقتداء جائز نہ ہوگی)"۔

تنویر الابصار، الدر المختار ورد المحتار میں ہے:

لا (مفترض بمتنفل وبمفترض فرضا آخر) کمصلی ظهر أمس بمصلی ظهر الیوم لأن اتحاد الصلاتین شرط۔ (2)

(ترجمہ:) "فرض ادا کرنے والا نفل پڑھنے والے کی اقتدا نہیں کرسکتا اسی طرح ایک اور فرض پڑھنے والا ہے دوسرا دوسرے فرض والا ہے ان کا ایک دوسرے کی اقتداء کرنا بھی جائز نہیں مثلاً کل کی ظہر پڑھنے والے کی آج کی ظہر پڑھنے والا اقتدا کرے کیونکہ دونوں کی نمازوں کا ایک ہونا شرط ہے"۔

1- مراقی الفلاح، 1/110، المکتبۃ العصریۃ

2- تنویر الابصار، باب الامامۃ، 2/391، 392، مکتبہ رحمانیہ لاہور

کثرت ثواب اُس عمل میں ہے جو شریعت کے مطابق ہو، شریعت کے خلاف کسی عمل میں کثرت ثواب تو کجا اُلٹا گناہ ہوتا ہے۔ لوگوں کا نماز کو بغیر کسی عذر شرعی کے اپنے وقت سے قضا کرنا گناہ اور مسجد میں مذکورہ نماز جماعت کے ساتھ علی الاعلان نماز پڑھنا مکروہ اور پھر فوت شدہ نماز کا اظہار کرنا بھی گناہ ہے۔

حدیث پاک میں ہے:

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا۔ (1)

(ترجمہ:) "حضرت انس فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص نماز پڑھنا بھول جائے تو جب بھی یاد آئے اس وقت پڑھ لے"۔

دوسری حدیث پاک میں ان الفاظ کے ساتھ ہے:

مَنْ نَسِيَ صَلَاةً أَوْ نَامَ عَنْهَا فَكَفَّارَتُهَا أَنْ يُصَلِّيَهَا إِذَا ذَكَرَهَا۔ (2)

(ترجمہ:) "جو شخص نماز پڑھنا بھول جائے یا وہ سو جائے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ جب اسے یاد آئے تو اُسے پڑھ لے"۔

الدر المختار میں ہے:

(ولا فيما يقضى من الفوائت في مسجد) فيما لأن فيه تشويشا وتغليطا (ويكره قضاؤها فيه) لأن التأخير معصية فلا يظهرها بزازية۔ (3)

(ترجمہ:) "اور فوت شدہ نمازوں کیلئے مسجد میں اذان دینا مشروع نہیں ہے اس لئے کہ اس میں دوسرے نمازیوں کو تشویش میں مبتلا کرنا اور نماز قضاء کرنے والوں پر تغلیط ہے اور اس نماز کو مسجد میں قضا کرنا مکروہ ہے، اس لئے کہ تاخیر گناہ ہے تو پس اس کا اظہار نہ کیا جائے، یہ بزازیہ میں ہے"۔

1۔ جامع الترمذی، ابواب الصلاۃ، ماجاء فی الرجل ینسی الصلاۃ، 1/43، قدیمی کتب خانہ کراچی

2۔ الجامع الصغیر، حرف المیم، الرقم (9059)، دار الکتب العلمیۃ بیروت

3۔ الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب الاذان، 2/73، مکتبۃ رحمانیہ لاہور

مزید اسی میں فرماتے ہیں:

التأخیر بلا عذر کبیرۃ لا تزول بالقضاء بل بالتوبۃ أو الحج۔ (1)

(ترجمہ:)"بلا عذر نماز میں تاخیر کرنا گناہ کبیرہ ہے اور یہ گناہ صرف قضاء سے زائل نہیں ہوگا، بلکہ قضاء کیساتھ توبہ یا حج مبرور سے ہوگا"۔

اس بارے میں جو احادیث بیان کی جاتی ہیں وہ موضوع اور من گھڑت ہیں۔

علامہ علی بن سلطان المعروف ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری اپنی کتاب موضوعات کبیر میں تحریر فرماتے ہیں:

من قضی صلاۃ من الفرائض فی آخر جمعۃ من شہر رمضان کان ذلك جابرا لکل صلاۃ فائتۃ فی عمرہ إلی سبعین سنۃ باطل قطعا لأنہ مناقض للإجماع علی أن شیئا من العبادات لا یقوم مقام فائتۃ سنوات۔ (2)

(ترجمہ:)"حدیث جس نے رمضان کے آخری جمعہ میں ایک فرض نماز ادا کرلی اس سے اس کی ستر سال کی فوت شدہ نمازوں کا ازالہ ہوجاتا ہے یقینی طور پر باطل ہے کیونکہ اس اجماع کے مخالف ہے کہ عبادات میں سے کوئی شئی سابقہ سالوں کی فوت شدہ عبادات کے قائم مقام نہیں ہوسکتی"۔

امام ابن حجر مکی تحفہ شرح منہاج للامام النووی میں تحریر فرماتے ہیں:

أقبح من ذلك ما اعتید فی بعض البلاد من صلاۃ الخمس فی ہذہ الجمعۃ عقب صلاتہا زاعمین أنہا تکفر صلوات العام أو العمر المتروکۃ وذلك حرام أو کفر لوجوہ لا تخفی۔ (3)

(ترجمہ:)"اس سے بھی بدتر وہ طریقہ ہے جو بعض شہروں میں ایجاد کرلیا گیا

1- الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب قضاء الفوائت، 2/626، 627، مکتبۃ رحمانیہ لاہور

2- موضوعات کبیر، الرقم (519)، ص 356، مؤسسۃ الرسالہ بیروت

3- تحفۃ المحتاج، باب صلاۃ الجمعۃ، 2/457، المکتبۃ التجاریۃ مصر

ہے کہ جمعہ کے بعد پانچ نمازیں اس گمان سے ادا کرلی جائیں کہ اس سے سال یا سابقہ تمام عمر کی نمازوں کا کفارہ ہے اور یہ عمل ایسی وجوہ کی بنا پر حرام یا کفر ہے جو نہایت ہی واضح ہیں"۔

امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ اس طرح کے ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

"فوت شدہ نمازوں کے کفارہ کے طور پر یہ جو طریقہ (قضائے عمری) ایجاد کرلیا گیا ہے، یہ بدترین بدعت ہے۔ اس بارے میں جو روایت ہے، وہ موضوع (گھڑی ہوئی) ہے۔ یہ عمل سخت ممنوع ہے، ایسی نیت و اعتقاد باطل و مردود ہے۔ اس جہالت قبیحہ اور واضح گمراہی کے بطلان پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے"۔(1)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ مذکورہ طریقے سے نمازیں ادا کرنا اگرچہ کثرت ثواب کی نیت سے پڑھیں سوائے گناہ کے اور کچھ نہیں، لہذا اس طرح کثرت ثواب کی امید رکھنا جہالت ہے، علماء کو چاہئے کہ عوام اور کم علم لوگوں کو اس جہالت سے باز رکھنے کی پوری کوشش کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم ورسولہ اعلم!(2)

سفر اور میکے میں خاتون نماز مکمل پڑھے گی؟

سوال: سفر میں میکے میں خاتون نماز مکمل پڑھے گی یا قصر کرے گی؟

جواب: (1) خاتون نے اپنے گھر سے 92 کلومیٹر یا اس سے زیادہ سفر کیا تو راستے میں چار فرض کو دو کر کے سفر والی نماز کی نیت سے ادا کرے گی۔

(2) جہاں اتنا سفر کر کے گئی ہے وہاں پندرہ دن سے کم رہنے کا ارادہ ہے تو بھی قصر کرے گی یعنی مکمل نماز نہیں پڑھے گی۔ اور اگر پندرہ دن سے زیادہ رہائش کا

1- فتاویٰ رضویہ، 8/155، رضا فاؤنڈیشن لاہور

2- یہ مکمل فتویٰ وسیم الفتاویٰ سے نقل کیا گیا۔

ارادہ ہے تو پوری پڑھے گی۔

(3) خاتون کی شادی ہوئی اور اس کے میکے کا گھر 92 کلو میٹر یا اس سے زیادہ دور ہے تو سفر میں نماز قصر کرے گی اور وہاں اگر پندرہ دن سے کم رہنے کا ارادہ ہے تو بھی قصر کرے گی۔ اور اگر پندرہ دن سے زیادہ رہائش کا ارادہ ہے تو پوری پڑھے گی۔ یعنی رخصتی کے بعد میکے اب اس کا وطنِ اصلی نہ رہا۔

(4) سنت اور نفل پڑھنے کا وقت ہے تو وہ مکمل پڑھے وگرنہ چھوڑ دے۔

تفصیل: امام محمد بن حسن شیبانی لکھتے ہیں:

قلت أرأيت المسافر هل يقصر الصلاة في أقل من ثلاثة أيام؟ قال لا قلت فإن سافر مسيرة ثلاثة أيام فصاعداً؟ قال يقصر الصلاة حين يخرج من مصره۔ (1)

(ترجمہ:) "میں (محمد بن حسن) نے کہا: آپ (امام اعظم ابو حنیفہ) کیا فرماتے ہیں اس مسئلے میں کہ کیا تین دن سے کم مدتِ مسافت میں نماز قصر کی جائے؟ فرمایا: نہیں۔ میں نے کہا: اگر تین دن یا اس سے زیادہ کی مسافت ہو؟ فرمایا: جس وقت اپنے شہر سے نکلے گا تو نماز قصر کرے گا"۔

کنز الدقائق میں ہے:

وتعتبر نية الإقامة والسفر من الأصل دون التبع كالمرأة والعبد والجندي۔ (2)

(ترجمہ:) "اقامت اور سفر میں اصل کی نیت کا اعتبار ہوگا نہ کہ تابع کا، جیسے بیوی، غلام اور لشکری تابع ہوتے ہیں"۔

1- الاصل، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، 1/231، دار ابن حزم لبنان

2- کنز الدقائق، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، ص 188، دار البشائر الاسلامیہ

دلہن اور نماز مع نماز قضاء کرنے کی سزا

ہمارے ہاں اکثر شادی بیاہ کے موقع پر نماز کو ترک کر دیا جاتا ہے، خواتین میک اپ کرنے کروانے کی وجہ سے یا میک اپ خراب ہونے کی وجہ سے نمازوں کو ترک کر دیتی ہیں۔

یہی حال دلہن کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ وضو کے بیان میں ہم نے لکھا کہ دلہن میک اپ کرنے سے پہلے اچھی طرح وضو کر لے اور وقت پر نماز ادا کرے، یوں اس کا میک اپ بھی خراب نہیں ہوگا اور نماز بھی ادا ہوتی رہے گی۔

نماز چھوڑنے کی سزا:

قرآن:

(1) إِنَّ الْمُنَافِقِينَ يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كُسَالَىٰ يُرَاءُونَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا۔ (1)

(ترجمہ:) "بے شک منافق لوگ اپنے گمان میں اللہ کو فریب دیا چاہتے ہیں اور وہی انہیں غافل کر کے مارے گا اور جب نماز کو کھڑے ہوں تو ہارے جی سے لوگوں کو دکھاوا کرتے ہیں اور اللہ کو یاد نہیں کرتے مگر تھوڑا"۔

(2) مَا مَنَعَهُمْ أَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقَاتُهُمْ إِلَّا أَنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَبِرَسُولِهِ وَلَا يَأْتُونَ الصَّلَاةَ إِلَّا وَهُمْ كُسَالَىٰ وَلَا يُنْفِقُونَ إِلَّا وَهُمْ كَارِهُونَ۔ (2)

(ترجمہ:) "اور وہ جو خرچ کرتے ہیں اس کا قبول ہونا بند نہ ہوا مگر اسی لئے کہ وہ اللہ ورسول سے منکر ہوئے اور نماز کو نہیں آتے مگر جی ہارے اور خرچ نہیں کرتے مگر ناگواری سے"۔

(3) الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ۔ (3)

1- النساء، آیت:142

2- التوبہ، آیت:54

3- الماعون، آیت:5

(ترجمہ:) "جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں"۔

(5) إِلَّا أَصْحَابَ الْيَمِينِ ○ فِي جَنَّاتٍ يَتَسَاءَلُونَ ○ عَنِ الْمُجْرِمِينَ ○ مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ ○ قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ۔ (1)

(ترجمہ:) "مگر دہنی طرف والے، باغوں میں پوچھتے ہیں، مجرموں سے، وہ بولے ہم نماز نہ پڑھتے تھے اور مسکین کو کھانا نہ دیتے تھے"۔

احادیث وآثار:

(1) لَيْسَ صَلَاةٌ أَثْقَلَ عَلَى الْمُنَافِقِينَ مِنَ الْفَجْرِ وَالْعِشَاءِ، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِيهِمَا لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا، لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ الْمُؤَذِّنَ، فَيُقِيمَ، ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا يَؤُمُّ النَّاسَ، ثُمَّ آخُذَ شُعَلًا مِنْ نَارٍ، فَأُحَرِّقَ عَلَى مَنْ لَا يَخْرُجُ إِلَى الصَّلَاةِ بَعْدُ۔ (2)

(ترجمہ:) "منافقوں پر فجر اور عشاء کی نمازوں سے بھاری اور کوئی نماز نہیں ہے۔ اور اگر وہ جانتے کہ ان میں کیا فضیلت ہے تو گھٹنوں کے بل گھسٹتے ہوئے بھی حاضر ہوتے۔ میں نے ارادہ کیا کہ میں مؤذن کو حکم اذان دوں پھر وہ اقامت کہے پھر کسی شخص کو حکم دوں کہ لوگوں کی امامت کرے۔ پھر آگ کے شعلے لے کر انہیں جلا دوں جو نماز کے لئے ابھی تک نہیں نکلے"۔

(2) يَكُونُ أُمَرَاءُ تَشْغَلُهُمْ أَشْيَاءُ، يُؤَخِّرُونَ الصَّلَاةَ عَنْ وَقْتِهَا۔ (3)

(ترجمہ:) "ایک زمانے میں میری امت کے حکمران ہوں گے جو دنیاوی امور کی وجہ سے نماز تاخیر سے پڑھا کریں گے"۔

1- المدثر، آیت: 39-43

2- صحیح البخاری، باب فضل العشاء فی الجماعة، الرقم (657)، 1/132، دار طوق النجاة

3- سنن ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلاۃ، ماجاء فیما اخروا الصلاۃ، الرقم (1257)، 1/398، دار احیاء الکتب العربیۃ

(3) قال رسول اللہ ﷺ إِنَّ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكَ الصَّلَاةِ۔ (1)

(ترجمہ:) "انسان اور کفر و شرک کے درمیان نماز نہ پڑھنے کا فرق ہے"۔

(4) عن عمر لا إسلام لِمَنْ لَمْ يُصَلِّ۔ (2)

(ترجمہ:) "اس شخص کا کوئی اسلام نہیں جو نماز ادا نہیں کرتا"۔

(5) قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مَنْ تَرَكَ صَلَاةً وَاحِدَةً مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَ مِنَ اللهِ وَبَرِئَ اللهُ مِنْهُ۔ (3)

(ترجمہ:) "جس شخص نے جان بوجھ کر ایک نماز چھوڑی تو وہ اللہ تعالیٰ سے بری ہوا اور اللہ تعالیٰ اس سے بری ہوا"۔

(6) قال الإمام أحمد كل شيء يذهب آخره فقد ذهب جميعه، فإذا ذهبت صلاة المرء ذهب دينه۔ (4)

(ترجمہ:) "ہر وہ چیز جس کا آخری حصہ چلا گیا تو وہ ساری چیز ضائع ہو گئی (ہر چیز کا مدار خاتمہ پر ہوتا ہے)۔ پس جب انسان کی نماز جاتی رہی تو اس کا دین جاتا رہا"۔

کیا شوہر مرحومہ بیوی کا چہرا دیکھ سکتا ہے؟

سوال: کیا شوہر اپنی مرحومہ بیوی کا چہرا دیکھ سکتا ہے؟

جواب: اگر کسی کی بیوی فوت ہو گئی تو اس کا شوہر اس کو غسل نہیں دے سکتا ہے اور نہ چھو

1- صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب بیان اطلاق اسم الکفر، الرقم (134)، 1/88، دار احیاء التراث العربي

2- الطبقات الکبریٰ لابن سعد، طبقۃ الکوفیین، 6/201، دار الکتب العلمیہ بیروت

3- تعظیم قدر الصلاۃ للمروزی، باب اکفار تارک الصلاۃ، الرقم (934)، 2/898، مکتبۃ الدار، المدینۃ المنورۃ

4- الصلاۃ واحکام تارکہا لابن قیم، ص 34، مکتبۃ الثقافۃ، المدینۃ المنورۃ

سکتا ہے، البتہ چہرا دیکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔
تفصیل: الدر المختار میں ہے:

(ویمنع زوجها من غسلها ومسها لا من النظر إليها على الأصح) منية۔(1)

(ترجمہ:)" خاوند کا بیوی کو غسل دینا اور چھونا منع ہے، دیکھنا منع نہیں ہے اصح قول کے مطابق"

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی لکھتے ہیں:

"عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ شوہر عورت کے جنازہ کو نہ کندھا دے سکتا ہے نہ قبر میں اتار سکتا ہے نہ مونھ دیکھ سکتا ہے، یہ محض غلط ہے صرف نہلانے اور اسکے بدن کو بلا حائل ہاتھ لگانے کی ممانعت ہے"۔(2)

مرحومہ خاتون کو کون کندھا دے سکتا ہے اور قبر میں اتار سکتا ہے؟

سوال: مرحومہ خاتون کو کون کون کندھا دے سکتا ہے اور قبر میں اتار سکتا ہے؟
جواب: خاتون کے جنازہ کی چارپائی کو نامحرم اور محرم دونوں کندھا دے سکتے ہیں۔ مگر قبر میں محارم اتاریں، اگر وہ نہ ہوں تو دیگر رشتے دار و گرنہ نیک پرہیزگار اتاریں۔
تفصیل: صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی لکھتے ہیں:

"عورت کا جنازہ اتارنے والے محارم ہوں، یہ نہ ہوں تو دیگر رشتہ والے یہ بھی نہ ہوں تو پرہیزگار اجنبی کے اتارنے میں مضایقہ نہیں"۔(3)

میت کے زیور اتارنا اور سونے کی دانت اتارنا کیسا؟

سوال: میت کے زیور اتارنا اور اسی طرح سونے کے دانت اتارنا کیسا ہے؟

1- الدر المختار، باب صلاۃ الجنازۃ، 2/198، دار الفکر بیروت
2- بہار شریعت، حصہ 1،4/813، مکتبۃ المدینۃ کراچی
3- بہار شریعت، حصہ 1،4/844، مکتبۃ المدینۃ کراچی

جواب: (1) کان، ناک، بازو، پنڈلی وغیرہ کے زیورات کو اتارا جائے گا۔

(2) سونے یا چاندی کے دانت، تار اسی طرح اس کے اعضاء میں جو چیزیں فکس ہیں اور ان کا نکالنا مشکل ہے تو اسے نہیں نکالا جائے گا۔

تفصیل: علامہ حصکفی اور ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

(ولا يسرح شعره) أي يكره تحريما (ولا يقص ظفره) إلا المكسور (ولا شعره) ولا يختن (قوله أي يكره تحريما) لما في القنية من أن التزيين بعد موتها والامتشاط وقطع الشعر لا يجوز نهر، فلو قطع ظفره أو شعره أدرج معه في الكفن قهستاني عن العتابي۔ (1)

(ترجمہ:) "میت کے بالوں میں کنگھا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ اس کے ناخن کو نہ کاٹا جائے، مگر وہ جو ٹوٹا ہوا ہو۔ اور نہ ہی بال کاٹے جائیں۔ نہ ختنہ کیا جائے۔ مکروہ تحریمی کی وجہ یہ ہے کہ مرنے کے بعد اس کی تزئین وآرائش اور بال کاٹنا جائز نہیں ہے۔ اور اگر اس کے بال یا ناخن کاٹے تو اسے کفن میں ہی رکھ دے۔ قہستانی نے عتابی سے نقل کیا"۔

*****

1- الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، 2/198، دار الفکر بیروت

چھٹا باب:
روزہ وزکوۃ اور حج وعُمرہ کے متعلق اہم وجدید مسائل

نوٹ: روزہ اور زکوۃ کے احکام بالتفصیل ہم نے اپنی دوسری کتاب "ماہِ رمضان میں درپیش جدید مسائل کا حل" میں ذکر کردیے ہیں۔ اسی لئے اختصار کے پیشِ نظر یہاں صرف زکوۃ کے متعلق اہم سوال درج کیے جا رہے ہیں۔

اور روزہ توڑنے والی چیزوں، نہ توڑنے والی چیزوں اور رروزے کی مکروہات کی فہرست درج کی جارہی ہے۔

اسی طرح حج کے بالتفصیل مسائل سے بھی صرف نظر کیا جارہا ہے اور خواتین کے حوالے سے پیش آمدہ مسائل اور عمرہ وحج کے مختصر طریقے پر اقتصار کیا جارہا ہے۔

کس پر زکوۃ واجب ہے؟ جاننے کا آسان فارمولہ

سوال: کس پر زکوۃ واجب ہے اور کس پر واجب نہیں؟

جواب: ایک مسلمان عاقل اور بالغ پر زکوۃ کے واجب ہونے کی 6 شرائط ہیں۔ ان شرائط کو اپنے اوپر لاگو کرتے جائیں نتیجہ نکل آئے گا کہ آپ پر زکوۃ واجب ہے یا نہیں؟

وہ 6 شرائط یہ ہیں:

(1) مال نصاب کی مقدار کو پہنچتا ہو۔ (نصاب کی تفصیل اگلے سوال میں دیکھئے)۔

(2) مکمل طور پر اُس مال کا مالک ہو۔

(3) جو قرض دینا ہے اس کو نکال کر نصاب کی مقدار بچ جائے۔

(4) ضروریات زندگی کو نصاب میں شامل نہیں کریں گے۔ (ضروریاتِ زندگی میں جو

چیزیں شامل ہیں ان کی فہرست آگے آرہی ہے)۔

(5) مال بڑھنے والا ہو جیسے سونا، چاندی، پیسہ روپیہ چاہے کسی شکل میں ہو جیسے بینک میں ہے یا بانڈز ہیں، یا کسی کو قرض دیا ہے۔ اسی طرح جس مال کی تجارت کرتے ہیں۔

(6) چاند کے لحاظ سے اُس مال پر سال گزر چکا ہو۔

نصاب کی مقدار کیا ہے؟

سوال: نصاب سے کیا مراد ہے اور اس کی مقدار کیا ہے؟

جواب: نصاب شریعت کی مقرر کردہ ایک مخصوص مقدار کو کہتے ہیں۔ لہذا جس شخص کے پاس درج ذیل میں سے کوئی ایک مقدار پائی جائے وہ شخص صاحب نصاب ہوگا اور زکوۃ کی باقی شرائط کے ساتھ اس پر زکوۃ واجب ہوگی۔

(1) ساڑھے سات تولے سونا (یعنی 87.48 گرام)۔

(2) ساڑھے باون تولے چاندی (یعنی 612.36 گرام)۔

(3) کم از کم ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت جتنا اس کے پاس مالِ تجارت ہو۔

(4) اتنی ہی مالیت کے اس کے پاس ضروریات سے زائد پیسے ہوں۔

(5) اتنی ہی مالیت کا اس کے پاس ضروریاتِ زندگی سے زائد سامان ہو۔ (خاص اس صورت میں وہ زکوۃ نہیں لے سکتا اگرچہ اس پر زکوۃ واجب نہیں)۔

نوٹ: ہاں اگر کسی کے پاس کچھ سونا اور کچھ چاندی، یا پھر تھوڑا سا سونا ہے اور کچھ پیسے ہیں یا مالِ تجارت ہے لہذا اب دونوں کی مالیت ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کو پہنچ جاتی ہے تو ایسا شخص بھی صاحب نصاب ہوگا۔

کس مال پر زکوۃ ہے اور کس پر نہیں؟

سوال: کس مال پر زکوۃ ہے اور کس پر نہیں؟

جواب: زکوۃ تین قسم کے مال پر ہے۔ (1) سونا، چاندی اور ضرورت سے زائد پیسہ،

(2) تجارت کا مال۔ (3) وہ جانور جس کا مقصد افزائشِ نسل ہو اور وہ سال کا اکثر حصہ میدان وغیرہ کی مباح گھاس پھوس چرتے ہوں۔

تفصیل: زکوۃ صرف اور صرف تین قسم کی اشیاء پر ہے:

(1) سونا، چاندی چاہے کسی شکل میں ہوں۔ اور پیسہ، نقد رقم، بینک اکاؤنٹ، ڈیپازٹس، بانڈز، امانت رکھوائی گئی رقم وغیرہ جبکہ حاجتِ اصلیہ سے زائد ہوں۔

(2) مالِ تجارت۔ یعنی وہ مال کہ جس کی تجارت کی جاتی ہو۔ وہ مال جس کی تجارت نہیں کی جاتی بلکہ وہ کاروبار کیلئے استعمال ہو رہا ہو جیسے مشینری، ٹرانسپورٹ وغیرہ تو ان پر زکوۃ فرض نہیں۔ تجارت کی غرض سے خریدا گیا پلاٹ، فلیٹ، دکان، ہیرے جواہرات، اسی طرح حصص و شیئرز وغیرہ پر بھی زکوۃ فرض ہے۔

(3) چرائی پر چھوٹے جانور۔

امام اہل سنت امام احمد رضا خان لکھتے ہیں:

"زکوۃ صرف تین ۳ چیزوں پر ہے: سونا، چاندی کیسے ہی ہوں، پہننے کے ہوں یا برتنے کے، سکہ ہو یا ورق۔ دوسرے چرائی پر چھوٹے جانور۔ تیسرے تجارت کا مال۔ باقی کسی چیز پر نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم"۔(1)

حاجتِ اصلیہ میں کون سی اشیاء داخل ہیں؟

سوال: حاجتِ اصلیہ سے کون سی اشیاء مراد ہیں اور کون سی اشیاء اس میں داخل ہیں؟

جواب: مفتی محمد رفیق الحسنی زید مجدہ لکھتے ہیں:

"موجودہ دور میں صوفہ، فرنیچر، اے سی، الیکٹرانک پنکھے، جنریٹر، واشنگ مشین، اوون، جوسر بلنڈر، فرج، ڈیپ فریزر، استری وغیرہا یہ سب اثاث منزل میں داخل ہیں۔ اور تعلیم و تعلم کیلئے آلات قلم، کیلکولیٹر، کمپیوٹر، لیپ ٹاپ، آئی پیڈ، وغیرہا سب آلات حرفت میں داخل ہیں۔ آئی فون،

1- فتاویٰ رضویہ، ج 10 ص 161، رضا فاؤنڈیشن لاہور

موبائل، ٹی وی وغیرہا حاجاتِ اصلیہ میں داخل ہیں۔۔۔۔سواری کیلئے حسبِ ضرورت اسکوٹر سے لیکر بلٹ پروف گاڑیوں تک حتی کہ سرمایہ دار کے ذاتی استعمال کے ہوائی جہاز وغیرہا حاجتِ اصلیہ میں داخل ہین۔۔۔۔ اوقات کے جاننے کیلئے گھڑی، بلڈ پریشر اور شوگر او ردیگر امراض کے ٹیسٹوں کیلئے مشینیں حرفت میں داخل ہیں"۔(1)

مگر ان اشیاء میں سے اگر کوئی چیز اضافی ہے یا ڈبل ہے اور استعمال نہیں ہوتی تو وہ حاجتِ اصلیہ سے زائد ہیں۔حاجتِ اصلیہ میں سے کسی بھی چیز پر زکوۃ نہیں۔

زکوۃ ادا کرنے کا آسان طریقہ

سوال: زکوۃ ادا کرنے کا آسان طریقہ کیا ہے؟

جواب: جو کوئی شخص زکوۃ ادا کرنا چاہتا ہے سب سے پہلے وہ درج ذیل 4 چیزوں کو دیکھے کہ وہ ان پر پورا اترتا ہے یا نہیں؟ اگر اترتا ہے تو زکوۃ ہوگی وگرنہ نہیں۔

(1) اگر اس کا کاروبار ہے تو کاروبار کی مالیت ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کو پہنچ جاتی ہے۔ اور اس میں کاروبار کی صرف ان چیزوں کو دیکھا جائے کہ جن کو خریدا اور بیچا جاتا ہے۔ مثلاً پرچون کی دکان یا آئل کی دکان میں اتنا مال ہے کہ وہ چاندی کے نصاب کی مالیت کو پہنچ جاتا ہے تو ایسا شخص صاحبِ نصاب ہوا۔ مثلاً فرض کریں چاندی کے نصاب کی مالیت 36 ہزار روپے ہے تو مالِ تجارت کا کم سے کم اتنی مالیت کو پہنچنا ضروری ہے۔

(2) وافر مقدار میں پیسہ ہے جو چاندی کے نصاب کو پہنچ جاتا ہے یا صرف سونا ساڑھے سات تولہ ہے یا چاندی ساڑھے باون تولے ہے۔تو بھی وہ صاحبِ نصاب ہے۔ اب اگلی شرائط دیکھیں۔

(3) سال گزر چکا ہے۔

1- رفیق البرکات لاحل الزکوۃ، ص 227، جامعہ اسلامیہ مدینۃ العلوم کراچی

(4) اگر قرض دینا ہے تو قرض کو نصاب سے الگ (منہا) کرلیں گے پھر وہ مال نصاب کو پہنچ جاتا ہے۔

(5) اگر قرض لینا ہے تو اسے نصاب میں شامل کرلے۔

اگر یہ تمام شرائط پائی جائیں تو وہ شخص اپنے مال کی یا اپنے کاروباری مال کی مالیت کا اڑھائی فیصد زکوۃ کی مد میں مستحق کو ادا کریگا۔

عورت کے مال کی زکوۃ کس پر لازم ہے؟

سوال: عورت کے مال کی زکوۃ کس پر لازم ہے؟

جواب: جس خاتون کے پاس مال بقدرِ نصاب اور زکوۃ واجب ہوچکی ہے تو اس کی زکوۃ اسی پر واجب ہے نہ کہ اس کے شوہر یا اس کے بیٹوں پر۔

اسی طرح یہ عذر بھی درست نہیں ہے کہ اگر شوہر کی آمدنی کم ہے تو زکوۃ نہ دے۔ بلکہ خاتون پر لازم ہے کہ وہ زکوۃ ادا کرے۔

تفصیل: فتاوی رضویہ میں ہے:

"زیور کہ ملکِ زن ہے اس کی زکوۃ ذمہ شوہر ہرگز نہیں اگرچہ اموالِ کثیرہ رکھتا ہو۔۔۔ اگر زیور عورت کی ملک ہے تو اس کی زکوۃ اس پر واجب ہوگی"۔(1)

کونسی صورتوں میں روزہ توڑنا جائز ہے؟

سوال: کونسی صورتوں میں روزہ توڑنا جائز ہے؟

جواب: (1): اچانک ایسی بیماری یا حادثہ لاحق ہوا کہ برداشت سے باہر ہے مثلاً اچانک پیٹ میں درد شروع ہوگیا، یا موت کا خطرہ ہے، یا مرض بڑھ جانے کا خطرہ ہے تو دوائی پینا یا پانی پینا اور روزہ توڑنا جائز ہے۔

(2): روزے کی حالت میں اگر روزہ نہیں توڑے گا تو مرض دیر سے ٹھیک ہوگا یا عضو

1- فتاوی رضویہ، 10/ 132، 143، رضا فاؤنڈیشن لاہور

کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے تو روزہ توڑنا جائز ہے۔

(3): اگر سخت پیاس لگی ہے کہ نہانے سے یا ٹھنڈی جگہ پر بیٹھنے سے کم نہیں ہورہی اور برداشت سے باہر ہے مثلاً مریض کے ساتھ یہ معاملہ پیش آیا یا کام کی شدت کی وجہ سے مزدور کے ساتھ ایسا ہوا تو پانی پینا اور روزہ توڑنا جائز ہے۔

(4): حاملہ عورت یا دودھ پلانے والی عورت کو اپنی یا بچے کی جان کو خطرہ ہے یا مرض بڑھنے کا خوف ہے یا برداشت سے باہر ہے تو ایسی عورت روزہ توڑ سکتی ہے۔

تفصیل: علامہ زین الدین ابنِ نجیم المصری لکھتے ہیں:

هنا ثمانية المرض والسفر۔ (1) والإكراه والحبل والرضاع والجوع والعطش وكبر السن كذا في البدائع (قوله لمن خاف زيادة المرض الفطر) لقوله تعالى(فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ)([البقرة:184]) فإنه أباح الفطر لكل مريض لكن القطع بأن شرعية الفطر فيه إنما هو لدفع الحرج وتحقق الحرج منوط بزيادة المرض أو إبطاء البرء أو إفساد عضو۔ (2)

(ترجمہ:) "روزہ توڑنے کی آٹھ وجوہات ہیں۔ مرض، سفر، اکراہ، حمل، دودھ پلانا، بھوک، پیاس، بوڑھا ہوجانا۔ اسی طرح بدائع میں ہے۔ مصنف کا قول: جس کو مرض بڑھنے کا خوف ہو اس کیلئے روزہ افطار کرنا جائز ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے ہے"تو تم میں جو کوئی بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں"، ہر مریض کو روزہ توڑنے کی اجازت ہے لیکن یہ بات قطعی ہے کہ روزہ توڑنا صرف اور صرف حرج کو دفع کرنے کیلئے

1- محقق قول کے مطابق سفر روزہ چھوڑنے کیلئے عذر ہے لیکن سفر کی وجہ سے روزہ توڑنا جائز نہیں ہے۔ [ردالمحتار، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، ج2، ص431، دار الفکر بیروت]

2- البحر الرائق، فصل فی عوارض الفطر فی رمضان، ج2، ص302، دار الکتاب الاسلامی بیروت

ہے۔ اور حرج مرض کے بڑھنے یا دیر سے صحیح ہونے یا عضو کے ضائع ہونے کے ساتھ مُتحقق ہوجاتا ہے"۔

مریض کب روزہ چھوڑ سکتا ہے؟

سوال: مریض کب روزہ چھوڑ سکتا ہے؟

جواب: اگر کوئی ایسا مریض جو روزہ نہیں رکھ سکتا یا روزے سے اسے نقصان ہوگا یا مرض بڑھ جائے گا یا دیر میں درست ہوگا یا عُضو کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے، اور یہ سب تجربہ سے ثابت ہو یا کوئی علامت ظاہر ہو یا مسلمان ڈاکٹر غیر فاسق (یعنی بظاہر دین دار ہو) روزہ رکھنے سے منع کرے تو اُسے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے اور بعد میں چھوڑے ہوئے روزوں کی صرف قضاء کرے گا۔

حاملہ اور دودھ پلانے والی کیلئے روزے کا حکم

سوال: حمل والی اور دودھ پلانے والی کے لیے روزے کا کیا حکم ہے؟

جواب: (1) روزہ رکھنے کی وجہ سے حمل والی عورت کی صحت کو یا بچے کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے تو روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے اور بعد میں اس کی قضاء کرنا ضروری ہے۔

(2) دودھ پلانے والی عورت اگر روزہ رکھے تو دودھ میں کمی آسکتی ہے، نقصان کا اندیشہ ہے تو ایسی عورت کو بھی روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے۔

(3) اگر دودھ پلانے والی عورت نے روزہ رکھ لیا تو روزے کی حالت میں اپنے بچے کو دودھ پلا سکتی ہے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

تفصیل: شمس الائمہ سرخسی لکھتے ہیں:

وإذا خافت الحامل، أو المرضع على نفسها أو ولدها أفطرت لقوله صلى الله عليه وسلم إِنَّ اللهَ تَعَالَى وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ شَطْرَ الصَّلَاةِ وَالصَّوْمَ وَعَنِ الْحَامِلِ وَالْمُرْضِعِ الصَّوْمَ ولأنه يلحقها الحرج في نفسها أو

ولدها، والحرج عذر فی الفطر۔ (1)

(ترجمہ:)" جب حاملہ عورت یا دودھ پلانے والی عورت کو اپنا یا بچے کا خوف ہو تو روزہ چھوڑ دے؛ کیونکہ نبی کریم نے فرمایا: اللہ تعالی نے مسافر سے آدھی نماز اور روزے (کی فوری ادائیگی) کو معاف فرما دیا ہے۔ حاملہ اور دودھ پلانے والی پر بھی روزے کو واجب نہیں کیا۔ اور کیونکہ روزہ رکھنے سے ان عورتوں کو اپنی ذات یا بچے پر حرج لاحق ہوگا اور حرج روزہ چھوڑنے کے اسباب میں سے ہے"۔

روزہ توڑنے والی چیزوں کا اجمالی خاکہ

(1) انہیلر استعمال کرنا۔

(2) ناک میں وکس/بام لگانا۔

(3) آکسیجن ماسک لگانا۔

(4) بھاپ لینا۔

(5) جان بوجھ کر منہ بھر الٹی کرنا۔

(6،7،8) سگریٹ، حقہ، شیشہ پینا۔

(9) جان بوجھ کر گیس حلق سے نیچے اتارنا۔

(10) پیری ٹونیل ڈائلیسس کرانا۔

(11) دل کے مریض کا زبان کے نیچے دوائی رکھنا۔

(12) حمل روکنے کیلئے شرمگاہ میں لوپ، چھلا رکھنا۔

(13) جان بوجھ کر جلتی اگربتی سونگھنا۔

(14،15) پاخانے کے مقام میں حقنہ کرانا۔ یا تر آلات داخل کرنا۔

(16) کھانا۔

1- المبسوط، کتاب الصوم، ج3، ص99، دار المعرفہ بیروت

(17) پینا۔

(18) ہمبستری کرنا۔

(19) مُشت زنی کرنا جبکہ اس سے انزال ہو جائے۔

(20) بیوی سے بوس وکنار کرتے ہوئے اِنزال (مَنی نکلنا، فارغ) ہو جانا۔

(21) گرد وغبار جان بوجھ کر کھینچنا۔

(22) نسوار لگانا۔

(23) ٹوتھ پیسٹ یا منجن استعمال کرنا جبکہ اس کے اجزاء حلق سے نیچے اتر جائیں۔

(24) سالن چکھنے کے بعد نگل جانا۔

روزہ نہ توڑنے والی چیزوں کا اجمالی خاکہ

(1) انجکشن لگانا۔

(2) گلوکوز چڑھانا۔

(3) ہیموڈائلیسس کرانا۔

(4،5) آنکھ میں سرمہ لگانا یا دوائی ڈالنا۔

(6) کان میں دوائی ڈالنا۔

(7) دانت نکلوانا بشرطیکہ خون وغیرہ حلق سے نیچے نہ اترے۔

(8) بغیر قصد کے اگربتی اور عود کا دھواں حلق سے نیچے اترنا۔

(9) مِسواک استعمال کرنا بشرطیکہ حلق سے نیچے کوئی چیز نہ اترے۔

(10) دَنداسا استعمال کرنا بشرطیکہ حلق سے نیچے کوئی چیز نہ اترے۔

(11) سالن چکھ کر تھوک دینا۔

(12) سرخی، کریم لگانا اور فشل کرانا۔

(13) خون چڑھانا۔

(14) خون نکلوانا۔

(15) بیہوش ہونا۔

(16) پرفیوم اور خوشبو لگانا۔

(17) سر یا جسم کے کسی بھی حصے سے بال کاٹنا۔

(18) محض غلط خیالات کی وجہ سے انزال (منی نکلنا، فارغ) ہونا۔

(19) بلا قصد گرد وغبار یا گیس کا حلق سے نیچے اتر جانا۔

(20) آپریشن کرانا بشرطیکہ دماغ، پیٹ اور مَنافذِ اصلیہ میں کوئی چیز نہ پہنچے۔

(21، 22، 23) بھول کر کھانا، پینا اور ہمبستری کرنا۔

(24) حجامہ کرانا۔

(25) بلا قصد مکھی کا حلق سے نیچے اتر جانا۔

(26) احتلام ہونا۔

(27) منہ بھر سے کم الٹی آنا۔

(28) بلا اختیار منہ بھر الٹی آنا بشرطیکہ اس سے چنے کے برابر کوئی چیز واپس نہ لوٹائی ہو (منہ بھر الٹی کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس کو روک نہ سکے)۔

(29) سر یا بدن کے کسی حصے پر تیل لگانا۔

(30) غسل فرض ہونے کے بعد بغیر غسل کیے روزہ شروع کرنا۔

(31) نزلہ کی دوائی سونگھنا۔

روزے کے مکروہات کا اجمالی خاکہ

(1) جھوٹ، چغلی، غیبت، گالی دینا، بیہودہ بات کرنا، کسی کو تکلیف دینا، دھوکہ دینا، لڑائی جھگڑا کرنا، دشمنی کرنا، بلا ضرورت اجنبی عورتوں سے بے تکلف ہونا، لہو ولعب میں مشغول ہونا، فحش حرکات کرنا، فحش گوئی کرنا، ظلم کرنا، فحش چیزیں دیکھنا بلکہ ہر قسم کا گناہ روزے کی روحانیت کو ختم کر دیتا ہے اور روزہ مکروہ ہو جاتا ہے۔

(2) بلا ضرورت کسی چیز کا چکھنا یا چبانا۔

(3) عورت کا بوسہ لینا اور گلے لگانا اور بدن چھونا جب کہ یہ اندیشہ ہو کہ انزال ہو جائے گا یا جماع میں مبتلا ہوگا۔ ہونٹ اور زبان چوسنا روزہ میں مطلقاً مکروہ ہے، یہی حکم مُباشرتِ فاحشہ کا ہے۔

(5،4) پچھنے لگوانا جب کہ کمزوری کا اندیشہ ہو۔ اسی طرح بلڈ ٹیسٹ کروانا یا خون دینا۔

(7،6) کُلّی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرنا۔

(8) پانی کے اندر ہوا خارج کرنا۔

(9) ٹوتھ پیسٹ یا منجن استعمال کرنا بشرطیکہ حلق سے نیچے کوئی چیز نہ اترے۔

(10) دنداسا استعمال کرنا بشرطیکہ حلق سے نیچے کوئی چیز نہ اترے۔

(11) ایسا کام کرنا جس کی وجہ سے کمزوری ہو جائے۔

(12) سَحری کھانے میں اتنی تاخیر کرنا کہ صبحِ صادق ہو جانے کا شک ہو جائے۔

(13) ٹشو پیپر میں لپٹی ہوئی نسوار منہ میں رکھنا۔

حج وعمرہ کا طریقہ

عمرہ کا طریقہ:

عمرہ میں درج ذیل چار چیزیں ہوتی ہیں:

(1) عمرے کا احرام۔ یہ شرط ہے۔

(2) خانہ کعبہ کا طواف کرنا۔ یہ رکن ہے۔

(3) صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا۔ یہ واجب ہے۔

(4) سر منڈانا یا بال کتروانا۔ خاتون انگلی کے ایک پورے کے برابر بال کٹوائے۔ یہ واجب ہے۔

حج کا طریقہ:

نوٹ: پاک وہند سے جانے والے اکثر حج تمتع کرتے ہیں تو اس کا طریقہ درج ہے:

(1) گھر سے روانگی۔

(2) میقات سے پہلے عمرہ کی نیت سے احرام باندھنا۔

(3) کعبہ شریف کا طواف کرنا، مقام ابراہیم پر دو نفل پڑھنا۔

(4) سعی کرنا اور اس کے بعد بال کاٹ کر احرام کھول دینا۔

(5) دوبارہ احرام باندھ کر 8 ذی الحج کو منیٰ جانا اور وہاں جا کر پانچ نمازیں (ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر) ادا کرنا۔

(6) 9 ذی الحج کو مقام عرفات میں جا کر ظہر تا غروبِ آفتاب تک وقوف کرنا۔ رات کا کچھ حصہ گزارنا بھی ضروری ہے۔

(7) 9 ذی الحج کو سورج غروب ہونے کے بعد عرفات سے مزدلفہ پہنچ کر نماز مغرب وعشاء ملا کر پڑھنا، رات مزدلفہ میں گزارنا اور طلوع آفتاب سے کچھ دیر پہلے تک مزدلفہ میں ٹھہرنا۔

(8) 10 ذی الحج کو مزدلفہ سے منیٰ میں آنا اور جمرۃ العقبیٰ پر کنکریاں مارنا، قربانی کرنا اور بال کٹوانا۔

(9) 10 ذی الحج کو بال کٹوانے کے بعد مکہ مکرمہ جا کر طواف زیارت کرنا اور پھر واپس منیٰ آنا۔

(10) 11، 12 اور 13 ذی الحج کو منیٰ میں ہی ٹھہرنا اور ان تینوں دنوں میں تینوں جمرات کو کنکریاں مارنا۔

(11) 14 ذی الحج کو یا جب رخصت ہونے کا ارادہ ہو تو طواف وداع کرنا۔

(12) روضہ رسول کی زیارت کی نیت سے مدینہ شریف جانا۔

محرم کے بغیر حج وعمرہ کرنا کیسا؟

سوال: محرم کے بغیر حج وعمرہ کرنا کیسا ہے؟

جواب: محرم کے بغیر حج وعمرے کے لئے عورت سفر ہرگز نہیں کر سکتی۔ اگر محرم نہ ہو تو اس

پر حج کی ادائیگی بھی فرض نہیں۔

تفصیل: نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

لَا تَحُجَّنَّ امْرَأَةٌ إِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ۔ (1)

(ترجمہ:) "خاتون محرم کے سوا حج نہ کرے"

نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ، تُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، تُسَافِرُ مَسِيرَةَ ثَلَاثِ لَيَالٍ، إِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ۔ (2)

(ترجمہ:) "جو خاتون اللہ تعالی اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہے تو اس کے لئے یہ جائز نہیں کے تین راتوں کا سفر بغیر محرم کے کرے"۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ، وَلَا تُسَافِرِ الْمَرْأَةُ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ، فَقَامَ رَجُلٌ، فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ امْرَأَتِي خَرَجَتْ حَاجَّةً، وَإِنِّي اكْتُتِبْتُ فِي غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا، قَالَ انْطَلِقْ فَحُجَّ مَعَ امْرَأَتِكَ۔ (3)

(ترجمہ:) "کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ ہرگز تنہا نہ ہو مگر یہ کہ اس کے ساتھ کوئی محرم ہو۔ اور کوئی عورت سفر نہ کرے مگر یہ محرم کے ساتھ ہو۔ ایک آدمی اٹھا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! میری بیوی حج کے لیے نکلی ہے اور میرا نام فلاں فلاں غزوے میں لکھا جا چکا ہے آپ نے فرمایا: جاؤ اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو"۔

1- بدائع الصنائع، کتاب الحج، فصل شرائط فرضیۃ الحج، 2/123، دار الکتب العلمیہ بیروت

2- صحیح مسلم، کتاب الحج، باب سفر المرأۃ، الرقم (1338)، 2/975، دار احیاء التراث العربی

3- صحیح مسلم، کتاب الحج، باب سفر المرأۃ مع محرم، الرقم (1341)، 2/978، دار احیاء التراث العربی

بہنوئی یا صرف خواتین کے ساتھ حج وعمرہ کرنا کیسا؟

سوال: بہنوئی یا صرف خواتین کے ساتھ حج وعمرہ کرنا کیسا ہے؟

جواب: بہنوئی غیر مُحرَم ہے اس کے ساتھ حج وعمرہ پر نہیں جاسکتی۔ اسی طرح خواتین اگرچہ کتنی ہی ایمان دار اور سمجھ دار ہوں اور ان کے اگرچہ مُحرَم ہوں مگر اس عورت کا محرم نہیں ہے تو یہ عورت نہیں جاسکتی۔

تفصیل: البحر الرائق میں ہے:

لَا تَحُجَّ امْرَأَةٌ إِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي كُتِبْتُ فِي غَزْوَةِ وَامْرَأَتِي حَاجَّةٌ قَالَ ارْجِعْ فَحُجَّ مَعَهَا « فَأَفَادَ هَذَا كُلُّهُ أَنَّ النِّسْوَةَ الثِّقَاتِ لَا تَكْفِي قِيَاسًا عَلَى الْمُهَاجِرَةِ وَالْمَأْسُورَةِ۔ (1)

(ترجمہ:) "اور کوئی عورت سفر نہ کرے مگر یہ کہ محرم کے ساتھ ہو۔ ایک آدمی اٹھا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! میری بیوی حج کے لیے نکلی ہے اور میرا نام فلاں فلاں غزوے میں لکھا جاچکا ہے آپ نے فرمایا: جاؤ اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔ یہ حدیث اس بات کا فائدہ دیتی ہے کہ با اعتماد خواتین بھی محرم کی جگہ کافی نہیں ہیں مہاجرہ اور خاندان والی پر قیاس کرتے ہوئے"۔

کن کن مردوں کے ساتھ حج وعمرہ پر جاسکتی ہے؟

سوال: کن مردوں کے ساتھ حج وعمرہ پر جاسکتی ہے؟

جواب: مُحرَم کی تفصیل ہم نے باب نمبر تین کے شروع میں بیان کردی ہے تو جو مُحرَم مرد ہیں ان کے ساتھ حج وعمرہ پر جاسکتی ہے۔ اس کے علاوہ جو قریبی محرم رشتہ دار ہیں ان کی فہرست درج ذیل ہے:

1 شوہر 2 سسر 3 داداسسر

1- البحر الرائق، کتاب الحج، واجبات الحج، 2/338، دار الکتاب الاسلامی بیروت

4	داماد	5	پوتا داماد (پوتی کا شوہر)		
6	نواسہ داماد (نواسی کا شوہر)			7	بھانجا
8	پوتا	9	بیٹا	10	نواسہ
11	نانا	12	ماموں	13	باپ
14	دادا	15	چچا	16	بھتیجا

ارشاد الساری میں ہے:

من شرائط الأداء فی خصوص حق النساء المحرم الأمین وھو کل رجل مأمون عاقل بالغ مناکحتھا حرام علیہ بالتأبید سواء کان بالقرابة أو الرضاعة والصھریة۔ (1)

(ترجمہ:) "حج کی شرائطِ ادا میں عورتوں کے حق میں چوتھی شرط یہ ہے کہ اس کے ساتھ محرم رشتہ دار اور امین ہو۔ محرم ہر وہ عاقل بالغ اور امین ہے کہ جس سے نکاح کرنا ہمیشہ کے لئے حرام ہو، یہ حرمت قرابت یا رضاعت یا سسرالی رشتہ سے ہو"۔

سفرِ حج وعمرہ میں اگر محرم یا شوہر فوت ہوجائے؟

سوال: سفرِ حج اور عمرہ میں اگر محرم یا شوہر فوت ہوجائے تو کیا حکم ہے؟

جواب: (1) اگر سفر شرعی مقدار کی مسافت میں ہے تو واپس لوٹ آئے اور حج وعمرہ پر نہ جائے۔

(2) اگر احرام باندھ چکی ہے تو حج وعمرہ کرلے، وگرنہ واپس لوٹ آئے۔

ہدایہ میں ہے:

(واذا خرجت المرأة مع زوجھا إلی مکة فطلقھا ثلاثا أو مات عنھا فی غیر مصر، فإن کان بینھا وبین مصرھا أقل من ثلاثة أیام رجعت إلی

1- ارشاد الساری، فی شرائط الحج، ص 60، دار الکتب العلمیہ بیروت

مصرها وان كانت مسيرة ثلاثة أيام ان شاءت رجعت وان شاءت مضت سواء كان معها ولي أو لم يكن۔ (1)

(ترجمہ:) "جب عورت اپنے خاوند کے ساتھ مکہ کی طرف نکلی، پس شوہر نے تین طلاق دے دی یا شوہر شہر سے باہر مرگیا، تو اگر عورت کے اور اس کے شہر کے درمیان سفر شرعی سے کم فاصلہ ہے تو اپنے شہر واپس لوٹ آئے۔ اور اگر سفر شرعی سے زیادہ سفر ہے تو چاہے تو لوٹ آئے اور اگر چاہے تو سفر جاری رکھے، اس کے ساتھ ولی ہو یا نہ ہو"۔

شوہر کی اجازت کے بغیر حج وعمرہ کرنا کیسا؟

سوال: شوہر کی اجازت کے بغیر حج وعمرہ کرنا کیسا ہے؟

جواب: (1) اگر خاتون کے ساتھ کوئی محرم جا رہا ہے، اس کے باوجود شوہر حج کی اجازت نہیں دے رہا تو اس کی اجازت کے بغیر فرض حج پر جا سکتی ہے۔

(2) اگر خاتون کے ساتھ محرم نہیں ہے تو اس پر حج ادا کرنا فرض ہی نہیں ہے لہذا شوہر منع کرے یا نہ کرے وہ حج پر جا ہی نہیں سکتی۔

(3) عمرے کے لئے بہر صورت میں شوہر کی اجازت ضروری ہے۔

تفصیل: فتاوی رضویہ میں ہے:

"جبکہ عورت پر حج فرض ہے اجازت شوہر کی ہرگز حاجت نہیں، فالأصح أن افتراض الحج فوري وقال لا طاعة لأحد في معصية الله۔ یہی درست کہ فریضۂ حج فوراً ادا کیا جائے، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں کرنی چاہئے۔

عورت کے لیے ایک بڑی شرط شوہر یا محرم کا ساتھ رہنا ہے، اس وقت تو اس کا بھائی جا رہا ہے کیا معلوم کہ آگے کوئی محرم ساتھ کو نہ ملے تو حج سے محروم رہے،

1- ہدایہ، باب العدت، ج 2، ص 279، دار احیاء التراث العربی بیروت

نہایت جلدی کرے اور فوراً بھائی کے ساتھ چلی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم "۔(1)

مرد اور عورت کے احرام میں فرق؟

سوال: مرد اور عورت کے احرام میں کیا فرق ہے؟

جواب: مرد اور عورت کے احرام میں فرق: احرام کے اکثر مسائل میں مرد اور عورت دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔ ہاں کچھ مسائل میں دونوں کے درمیان فرق ہے وہ یہ ہیں۔

(1) سر چھپانا۔

(2) دستانے، موزے، سلے ہوئے کپڑے پہننا۔

(3) بلند آواز سے تلبیہ نہ کہنا، یعنی طواف کرتے وقت بلند آواز سے ذکر کرنا منع ہے۔

(4) رمل نہ کرے، یعنی طواف میں مردوں کی یا پہلوانوں کی طرح اکڑ کر چلنا منع ہے۔

(5) صفا اور مروہ کے درمیان نہ دوڑے۔

(6) عورت قصر کرے گی حلق نہیں۔ یعنی انگلی کے ایک پورے کے برابر بال کاٹے گی"۔(2)

1- فتاویٰ رضویہ، 10/315، رضا فاؤنڈیشن لاہور

2- الہدایہ میں ہے: قال والمرأة فی جمیع ذلك كالرجل لأنها مخاطبة كالرجل غير أنها لا تكشف رأسها لأنه عورة وتكشف وجهها لقوله عليه الصلاة والسلام إحرام المرأة فی وجهها ولو سدلت شيئا على وجهها وجافته عنه جاز هكذا روی عن عائشة رضی الله عنها ولأنه بمنزلة الاستظلال بالمحمل ولا ترفع صوتها بالتلبية لما فيه من الفتنة ولا ترمل ولا تسعى بين الميلين لأنه مخل بستر العورة ولا تحلق ولكن تقصر لما روی أن النبی عليه الصلاة والسلام نهی النساء عن الحلق وأمرهن بالتقصير ولأن حلق الشعر فی حقها مثلة كحلق اللحية فی حق الرجل وتلبس من المخيط ما بدا لها لأن فی لبس غير المخيط كشف العورة قالوا ولا تستلم الحجر إذا كان هناك جمع لأنها ممنوعة عن مماسة الرجال إلا أن تجد الموضع خاليا۔

(الہدایہ، کتاب الحج، باب الاحرام، 1/149، دار احیاء التراث العربی)

بغیر احرام کے میقات سے گزر گئی؟

سوال: بغیر احرام کے میقات سے گزر گئی تو کیا حکم ہے؟

جواب: اُس پر لازم ہے کہ وہ میقات سے جا کر احرام باندھے اور توبہ کرے۔ اور اگر وہیں سے احرام باندھا تو ایک دم دے اور توبہ بھی کرے۔(1)

حیض والی خاتون کے لیے عمرہ کے احکام

ذیل میں ممکنہ صورتیں اور ان کے احکام ذکر کیے جا رہے ہیں۔

حائضہ بغیر احرام کے میقات سے گزر گئی:

ایسی خاتون پر توبہ اور دوبارہ کسی میقات سے احرام باندھنا لازم ہے۔ اگر میقات پر نہ گئی اور وہیں سے احرام باندھا تو ایک دم دینا لازم آئے گا۔ جیسا کہ ارشاد الساری کی عبارت حاشیے میں مذکور ہوئی۔

احرام باندھنے سے پہلے حیض آ گیا:

احرام باندھ لے گی، مگر دو نفل نہیں پڑھے گی اور حج و عمرہ کے لئے مکہ شریف چلی جائے۔ وہاں جا کر حیض سے پاک ہونے کا انتظار کرے گی۔ اور اتنے دن تک احرام کی پابندیوں میں رہے گی۔

طوافِ عمرہ سے پہلے حیض آ گیا:

احرام باندھ لیا تھا مگر طواف عمرہ سے پہلے حیض آ گیا تو حیض کے ختم ہونے کا انتظار کرے اور پھر طواف کرے گی۔ اور اتنے دن تک احرام کی پابندیوں میں رہے گی۔(2)

1- ارشاد الساری میں ہے: من جاوز وقتہ غیر محرم ثم أحرم أو لا فعلیہ العود إلی وقت وإن لم یعد فعلیہ دم فإن عاد قبل شروعہ فی طواف أو وقوف سقط۔ (ارشاد الساری، فصل فی مجاوزۃ المیقات بغیر احرام، ص94، دار الکتب العلمیہ بیروت)

2- فتاوی عالمگیری میں ہے: وکل عبادۃ فی المسجد فالطھارۃ من شرطھا، والطواف یؤدی فی المسجد کذا فی شرح الطحاوی۔ (فتاوی عالمگیری، کتاب الحج، الباب الخامس، 1 / 227، دار الفکر بیروت)

طوافِ عمرہ کے بعد حیض آگیا:

طواف کے بعد حیض آگیا تو سعی کرے گی، اور اس کے بعد بال کٹوا کر احرام کھول دے گی، اس کا عمرہ مکمل ہوگیا۔ یعنی حیض کی حالت میں طواف کرنا منع ہے مگر سعی منع نہیں ہے۔(1)

حیض کی حالت میں مدینہ شریف چلی گئی:

احرام باندھ لیا تھا اور حیض آگیا، اب اس خاتون نے سوچا کہ مدینہ شریف سے ہوکر آجاؤں۔ تو ایسی خاتون اپنا احرام نہیں کھولے گی، اگر احرام کھول دیا تو توبہ اور دم دینا اور اس عمرے کی قضاء کرنا بھی لازم ہے۔(2)

حیض آگیا اور واپسی ضروری ہے:

احرام باندھا ہوا ہے حیض آگیا، حیض کے ختم ہونے میں 10 دن لگنے ہیں مگر 5 دن بعد واپسی ہے تو ایسی خاتون اسی احرام کے ساتھ مکمل عمرہ کرلے۔ بعد میں توبہ کرے اور ایک دم دے دے۔(3)

مانعِ حیض ادویات استعمال کرنا کیسا؟

سوال: حیض روکنے والی ادویات استعمال کرنا کیسا؟

جواب: جب عورت نے خون روکنے کیلئے دوائی استعمال کی اور عادت کے دنوں میں خون بھی نہیں آیا تو وہ پاک ہے، طواف اور مکمل عمرہ کرسکتی ہے جب تک خون جاری نہ ہو۔

1- فتاویٰ عالمگیری میں ہے: فالطهارة ليست من شرطها كالسعي والوقوف بعرفة والمزدلفة ورمي الجمار ونحوها۔ (فتاویٰ عالمگیری، کتاب الحج، الباب الخامس، 1 / 227، دار الفکر بیروت)

2- ارشاد الساری میں ہے: وكل من لزمه رفض العمرة فعليه دم وقضاء عمرة۔ (ارشاد الساری، فصل قبل فسخ احرام الحج والعمرة، ص 328، دار الكتب العلمیہ بیروت)

3- ارشاد الساری میں ہے: لو طاف للعمرة كله أو أكثره أو أقله ولو شوطاً جنباً أو حائضاً أو نفساء أو محدثاً فعليه شاة في جميع الصور المذكورة۔ (ارشاد الساری، فصل في الجناية في طواف العمرة، ص 390، دار الكتب العلمیہ بیروت)

عمرے پر جانے والی خواتین اگر مجبوری کی حالت میں یہ دوا استعمال کریں تو روانگی سے کم از کم ایک ماہ پہلے اپنی لیڈی ڈاکٹر سے مشورہ ضرور لیں اور اس کی ہدایت کے مطابق دوا استعمال کریں۔ بصورتِ دیگر پیچیدگیوں کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔

لیکوریا کی حالت میں عمرہ؟

سوال: لیکوریا کی حالت میں طواف و عمرہ کرنا کیسا ہے؟

جواب: جیسا کہ ہم نے پیچھے بیان کر دیا کہ یہ رحم سے نکلنے والا سفید پانی ہوتا ہے اس سے بے وضو نہیں ہوتا لہٰذا جس خاتون کو لیکوریا کا مرض ہے وہ اسی حالت میں احرام باندھ کر مکمل عمرہ کر سکتی ہے۔

بچے کو ڈائپر لگا کر حرم میں لے جانا کیسا؟

سوال: بچے کو ڈائپر لگا کر حرم شریف میں لے جانا کیسا ہے؟

جواب: اتنے چھوٹے بچوں کو مسجد میں نہ لے جایا جائے کہ جو شور و غل کریں یا نجاست سے مسجد کو آلودہ کریں۔ سمجھدار بچہ ہو تو اس کو مسجد میں لے جا سکتے ہیں۔ اگر چھوٹے بچے کو مجبوراً مسجد میں لے جانا ہو تو بچے کو خوب صاف ستھرا کر کے ڈائپر لگا کر لے جائیں اور جیسے ہی یہ گمان ہو کہ بچے نے ڈائپر کو آلودہ کر دیا ہے تو اسے تبدیل کرنے کے لئے فوراً مسجد سے باہر لے جائیں۔

تفصیل: سنن ابن ماجہ میں ہے:

جَنِّبُوا مَسَاجِدَكُمْ صِبْيَانَكُمْ، وَمَجَانِينَكُمْ۔ (1)

(ترجمہ:) "اپنی مسجدوں سے بچوں اور پاگلوں کو دور رکھو"۔

البحر الرائق میں ہے:

---

(1) سنن ابن ماجہ، کتاب المساجد، باب ما یکرہ فی المساجد، الرقم (750)، 1/247، دار احیاء الکتب العربیۃ

إنه لا یجوز إدخال النجاسة المسجد۔ (1)

(ترجمہ:) "بے شک نجاست کو مسجد میں لانا جائز نہیں ہے"۔

حاشیۃ الطحطاوی علی الدر میں ہے:

وإن لم تصب المسجد۔ (2)

(ترجمہ:) "اگرچہ مسجد آلودہ نہ ہو تب بھی نجاست لانا جائز نہیں"۔

بہار شریعت میں ہے:

"مسجد میں نجاست لے کر جانا، اگرچہ اس سے مسجد آلودہ نہ ہو، یا جس کے بدن پر نجاست لگی ہو، اس کو مسجد میں جانا منع ہے"۔ (3)

تحفۃ المحتاج کے حاشیہ شروانی میں ہے:

أن من دخل بنجاسۃ فی نحو ثوبہ أو نعلہ رطبۃ أو غیر رطبۃ إن خاف تلویث المسجد أو لم یکن دخولہ لحاجۃ حرم۔ (4)

(ترجمہ:) "نجاست کے ساتھ مسجد میں داخل ہونا حرام ہے، نجاست اس کپڑے میں ہو یا جوتی میں، خشک یا تر، مسجد کے گندے ہونے کا خوف ہو یا نہ ہو"۔

حالتِ احرام میں نقاب کرنا کیسا؟

سوال: حالتِ احرام میں نقاب کرنا کیسا ہے؟

جواب: حالتِ احرام میں خاتون کو چہرے پر کپڑا مَس کرنا منع ہے اس لئے وہ نقاب نہیں

1- البحر الرائق، باب ما یفسد الصلاۃ، 2/37، المکتب الاسلامی بیروت

2- حاشیۃ الطحطاوی علی الدر، باب ما یفسد الصلاۃ، 1/277، مکتبہ کوئٹہ

3- بہار شریعت، جلد 1، حصہ 3، صفحہ 345، مکتبۃ المدینہ کراچی

4- حاشیۃ شروانی علی تحفۃ المحتاج، کتاب الصلاۃ، فصل فی اللباس فی الصلاۃ، 3/31، المکتبۃ التجاریۃ مصر

کر سکتی، البتہ اگر چہرے پر کپڑے کو مس کیے بغیر کسی چیز سے چہرا ڈھانپ لے تو اس میں حرج نہیں۔

تفصیل: علامہ کاسانی تحریر فرماتے ہیں:

وأما المرأة فلا تغطي وجهها وكذا لا بأس أن تسدل على وجهها بثوب وتجافيه عن وجهها۔ (1)

(ترجمہ:) "خاتون اپنے چہرے کو نہ ڈھانپے۔ہاں وہ اپنے چہرے پر کوئی کپڑا لٹکا سکتی ہے جبکہ وہ چہرے سے تھوڑا فاصلے پر ہو"۔

*****

1- بدائع الصنائع، کتاب الحج، فصل فی محظورات الاحرام، 2/185، دار الکتب العلمیہ بیروت

ساتواں باب:
نکاح وطلاق کے متعلق اہم وجدید مسائل

نکاح کے لئے کیا لڑکی کا راضی ہونا ضروری ہے؟

سوال: نکاح کے لیے کیا لڑکی کا راضی ہونا ضروری ہے؟

جواب: نکاح کے لئے بالغہ لڑکی کا راضی ہونا ضروری ہے۔ رضا کی چار صورتیں ہیں۔

(1) قولاً یعنی زبان سے "ہاں" میں جواب دے دے۔

(2) دلالۃً جیسے والدین کے پوچھنے پر شرما جائے، ہنس پڑے وغیرہ جبکہ کنواری ہو۔

(3) فعلاً جیسے رخصت ہوکر بغیر انکار کیے شوہر کے گھر چلے جانا۔

(4) اگر لڑکی کنواری نہیں یعنی مطلقہ یا بیوہ ہے تو صراحتاً زبان سے اجازت دینا ضروری ہے۔

لہٰذا جب بھی کسی لڑکی کا نکاح ہو تو مذکورہ صورتوں میں سے اس سے اجازت لینا ضروری ہے۔

تفصیل: فتاوی رضویہ میں ہے:

أقول وأما قول الهندية رضا المرأة إذ كانت بالغة إلخ فقد كتبنا على هامشه، ما نصه، أي إذنها قولاً وفعلاً صريحاً أو دلالةً ولو جبراً و كرهاً، هكذا ينبغي أن يفسر هذا المقام۔ (1)

(ترجمہ:) "میں کہتا ہوں: ہندیہ کا قول جو کہ انھوں نے خانیہ سے نقل کیا نکاح کی شرائط میں، جن میں سے ایک یہ ہے کہ عاقلہ بالغہ عورت کی رضا الخ

1- فتاوی رضویہ، 11/ 203، رضا فاؤنڈیشن لاہور

توہم نے اس کے حاشیہ پر لکھا ہے جس کی عبارت یہ ہے یعنی اس کی اجازت قول، فعلِ صریح یا دلالت سے ہوجاتی ہے اگرچہ بطور جبر ہو، اس مقام کی یونہی تفسیر مناسب ہے"۔(ت)

جبری اور بغیر پوچھے نکاح کرنے کا کیا حکم؟

سوال: جبراً اور بغیر پوچھے لڑکی کا نکاح کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: (1) اگر لڑکی سے جبری طور پر دستخط کرائے گئے یا اس نے جبراً "ہاں" کہہ دی تو اس کا نکاح منعقد ہوجائے گا۔

(2) لڑکی کی رضا نہیں پوچھی گئی، تو یہ نکاح فضولی ہوگا یعنی لڑکی کی اجازت پر موقوف ہوگا لہٰذا لڑکی کو جب بتایا گیا اس نے رضا کا اظہار کردیا یا رخصتی کے لئے تیار ہوکر چلی گئی تو بھی نکاح منعقد ہوجائے گا۔ اور اگر رد کردیا تو وہ نکاح باطل ہوجائے گا، اگرچہ بعد میں راضی بھی ہوجائے۔

تفصیل: فتاوی عالمگیری میں ہے:

والأصل أن تصرفات المکرہ کلھا قولا منعقدۃ عندنا إلا أن ما یحتمل الفسخ منه کالبیع والإجارۃ یفسخ، وما لا یحتمل الفسخ منه کالطلاق والعتاق والنکاح والتدبیر والاستیلاد والنذر فھو لازم۔ (1)

(ترجمہ:) "قاعدہ یہ ہے کہ مجبور کے تمام تصرفاتِ قولی ہمارے نزدیک منعقد ہیں مگر جو فسخ کا احتمال رکھتے ہیں جیسے بیع اور اجارہ، یہ فسخ ہوجاتے ہیں۔ اور جو فسخ کا احتمال نہیں رکھتے جیسے طلاق، آزاد کرنا، نکاح اور مدبر بنانا، ام ولد بنانا اور منت تو یہ لازم ہیں"۔

نکاح کے لئے ستارے ملوانا اور استخارہ کرانا کیسا؟

سوال: نکاح کے لیے ستارے ملوانا اور استخارہ کرانا کیسا ہے؟

---

(1) فتاوی عالمگیری، کتاب الاکراہ، الباب الاول، 5/35، دار الفکر بیروت

جواب: علمِ جَفر، رَمل، نجوم، علم الاعداد یا کسی بھی علم کی مدد سے زائچہ نکلوانا جس کا مقصد مستقبل کی غیبی باتیں جاننا ہوں یا لڑکی لڑکے کے ستارے ملانے ہوں، شرعاً حرام ہے اور اس کے سچ اور صحیح ہونے کا اعتقاد رکھنا کفر ہے۔

تفصیل: صحیح مسلم میں ہے:

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ السُّلَمِيِّ، قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أُمُورًا كُنَّا نَصْنَعُهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ، كُنَّا نَأْتِي الْكُهَّانَ، قَالَ فَلَا تَأْتُوا الْكُهَّانَ قَالَ قُلْتُ كُنَّا نَتَطَيَّرُ قَالَ ذَاكَ شَيْءٌ يَجِدُهُ أَحَدُكُمْ فِي نَفْسِهِ، فَلَا يَصُدَّنَّكُمْ قَالَ قُلْتُ وَمِنَّا رِجَالٌ يَخُطُّونَ، قَالَ كَانَ نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ يَخُطُّ، فَمَنْ وَافَقَ خَطَّهُ فَذَاكَ۔ (1)

(ترجمہ:) "حضرت معاویہ بن حکم سلمی سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ہم چند کام زمانہ جاہلیت میں کرتے تھے، ہم کاہنوں کے پاس جاتے تھے۔ (یعنی ان سے مستقبل میں پیش آنے والے واقعات کے بارے میں پوچھتے تھے) آپ نے فرمایا: تم کاہنوں کے پاس نہ جاؤ۔ (یعنی تم ان کی خبروں کے سچے ہونے کا اعتقاد مت رکھو) فرماتے ہیں میں نے کہا: ہم پرندے اڑاتے تھے۔ (یعنی ہم پرندوں کو اڑا کر ان سے فال نکالتے تھے) فرمایا: یہ ایسی چیز (وہم) ہے جسے تم میں سے کوئی اپنے دل میں پاتا ہے (یعنی اس کی کوئی تاثیر نہیں ہوتی اور اس سے کوئی نقصان بھی نہیں ہوتا) تو یہ تمہیں تمہارے کام سے ہرگز نہ روکے۔ (یعنی جس کام کا تم نے قصد کیا ہے اس فال کی بناء پر تم اس کام کو ہرگز مت چھوڑو) فرماتے ہیں، میں نے عرض کیا: ہم سے بعض لوگ خط کھینچتے ہیں، فرمایا: حضرات انبیاء علیہم السلام میں ایک نبی (حضرت دانیال

1- صحیح مسلم، باب تحریم الکھانۃ، الرقم (537)، 4/1774، دار احیاء التراث، بیروت

یا حضرت ادریس) علیہ السلام (اللہ کے حکم یا علم لدُنّی کی وجہ سے) خط کھینچتے تھے تو جو ان کے موافق ہو جائے تو وہ درست ہوتا ہے (اور موجودہ دور میں ان کی موافقت معدوم ہے یا موہوم ہے اس لئے یہ عمل کرنا حرام ہے)"۔

قوسین کی عبارت ملا علی قاری علیہ الرحمہ کی شرح سے ماخوذ ہے۔(1)

صحیح مسلم میں ہے:

عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَتَى عَرَّافًا فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ لم تقبل صَلَاةُ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً۔ (2)

(ترجمہ:) "حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: جو کوئی نجومی کے پاس گیا پھر اس سے کچھ پوچھے تو اسکی چالیس شب کی نمازیں قبول نہ ہوں گی"۔

مشکاۃ شریف میں ہے:

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ مَنِ اقْتَبَسَ بَابًا مِنْ عِلْمِ النُّجُومِ لِغَيْرِ مَا ذَكَرَ اللهُ فَقَدِ اقْتَبَسَ شُعْبَةً مِنَ السِّحْرِ الْمُنَجِّمُ كَاهِنٌ والكاهنُ ساحرٌ والساحرُ كافرٌ۔ (3)

(ترجمہ:) "حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں: رسول اللہ نے فرمایا: جو اللہ نے ذکر فرمایا (یعنی راستوں کی معرفت) اس کے علاوہ جو شخص علم نجوم کا کوئی باب حاصل کرے تو اس نے جادو کا حصہ سیکھا، نجومی کاہن ہے اور کاہن جادوگر ہے (کہ وہ لوگوں پر اپنے کلام سے سحر طاری کر دیتا ہے) اور جادوگر کافر ہے (وہ اللہ کا منکر ہے یا اللہ کی

1- مرقاۃ المفاتیح، کتاب الطب، باب الکہانہ، الرقم (4592)، 8/406، دار الفکر بیروت

2- مسلم شریف، باب تحریم الکہانہ، الرقم (2230)، 4/1751، دار احیاء التراث، بیروت

3- مشکاۃ شریف، باب الکہانہ، الفصل الثالث، الرقم (4604)، 2/1296، المکتب الاسلامی، بیروت

نعمتوں کا ناشکرہ ہے)"۔

قوسین کی عبارت ملا علی قاری علیہ الرحمہ کی شرح سے ماخوذ ہے۔(1)

امام اہلسنت مجدِ دین وملت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن علم ہیئت ونجوم کی خلاف شرع باتوں کو ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"امور غیب پر احکام لگانا، سعد ونحس کے خرخشے اٹھانا، زائچہ کے راہ چلنا چلانا، اوتادِ اربعہ، طالع رابع، عاشر، سابع پر نظر رکھنا زائلہ مائلہ کو جانچنا پرکھنا، شرعاً ہجر (ممنوع) ہے۔ اور اعتقاد کے ساتھ ہو تو قطعاً کفر، والعیاذ باللہ رب العالمین"۔(2)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"کہانت کاف کے فتحہ سے غیبی خبر دینا، اور کہانت کاف کے کسرہ سے اس غیب گوئی کا پیشہ کرنا، بعض کاہنوں کا دعوی تھا کہ ہمارے پاس جنات آکر ہم کو غیبی چیزیں، غیبی خبریں بتاتے ہیں کہ شیاطین آسمان پر جا کر فرشتوں کی باتیں سن کر ایک سچ میں سو جھوٹ ملا کر کاہنوں، نجومیوں کو بتاتے ہیں، بعض کاہن خفیہ علامات واسباب سے غیبی چیزوں کا پتہ بتاتے ہیں انہیں عرّاف کہتے ہیں اور اس عمل کو عرافت یہ دونوں عمل حرام ہیں انکی اجرت لینا دینا دونوں حرام ہیں (مرقات، اشعہ) لفظ کاہن بہت عام ہے۔ نجومی، رمال، عراف سب کو کاہن کہا جاتا ہے"۔(3)

آج مسلمانوں کا حال عجیب ہے جس محمد عربی کا کلمہ پڑھا ہے ان کے واضح ارشادات جادو، ٹونے اور فال نکالنے کی حرمت پر موجود ہے لیکن مسلمانوں کے ممالک

1۔ مرقاۃ المفاتیح، کتاب الطب، باب الکھانہ، الرقم (4604)، 8/419، دار الفکر بیروت

2۔ فتاوی رضویہ، 10/463، رضا فاؤنڈیشن لاہور

3۔ مرآۃ المناجیح، باب الکھانہ، 6/223، مکتبہ اسلامیہ، لاہور

ہی میں ان تمام چیزوں کی کثرت ہے، جگہ جگہ عامل، جادو گر اور پروفیسر اپنی دکانیں کھول کر بیٹھے ہیں اور مسلمانوں کے مال، ایمان اور عزت پر کھلے عام ڈاکہ ڈال رہے ہیں۔ ہمارا الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا بھی دورخی اور نفاق کا شکار ہے خود ہی ان جان ومال اور ایمان کے ڈاکوؤں کو پروموٹ کرتا ہے اور ان کو اپنے پروگراموں میں مدعو کرتا ہے۔ اور جب کسی جعلی عامل کے ہاتھوں کوئی اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے تو دنیا دکھاوے کو خوب شور بھی مچاتا ہے۔

بعض لوگ کا یہ خیال ہے کہ میاں بیوی کے ستارے اگر مل جائیں تو ان کی ازدواجی زندگی اچھی گزرتی ہے اور اگر ستارے نہ ملیں تو جھگڑے فساد آپس میں ہوتے ہیں۔ یہ سب ظن وتخمین کے گھوڑے ہیں جو خیالوں کی دنیا میں دوڑائے جاتے ہیں، شریعت مطہرہ میں ایسے غلط نظریات کی قطعاً کوئی گنجائش وحیثیت نہیں۔ روزانہ کتنے جوڑوں کی شادی ہوتی ہے اور وہ باہم خوش وخرم زندگی بسر کرتے ہیں حالانکہ انہوں نے شادی سے قبل کوئی ستارے نہیں ملائے ہوتے۔

اسی طرح بعض لوگ بچوں کے نام علم الاعداد کی روشنی میں رکھتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ اس طرح نام رکھنے سے بچے کی زندگی پر اثر پڑے گا یہ اعتقاد بھی درست نہیں ہے۔ بچے کا نام رکھنے میں اسلامی تعلیمات یہ ہیں کہ اس کا اچھے معنی پر مشتمل نام رکھا جائے، زیادہ بہتر یہ ہے کہ صحابہ کرام اور بزرگانِ دین کے ناموں پر نام رکھا جائے کہ اسلام میں نیک فال لینا درست ہے لیکن بدفالی کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

اسلامی عقیدہ یہی ہے کہ جو کچھ بھی ہوتا ہے تقدیرِ الٰہی سے اور حکمِ الٰہی سے ہوتا ہے، ستاروں کا اس میں کوئی عمل دخل نہیں ہے۔

صحیح مسلم میں ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا أَنْزَلَ اللهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ بَرَكَةٍ إِلَّا أَصْبَحَ فَرِيقٌ مِنَ النَّاسِ بِهَا كَافِرِينَ، يُنْزِلُ اللهُ

اَلْغَيْثَ فَيَقُوْلُوْنَ الْكَوْكَبُ كَذَا وَكَذَا وَفِي حَدِيْثِ الْمُرَادِيِّ بِكَوْكَبِ كَذَا وَكَذَا۔ (1)

(ترجمہ:) "حضرت ابو ہریرہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالی آسمان سے کوئی رحمت نہیں اتارتا مگر اس کی وجہ سے لوگوں کا ایک گروہ کافر ہو جاتا ہے، اللہ تعالی بارش نازل فرماتا ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ یہ بارش فلاں فلاں ستارے کی وجہ سے ہوئی ہے"۔

یعنی فلاں ستارہ طلوع ہوا ہے اور فلاں ستارہ غروب ہوا ہے اس لئے بارش ہوئی حالانکہ بارش تو اللہ تعالی کے حکم سے ہے اس میں ستاروں کی کوئی تاثیر نہیں ہے۔

استخارہ خود ہی کرنا سنت ہے حضور نبی کریم رؤوف رحیم ﷺ نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کیلئے خود استخارہ نہیں فرمایا، بلکہ انہیں استخارے کا طریقہ اور دعا تعلیم فرمائی۔ آج جو لوگ استخارے کیلئے عاملوں کے چکر کاٹتے رہتے ہیں اس کی شریعت میں کوئی اصل نہیں ہے۔ ہر شخص کو چاہئے کہ اللہ تعالی کی بارگاہ میں خود رجوع کرے۔ اپنے معاملے کی جتنی اہمیت اس کے اپنے دل میں ہوگی کسی اور کو وہ اہمیت نہیں ہو سکتی خواہ وہ کوئی بھی ہو۔

حدیث صحیح جس کو امام مسلم کے سوا جماعتِ محدثین نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا، فرماتے ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم کو تمام امور میں استخارہ کی تعلیم فرماتے، جیسے قرآن کی سورت تعلیم فرماتے تھے، فرماتے ہیں: جب کوئی کسی امر کا قصد کرے تو دو رکعت نفل پڑھے پھر کہے:

إِذَا هَمَّ أَحَدُكُمْ بِالْأَمْرِ، فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيضَةِ، ثُمَّ لِيَقُلْ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ، وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ، فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ، وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ، وَأَنْتَ عَلَّامُ

1- مسلم شریف، باب بیان کفر من قال، الرقم (126)، 1/ 84، دار احیاء التراث، بیروت

الغُیُوبِ، اللّٰھُمَّ إنْ کُنْتَ تَعْلَمُ أنَّ ھَذَا الأمْرَ (یہاں اپنے کام کا نام لے مثلاً نکاح کا معاملہ ہے تو یوں کہے: ھذا النکاح اور اگر خرید وفروخت کا معاملہ ہے تو یوں کہے: ھذا البیع) خَیْرٌ لِی فِی دِینِی وَمَعَاشِی وَعَاقِبَۃِ أمْرِی وَعَاجِلِ أمْرِی وَآجِلِہِ فَاقْدُرْہُ لِی وَیَسِّرْہُ لِی، ثُمَّ بَارِكْ لِی فِیهِ، وَإنْ کُنْتَ تَعْلَمُ أنَّ ھَذَا الأمْرَ (یہاں بھی اپنے کام کا نام لے) شَرٌّ لِی فِی دِینِی وَمَعَاشِی وَعَاقِبَۃِ أمْرِی فِی عَاجِلِ أمْرِی وَآجِلِہِ فَاصْرِفْہُ عَنِّی وَاصْرِفْنِی عَنْہُ، وَاقْدُرْ لِی الخَیْرَ حَیْثُ کَانَ، ثُمَّ أرْضِنِی۔ (1)

(ترجمہ:) "اے اللہ عزوجل! میں تیرے علم کے ساتھ تجھ سے استخارہ کرتا ہوں اور تیری قدرت کے ساتھ کام کرنے کی طاقت طلب کرتا ہوں اور تجھ سے تیرے فضل عظیم کا سوال کرتا ہوں اس لیے کہ تو ہی قدرت رکھنے والا ہے اور مجھے کوئی قدرت حاصل نہیں اور تو ہی جاننے والا ہے اور میں نہیں جانتا اور تو ہی غیبوں کا جاننے والا ہے۔ اے اللہ عزوجل! اگر تیرے علم میں یہ ہے کہ یہ کام میرے لیے بہتر ہے میرے دین ومعیشت اور انجام کار میں اس وقت اور آئندہ میں تو تُو اس کو میرے لیے مقدر کر دے اور آسان کر پھر میرے لیے اس میں برکت دے اور اگر تو جانتا ہے کہ میرے لیے یہ کام برا ہے میرے دین ومعیشت اور انجام کار میں اس وقت اور آئندہ میں تو تو اس کو مجھ سے پھیر دے اور مجھ کو اس سے پھیر اور میرے لیے خیر کو مقرر فرما جہاں بھی ہو پھر مجھے اس سے راضی فرما"۔

نکاح سے پہلے میڈیکل ٹیسٹ کرانا؟ رشتہ دار میں شادی کرنا؟

سوال: نکاح سے مختلف میڈیکل ٹیسٹ مثلاً تھیلیسیمیا کا ٹیسٹ کرانا کیسا ہے؟ اور رشتہ داروں میں شادی کرنا کیسا ہے؟

1- صحیح البخاری، کتاب التہجد، باب ماجاء فی التطوع مثنی مثنی، 2/57، دار طوق النجاۃ، بیروت

جواب: نکاح سے پہلے میڈیکل ٹیسٹ (تھیلیسمیا) کرانا شرعاً واجب نہیں ہے۔ اس کا تعلق تجربے سے ہے اور تجربہ شاہد ہے کہ کبھی ایسے نکاح سے کوئی بیماری ظاہر نہیں ہوتی اور کبھی ہو جاتی ہے۔ لہذا اس بناء پر رشتہ داروں سے نکاح کو ہمیشہ کے لیے برا سمجھنا یا ٹیسٹ واجب قرار دینا درست نہیں ہے۔ البتہ اگر کوئی شخص احتیاطی پہلو کو مدنظر رکھتے ہوئے رشتہ داروں میں نکاح نہ کرے تب بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

تفصیل: نبی کریم ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح کیا جبکہ وہ قریبی رشتہ دار تھے۔ اسی طرح دیگر صحابہ کرام وصحابیات کا نکاح ان کے آپس کے قریبی رشتہ داروں میں ہوا۔

البتہ اس مسئلے میں ایک حدیث مبارکہ پیش کی جاتی ہے، مگر اس کی اصل نہیں ہے اور وہ حدیث بے سند ہے۔ حدیث اور اس کی حیثیت درج ذیل ہے۔

التلخیص الحبیر میں ہے:

لَا تَنْكِحُوا الْقَرَابَةَ الْقَرِيبَةَ، فَإِنَّ الْوَلَدَ يُخْلَقُ ضَاوِيًا۔

(ترجمہ:) "اپنے قریبی رشتہ داروں میں نکاح نہ کرو کیونکہ اس سے اولاد کمزور پیدا ہوگی"۔

اس حدیث کو علامہ ابن حجر عسقلانی نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

هذا الحديث تبع في إيراده إمام الحرمين هو والقاضي الحسين، وقال ابن الصلاح لم أجد له أصلا معتمدا انتهى۔ (1)

(ترجمہ:) "اس حدیث کو امام الحرمین اور قاضی حسین نے بھی ذکر کیا ہے اور ابن صلاح نے کہا: اس کی کوئی معتمد اصل میں نے نہیں پائی"۔

1- التلخیص الحبیر، کتاب النکاح، باب استحباب النکاح، الحدیث (1581)، ج 2، ص 304، موسسۃ القرطبہ مصر

امام سبکی نے فرمایا:

فینبغی أن لا یثبت هذا الحکم لعدم الدلیل وقد زوج۔ صلی الله علیه وسلم۔ علیا بفاطمة۔ رضی الله تعالی عنهما۔، وهی قرابة قریبة۔ (1)

(ترجمہ:) "پس مناسب یہ ہے کہ یہ حکم دلیل نہ ہونے کی وجہ سے ثابت نہیں ہوتا جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کا نکاح حضرت فاطمہ سے کیا اور وہ قریبی رشتہ دار تھے"۔

فتح الباری میں ہے:

وأما قول بعض الشافعیة یستحب أن لا تکون المرأة ذات قرابة قریبة فان کان مستندا إلی الخبر فلا أصل له أو إلی التجربة وهو أن الغالب أن الولد بین القریبین یکون أحمق۔ (2)

(ترجمہ:) "باقی رہا بعض شافعیہ کا قول کہ مستحب ہے کہ عورت قریبی رشتہ دار نہ ہو تو اگر یہ استدلال حدیث سے ہے تو اس کی کوئی اصل نہیں ہے اور اگر تجربہ سے ہے تو غالب یہ ہے کہ قریبی رشتہ داروں میں شادی کرنے سے اولاد بے وقوف پیدا ہوتی ہے"۔

فتاوی الشبکۃ الاسلامیۃ میں ہے:

ولکن العلماء اختلفوا فی توصیف هذا الجواز علی ثلاثة أقوال القول الأول الکراهة، وهو مذهب الشافعیة والحنابلة القول الثانی الإباحة، وهو مذهب المالکیة القول الثالث الندب، وهو قول الظاهریة والراجح من هذه الأقوال هو القول الثانی لقوته وضعف أدلة

1- تحفۃ المحتاج، کتاب النکاح، ج 1، ص 189، المکتبۃ التجاریہ، مصر

2- فتح الباری لابن حجر، کتاب النکاح، باب الاکفاء، ج 9، ص 135، دار المعرفۃ بیروت

القولین الآخرین۔ (1)

(ترجمہ:) "لیکن علماء کرام کے اس جواز کے بارے میں تین اقوال ہیں۔ پہلا قول یہ ہے کہ یہ مکروہ ہے یہ مذہب شافعیہ اور حنبلیہ کا ہے۔ دوسرا قول جواز کا ہے اور یہ مالکلیہ کا قول ہے۔ تیسرا قول استحباب کا ہے اور یہ ظاہریہ کا قول ہے۔ ان اقوال میں راجح قول دوسرا ہے کیونکہ باقیوں کے دلائل کمزور ہیں"۔

تھلیسمیا یا مہلک بیماری کی صورت میں رشتہ توڑنا کیسا؟

سوال: تھلیسمیا یا اسی طرح کے دیگر مہلک اور خطرناک بیماری ظاہر ہوگئی تو منگنی یا طے شدہ رشتہ توڑنا کیسا ہے؟

جواب: منگنی نکاح نہیں بلکہ وعدہ نکاح ہے، اور وعدہ کی خلاف ورزی بغیر عذر کے جائز نہیں ہے، لہذا اگر اس بیماری کا علاج ممکن ہو اور وہ کم عرصے میں اس بیماری سے چھٹکارا پا لیتے ہیں تو منگنی نہیں توڑنی چاہیے۔ اور اگر مذکورہ عذر کی وجہ سے منگنی توڑنا ضروری ہو کہ بعد میں خوشی اور اخلاق سے رہنا مشکل ہو تو باہمی افہام وتفہیم اور اخلاق سے اس معاملے کو ختم کر سکتے ہیں۔

منگنی وعدہ نکاح ہے اور وعدہ کو پورا نہ کرنا منافق کی نشانی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ۔ (2)

(ترجمہ:) "منافق کی تین نشانیاں ہیں: جب بات کرے گا تو جھوٹ بولے گا، جب وعدہ کرے گا تو وعدہ پورا نہیں کرے گا اور جب اس کے پاس

1۔ فتاوی الشبکۃ الاسلامیۃ، الزواج من الاقارب، ج 13، ص 2192، المکتبۃ الشاملۃ

2۔ صحیح البخاری، الرقم (33)، ج 1، ص 16، دار طوق النجاۃ

امانت رکھی جائے گی تو خیانت کرے گا"۔

ایک مقام پر فرمایا:

أَرْبَعُ خِلَالٍ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا مَنْ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ۔ (1)

(ترجمہ:) "چار خصلتیں جس میں ہو پکا منافق ہے: جب بات کرے گا تو جھوٹ بولے گا، جب وعدہ کرے گا تو پورا نہیں کرے گا، جب معاہدے کرے گا تو توڑ دے گا، جب جھگڑے گا تو گالی گلوچ کرے گا"۔

اگر کوئی معقول عذر ہو تو اس صورت میں وعدہ کو پورا کرنا ضروری نہیں بلکہ مستحب ہوتا ہے۔

علامہ سرخسی تحریر فرماتے ہیں:

لأن المواعيد لا يتعلق بها اللزوم ولكن يندب إلى الوفاء بالوعد۔ (2)

(ترجمہ:) "کیوں کہ (بعض) وعدے ایسے ہیں کہ جن سے لزوم متعلق نہیں ہوتا لیکن ایسے وعدے کو پورا کرنا مستحب ہے"۔

فتاوی رضویہ میں ہے:

فإن هذا عقد وذاك وعد وقد يفعل الوعد لينتظر لخاطب ثم ينظر ويتأتى فيه فإن وافق أجيب وإلا منع فلا يكون الرضا بالوعد رضا بالعقد وهذا ظاهر جدا۔ (3)

(ترجمہ:) "کیونکہ نکاح عقد ہے اور منگنی صرف وعدہ ہے جبکہ وعدہ کبھی اس لئے کرلیا جاتا تاکہ منگنی کرنے والے کا جائزہ لیا جائے اور غور کیا جائے اور تاخیر کی

1- صحیح البخاری، الرقم (3178)، ج 4، ص 102، دار طوق النجاۃ بیروت

2- المبسوط، ج 4، ص 132، دار المعرفۃ، بیروت

3- فتاوی رضویہ، جلد 11، ص 623، رضا فاؤنڈیشن لاہور

جاتی ہے تا کہ وہ موافق ہو تو منگنی قبول کی جائے ورنہ انکار کیا جائے لہذا وعدہ پر رضا کو عقد نکاح پر رضامندی نہیں قرار دیا جاسکتا، یہ معاملہ ظاہر ہے"۔

مہلک اور خطرناک بیماری کی صورت میں امام محمد کے نزدیک مرد کو اپنی بیوی کے نکاح کے فسخ کا حق حاصل ہے، جب نکاح فسخ کرنا جائز ہے تو عذر کی وجہ سے منگنی ختم کرنا بالاتفاق جائز ہونا چاہیے۔

مجمع الانھر میں ہے:

(ولا خيار لها إن وجدت) المرأة (به) أي بالزوج (جنونا أو جذاما أو برصا) عند الشيخين (خلافا لمحمد ولا) خيار (له) أي للزوج (لو وجد بها) أي بالمرأة (ذلك) أي المذكور من الجنون والجذام والبرص (أو رتقا أو قرنا) وعند الأئمة الثلاثة يخير الزوج بعيوب خمسة فيها۔ (1)

(ترجمہ:) "عورت اگر شوہر میں جنون، کوڑھ یا برص پائے تو شیخین کے نزدیک اسے نکاح ختم کرنے کا اختیار نہیں بخلاف امام محمد کے۔ مرد کو بھی فسخِ نکاح کا اختیار نہیں ہوگا اگر عورت میں مذکورہ عیب پائے جائیں یعنی جنون، کوڑھ، برص، مقامِ جماع کا تنگ ہونا یا رسولی کا ہونا کہ جماع نہ ہوسکے، اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک مذکورہ پانچ عیوب کی وجہ سے شوہر کو نکاح ختم کرنے کا اختیار حاصل ہوگا"۔

فتاوی قاضی خان میں ہے:

ومنها خيار العيب وهو حق الفسخ بسبب العيب عندنا لا يثبت في النكاح فلا ترد المرأة بعيب ما وقال الشافعي له أن يرد المرأة بعيوب خمسة بالجنون والجذام والبرص والقرن والرتق له أن يفسخ النكاح۔ (2)

1- مجمع الانھر، ج1، ص463، دار احیاء التراث العربی بیروت

2- فتاوی قاضی خان، 1/ 202

(ترجمہ:) "ان میں سے خیار عیب ہے اور وہ فسخ نکاح کا حق ہے عیب کی وجہ سے، تو ہمارے نزدیک یہ حق حاصل نہیں ہے تو عورت کو کسی عیب کی وجہ سے رد نہیں کرسکتا، اور امام شافعی نے فرمایا: جنون، کوڑھ، برص، مقامِ جماع کا تنگ ہونا یا رسولی کا ہونا کہ جماع نہ ہوسکے ان پانچ عیوب کی وجہ سے مرد کو نکاح فسخ کرنے کا اختیار حاصل ہوگا"۔

نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی بارگاہ میں ایک شخص کسی عورت سے نکاح کے مشورے کے لیے آیا جبکہ وہ نکاح کا پیغام بھیج چکا تھا، تب بھی آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے اسے خاتون کو دیکھنے اور سوچنے کا حکم دیا تاکہ ازدواجی زندگی صحیح طریقے سے گزاری جاسکے۔

سنن الترمذی میں ہے:

عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، أَنَّهُ خَطَبَ امْرَأَةً، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْظُرْ إِلَيْهَا، فَإِنَّهُ أَحْرَى أَنْ يُؤْدَمَ بَيْنَكُمَا۔ (1)

(ترجمہ:) "مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انہوں نے ایک عورت کے پاس نکاح کا پیغام بھیجا، تو نبی اکرم نے فرمایا: تم اسے دیکھ لو یہ تم دونوں کے درمیان محبت والفت کے لیے زیادہ بہتر ہے"۔

اسی وجہ سے دوسرے صحابی کو نکاح کا پیغام بھیجنے سے قبل عورت میں مخصوص عیب دیکھنے اور تسلی کرنے کا حکم دیا تھا۔

صحیح مسلم میں ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ تَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَظَرْتَ إِلَيْهَا؟ قَالَ لَا، قَالَ فَاذْهَبْ فَانْظُرْ إِلَيْهَا، فَإِنَّ فِي أَعْيُنِ

1- سنن الترمذی، الرقم (1087)، ج 2، ص 388، دار الغرب الاسلامی بیروت

الْأَنْصَارِ شَيْئًا۔ (1)

(ترجمہ:) "حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر تھا، آپ کے پاس ایک آدمی آیا اور بتایا کہ اس نے انصار کی ایک عورت سے نکاح (طے) کیا ہے۔ تو رسول اللہ نے اس سے فرمایا: کیا تم نے اسے دیکھا ہے؟ اس نے جواب دیا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: جاؤ اور اسے دیکھ لو کیونکہ انصار کی آنکھوں میں کچھ ہے"۔

سننِ ترمذی کی حدیث سے دلالۃً ثابت ہوتا ہے کہ نکاح کا پیغام بھیجنے کے بعد بھی مجبوری کی وجہ سے معاملہ ختم کر سکتے ہیں۔ اور اسی طرح بعض محدثین نے مذکورہ حدیث کی شرح میں فرمایا۔

علامہ حسین بن محمود مظہر الدین المظہری الحنفی شرح المشکاۃ میں لکھتے ہیں:

والأولى أن يَنظرَ إليها قبلَ أن يَطلبَها، حتى لو لم يوافقه تزوُّجها وتَركَها لا تتأذّى به المرأةُ وأهلُها؛ فإنه لو طلبها أولاً ثم نظرَ إليها فربما لا تُوافقه ويَتركُها، فتتأذّى به المرأةُ وأهلُها، ولو طلبَها أولاً ثم نظرَ إليها، ولم تُوافقه وتَركَها، لم يكنْ به بأسٌ (تزوّجتُ امرأةً) لعلَّ المرادَ بالتزوُّج ها هنا الخِطبةُ لا النِّكاحُ؛ لأنَّ النظرَ بعدَ النّكاحِ لا يُفيد، لأنه لو نظرَ إليها بعد النكاح ولم تُوافقه، لا يجوز له الفسخُ إلا بعيوبٍ خمسةٍ، وهي جنونُها وجُذَامُها وبَرَصُها ورَتَقُها وقَرَنُها۔ (2)

(ترجمہ:) "بہتر یہ ہے کہ مرد خاتون کو پیغام بھیجنے سے پہلے دیکھے کہ اگر اس سے نکاح کرنا موافق نہیں تو اس کو چھوڑ دے گا کیونکہ اس سے عورت اور اس کے گھر والوں کو تکلیف نہیں ہوگی، اور اگر پہلے نکاح کا پیغام بھیجا پھر

1- صحیح مسلم، الرقم (1424)، ج2، ص1040، دار الفکر بیروت

2- المفاتیح فی شرح المصابیح، ج4، ص17، دار النوادر الکویت

اسے دیکھا تو بسا اوقات اسے پسند نہ آئے اور چھوڑ دے تو عورت اور اس کے گھر والوں کو تکلیف ہوگی، بہر حال اگر پہلے پیغام بھیجا پھر دیکھا اسے پسند نہ آئی اور چھوڑ دیا تو کوئی حرج نہیں ہے۔۔۔ حدیث کے الفاظ (میں نے ایک خاتون کو نکاح پیغام بھیجا)، یہاں تزویج سے مراد نکاح کا پیغام بھیجنا ہے نکاح نہیں ہے، کیونکہ نکاح کے بعد دیکھنے کا کوئی فائدہ نہیں، کیونکہ اگر نکاح کے بعد دیکھا اور پسند نہ آئی تو نکاح فسخ کرنا جائز نہیں ہے مگر پانچ عیوب کی وجہ سے، وہ یہ ہیں: مجنون، کوڑھ، برص، مقامِ جماع کا تنگ ہونا یا رسولی کا ہونا کہ جماع نہ ہو سکے"۔

علامہ ملا علی قاری لکھتے ہیں:

(فإن في أعين الأنصار) أي بعضهم (شيئا) أي ما ينفر عنه الطبع ولا يستحسنه۔ (1)

(ترجمہ:) "حدیث کے الفاظ: اس کی آنکھ میں کچھ ہے۔ یعنی ان میں کچھ ایسی شی تھی جس سے نفرت کرتی ہے اور اسے ناپسند کرتی ہے"۔

علامہ طیبی نے تحریر فرمایا:

وفيه استحباب النظر إليها قبل الخطبة حتى إذا كرهها تركها من غير إيذاء بخلاف ما إذا تركها بعد الخطبة۔ (2)

(ترجمہ:) "اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نکاح کا پیغام بھیجنے سے پہلے خاتون کو دیکھنا مستحب ہے کہ اگر اسے پسند نہ آئے اور بغیر تکلیف دیے چھوڑ دے، بخلاف نکاح کا پیغام بھیجنے کے بعد"۔

1- مرقاۃ شرح المشکاۃ، ج5، ص2050، دار الفکر بیروت

2- شرح الطیبی، ج7، ص2267، مکتبہ نزار المصطفی، الریاض

منگنی کے بعد ملاقات کرنا اور دیکھنا کیسا؟

سوال: منگنی کے بعد ملاقات کرنا اور دیکھنا کیسا ہے؟

جواب: جب کسی سے رشتہ ہونے لگے تو شریعت نے لڑکی کا چہرا دیکھنے کی اجازت دی ہے۔ مگر اس سے گپ شپ کرنا، ملاقاتیں کرنا جائز نہیں ہے۔

منگنی نکاح نہیں ہے بلکہ نکاح کرنے کا وعدہ ہے۔ لہذا لڑکی لڑکے کے لئے اجنبی ہی رہتی ہے۔ البتہ دونوں خاندان والے ایک دوسرے کے گھر شرعی پردے کے ساتھ آئیں جائیں، تاکہ ذہنی ہم آہنگی ہو اور لڑکی لڑکے کی زندگی صحیح گزرے۔

تفصیل: حضرت جابر سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا خَطَبَ أَحَدُكُمُ الْمَرْأَةَ، فَإِنِ اسْتَطَاعَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى مَا يَدْعُوهُ إِلَى نِكَاحِهَا فَلْيَفْعَلْ، قَالَ فَخَطَبْتُ جَارِيَةً فَكُنْتُ أَتَخَبَّأُ لَهَا حَتَّى رَأَيْتُ مِنْهَا مَا دَعَانِي إِلَى نِكَاحِهَا وَتَزَوُّجِهَا فَتَزَوَّجْتُهَا۔ (1)

(ترجمہ:) "جب تم میں سے کوئی شخص کسی عورت کو نکاح کا پیغام بھیجے تو اگر وہ نکاح کی طرف مائل کرنے والی چیز دیکھ سکتا ہو تو دیکھ لے۔ حضرت جابر کہتے ہیں کہ میں نے ایک خاتون کو نکاح کا پیغام بھیجا تھا تو میں اس کو چھپ کر دیکھتا تھا حتی کہ میں نے اس کی وہ چیزیں دیکھ لیں کہ جو نکاح کے لئے دیکھنی ہوتی ہیں تو میں نے اس سے نکاح کر لیا"۔

سنن الترمذی میں ہے:

عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، أَنَّهُ خَطَبَ امْرَأَةً، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْظُرْ إِلَيْهَا۔ (2)

1- سنن ابی داود، کتاب النکاح، باب فی الرجل ینظر الی المرأۃ، الرقم (2082)، 2/228، المکتبۃ العصریۃ

2- سنن الترمذی، ابواب النکاح، ما جاء فی النظر الی المخطوبۃ، الرقم (1087)، 2/388، دار الغرب الاسلامی بیروت

(ترجمہ:)"مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انہوں نے ایک عورت کے پاس نکاح کا پیغام بھیجا، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اسے دیکھ لو"۔

صحیح مسلم:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ تَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَظَرْتَ إِلَيْهَا؟، قَالَ لَا، قَالَ فَاذْهَبْ فَانْظُرْ إِلَيْهَا، فَإِنَّ فِي أَعْيُنِ الْأَنْصَارِ شَيْئًا۔ (1)

(ترجمہ:)"حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر تھا، آپ کے پاس ایک آدمی آیا اور بتایا کہ اس نے انصار کی ایک عورت سے نکاح (طے) کیا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: کیا تم نے اسے دیکھا ہے؟ اس نے جواب دیا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: جاؤ اور اسے دیکھ لو کیونکہ انصار کی آنکھوں میں کچھ ہے"۔

نکاح پڑھانے اور اجازت لینے کا صحیح طریقہ کیا ہے؟

سوال: نکاح پڑھانے اور اجازت لینے کا صحیح طریقہ کیا ہے؟

جواب: اجازت اور وکالت لینے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ نکاح خواں لڑکی کے محرم افراد پر مشتمل تین وفد لڑکی سے نکاح کی اجازت لینے کے لئے بھیجے۔ اگر وہ تحریر لکھ کر دے دے تو بہتر ہے جس کو اجازت نامہ کے طور پر اس طرح لکھے کہ مثلاً ہندہ بنت فاطمہ! کیا آپ نے زید بن خالد (نکاح خواں) کو اس بات کی اجازت دی کہ وہ آپ کا نکاح عمر بن حامد (دولہا) کے ساتھ پانچ ہزار روپے حق مہر کے عوض میں کر دے؟

1- صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب ندب النظر الی وجہ المرأۃ، الرقم (1424)، ج2/1040، دار احیاء التراث العربی بیروت

مذکورہ عبارت لڑکی کے پاس جانے والے اس کو پڑھ کر سنائیں اگر وہ اجازت دے دیتی ہے یا اس تحریر پر دستخط کر دیتی ہے تو پھر نکاح خواں لڑکی کا وکیل ہو جائے گا۔ یوں بھی اجازت لے سکتے ہیں کہ فلاں مفتی صاحب یا فلاں مسجد کے امام صاحب کو فلاں بن فلاں کے ساتھ اپنا نکاح کرنے کی اجازت دے دیں۔

ہمارے ہاں بعض لوگ دلہن کے پاس جا کر کہتے ہیں کہ آپ ان سے بھی ایجاب وقبول کرائیں یا ان سے اجازت لیں تو دلہن کے پاس جانا ضروری نہیں ہے، لیکن اگر لوگوں کی تسلی کے لئے چلا جائے تو کوئی حرج بھی نہیں ہے۔

ایجاب وقبول کرانے کا طریقہ: دولہا سے ایجاب وقبول کرائے۔ اس طرح کہ اے فلاں بن فلاں! میں نے اپنی مؤکلہ فلانہ بنت فلاں کو اتنے حق مہر کے بدلے، ان گواہوں کی موجودگی میں تیرے نکاح میں دیا! اس پر دولہا کہے " قبول ہے" یا کہے "قبول کیا" تو نکاح ہو جائے گا۔

یا نکاح خواں کہے: میں نے اپنی مؤکلہ فلانہ بنت فلاں کا نکاح اتنے حق مہر کے عوض ان گواہوں کی موجودگی میں آپ کے ساتھ کیا، آپ نے قبول کیا!۔ دولہا کہے "میں نے قبول کیا"۔

اور اگر مجلس میں دولہے کا وکیل ہو تو پھر ایجاب وقبول کے الفاظ اس طرح ادا کرے کہ اے فلاں بن فلاں میں نے اپنی مؤکلہ فلانہ بنت فلاں کو اتنے حق مہر کے بدلے میں تیرے مؤکل فلاں بن فلاں کے نکاح میں دیا۔ اور دولہے کا وکیل کہے "میں نے اپنے مؤکل فلاں بن فلاں کی طرف سے قبول کیا"۔ تو نکاح ہو جائے گا۔

اور اگر مجلس میں دولہا اور دولہن دونوں ہوں تو پہلے لڑکی سے مذکورہ طریقے کے مطابق ایجاب کرائے اور پھر لڑکے سے قبول کرائے۔

1- تفصیل کے لئے ردالمحتار وغیرہ کی کتاب النکاح کی ابتدائی بحث ملاحظہ ہو۔

کورٹ میرج اور بغیر ایجاب وقبول کے نکاح کا حکم؟

سوال: کورٹ میرج اور اسی طرح بغیر ایجاب وقبول کے نکاح کا کیا حکم ہے؟

جواب: بعض جج حضرات یہ کرتے ہیں کہ لڑکی اور لڑکے سے دستخط لے لیتے ہیں اور نکاح کی ڈگری جاری کردیتے ہیں۔ اس صورت میں نکاح قطعاً منعقد نہیں ہوگا؛ کیونکہ نکاح کے لئے باقاعدہ صحیح طریقے سے ایجاب وقبول کرانا ضروری ہے۔

تفصیل: علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

(قوله ولا بكتابة حاضر) فلو كتب تزوجتك فكتبت قبلت لم ينعقد بحر والأظهر أن يقول فقالت قبلت إلخ إذ الكتابة من الطرفين بلا قول لا تكفي ولو في الغيبة، تأمل۔ (1)

(ترجمہ:) "شارح کا قول (اور حاضر کے لکھ دینے سے نکاح نہ ہوگا) پس اگر مرد نے لکھا: میں نے تجھ سے نکاح کیا، عورت نے لکھا میں نے قبول کیا۔ تو اس سے نکاح منعقد نہیں ہوگا، اور زیادہ ظاہر یہ ہے کہ عورت کہے: میں نے قبول کیا۔۔۔ کیونکہ کتابت دونوں کی طرف سے بغیر قول کے کافی نہیں ہے چہ جائیکہ غائب کی صورت میں ہو۔ غور وفکر کر"۔

بھاگ کر شادی کرنے کا حکم؟

سوال: بھاگ کر بغیر والدین کی رضا کے شادی کی تو کیا حکم ہے؟

جواب: ہمارے ہاں کورٹ میرج یعنی عدالتی نکاح اکثر وبیشتر اسی صورت میں ہوتے ہیں کہ جب لڑکی اور لڑکے کے والدین اپنے بچوں کے اس نکاح سے رضامند نہیں ہوتے تو لڑکی لڑکا اپنی مرضی سے یا بھاگ کر کورٹ، عدالت میں جا کر نکاح کرتے ہیں۔

اگر لڑکا لڑکی بالغ ہیں اور لڑکا لڑکی کا ہم پلہ ہے یعنی دیانت داری، پیشہ میں برابر

1- رد المحتار، کتاب النکاح، 3/12، دار الفکر بیروت

ہے اور مال اتنا ہے کہ لڑکی کا نان ونفقہ پورا کرسکتا ہے تو ان کا نکاح منعقد ہوجائے گا وگرنہ نہیں ہوگا۔

یعنی اگر لڑکی کا تعلق نیک خاندان سے ہے جبکہ لڑکے کا تعلق فاسق اور فاجر خاندان سے ہے تو اس صورت میں اگر لڑکی کا نکاح والد کی اجازت کے بغیر ہوا تو نکاح سرے سے منعقد نہیں ہوگا۔ ہاں اگر والد راضی تھا تو نکاح منعقد ہوجائے گا۔

اس کے علاوہ عدالتی نکاح میں بیشمار خرابیاں ہیں کہ والدین کی عزت مٹی میں مل جاتی ہے اور معاملات قتل تک جا پہنچتے ہیں۔ لہذا اس سے بہر صورت بچا جائے۔

تفصیل: سنن الترمذی میں ہے:

أَيُّمَا امْرَأَةٍ نَكَحَتْ بِغَيْرِ إِذْنِ وَلِيِّهَا فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ فَإِنْ كَانَ دَخَلَ بِهَا فَلَهَا صَدَاقُهَا بِمَا اسْتَحَلَّ مِنْ فَرْجِهَا۔ (1)

(ترجمہ:) "جو عورت اپنے ولی کی اجازت کے بغیر (غیر کفو میں) نکاح کرے، اس کا نکاح باطل ہے۔ اگر ازدواجی تعلق قائم ہوچکے ہوں تو (مرد پر) عورت کے لئے مہر ہے بسبب اس کے جو اس نے اس سے نفع اٹھایا"۔

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

فإن حاصله أن المرأة إذا زوجت نفسها من كفء لزم على الأولياء وإن زوجت من غير كفء لا يلزم أو لا يصح بخلاف جانب الرجل فإنه إذا تزوج بنفسه مكافئة له أو لا فإنه صحيح لازم۔ (2)

(ترجمہ:) "اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب خاتون نے اپنا نکاح کفو سے کیا تو

1- سنن الترمذی، ابواب النکاح، ما جاء لا نکاح الا بولی، الرقم (1102)، 2/398، دار الغرب الاسلامی بیروت

2- رد المحتار، کتاب النکاح، باب الکفاءۃ، 3/84، دار الفکر بیروت

اولیاء کی طرف سے بھی لازم ہوگا۔ اور اگر غیر کفو میں کیا تو اولیاء کی طرف لازم نہیں ہوگا یا صحیح نہیں ہوگا، بخلاف مرد کی جانب سے پس جب اس نے اپنا نکاح کفو میں کیا یا غیر کفو میں کیا نکاح صحیح اور لازم ہوگا"۔

بچپن کے نکاح کو توڑنے کا حق کیا لڑکی کے پاس ہے؟

سوال: بچپن کے نکاح کو توڑنے کا حق لڑکی کے پاس ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب: اگر لڑکی کے والد یا دادا نے اپنی بیٹی یا پوتی کا نکاح بچپن میں کردیا تو لڑکی جب بالغ ہوگی اس کو یہ نکاح توڑنے کا حق نہیں ہے بلکہ نکاح بدستور قائم رہے گا۔

اگر لڑکی کے والد اور دادا کے علاوہ کسی اور نے نکاح کیا تھا جیسا کہ یتیم بچی کا بچپن میں نکاح کردیا جاتا ہے تو وہ لڑکی جس لمحے بالغ ہوئی صرف اور صرف اسی لمحے اگر یہ اعلان کردے کہ میں اس نکاح کو توڑتی ہوں یا یہ نکاح مجھے منظور نہیں ہے تو اس پر عدم رضا پر گواہ بھی قائم کرلے اور قاضی کی عدالت میں وہ مقدمہ دائر کر کے وہ نکاح ختم کرائے گی۔

اس کو "خیارِ بلوغ" کہا جاتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس کی دو شرطیں ہیں۔

پہلی شرط یہ ہے کہ نکاح والد اور دادا نے نہ کیا ہو اس کے علاوہ جس کسی نے بھی کیا لڑکی کو بالغ ہونے کے وقت نکاح ختم کرنے کا حق حاصل ہے۔

دوسری شرط یہ ہے کہ جس وقت بالغ ہوئی بغیر تاخیر کیے اسی لمحے نکاح ختم کرنے کا اعلان کردے۔ اگر تاخیر کردی یا کوئی وہاں موجود نہیں تھا، سوچا کہ پھر اعلان کروں گی، تو اس صورت میں اختیار باطل ہوجائے گا۔

تفصیل: فتاوی عالمگیری میں ہے:

فإن زوجهما الأب والجد فلا خيار لهما بعد بلوغهما، وإن زوجهما غير الأب والجد فلكل واحد منهما الخيار إذا بلغ إن شاء أقام على النكاح، وإن شاء فسخ۔ (1)

1- فتاوی عالمگیری، کتاب النکاح، الباب الرابع، 1/ 285، دار الفکر بیروت

(ترجمہ:) "اگر بچی اور بچے کا نکاح اس کے باپ اور دادا نے کرایا تھا تو ان دونوں کو بالغ ہونے کے بعد اختیار نہیں ہوگا۔ اور اگر باپ دادا کے غیر نے نکاح کرایا تھا تو ان دونوں کو خیارِ بلوغ حاصل ہوگا، اگر چاہیں تو نکاح کو قائم رکھیں اور اگر چاہیں تو فسخ کردیں"۔

فتاوی رضویہ میں ہے:

" مگر اس خیار میں کنواری لڑکی کو حکم ہے کہ بالغہ ہوتے ہی یا بعد بلوغ خبر پاتے ہی فوراً بلاتوقف اپنی ناراضگی ظاہر کرے"۔(1)

حرمتِ مصاہرت کیا ہے؟

سوال: حرمتِ مصاہرت کیا ہے؟

جواب: حرمتِ مصاہرت جو سسرالی رشتے کی بنیاد پر ثابت ہوتی ہے۔ جیسے اگر کسی شخص نے عورت سے نکاح کیا یا بعض صورتوں میں نکاح کے بعد وطی بھی کرلی تو اس عورت کے اصول (یعنی ماں، نانی) اور فروع (یعنی بیٹی، پوتی وغیرہا) اس مرد پر حرام ہوجائیں گے اور وہ عورت اس مرد کے اصول اور فروع پر حرام ہوجائے گی۔ جس طرح حرمتِ مصاہرت نکاح اور نکاح کے بعد جماع سے ثابت ہوتی ہے اسی طرح یہ جماع، چھونے اور دیکھنے سے بھی ثابت ہوتی ہے۔ مگر اس کی شرائط اور تفاصیل زیادہ اور پیچیدہ ہیں جس کے لئے کسی ماہر جید مفتی سے رابطہ کرنا چاہئے۔ یہ کتاب ان کی متحمل نہیں ہے۔

تنبیہ: اگر مرد نے کسی عورت سے نکاح کیا تو اس مرد کا بیٹا اس عورت کی بیٹی سے نکاح کرسکتا ہے۔

تفصیل: علامہ کاسانی لکھتے ہیں:

وکذا تثبت بالوطء فی النکاح الفاسد وکذا بالوطء عن شبھۃ

1- فتاوی رضویہ، 11/707، رضا فاؤنڈیشن لاہور

بالإجماع، وتثبت باللمس فيهما عن شهوة وبالنظر إلى فرجها عن شهوة عندنا ولا تثبت بالنظر إلى سائر الأعضاء بشهوة ولا بمس سائر الأعضاء إلا عن شهوة بلا خلاف۔ (1)

(ترجمہ:)" نکاح فاسد اور وطی بالشبہ سے بھی بالاجماع حرمت مصاہرت ثابت ہوجاتی ہے۔ شہوت کے ساتھ چھونے اور شرمگاہ کی طرح نظر کرنے سے بھی حرمت ثابت ہوجاتی ہے۔ باقی تمام اعضاء محض دیکھنے سے حرمت نہیں ہوتی اگرچہ وہ دیکھنا شہوت سے ہو۔ اسی طرح دیگر تمام اعضاء کو چھونے سے حرمت اس وقت ہوگی جب وہ چھونا شہوت کے ساتھ ہو۔ اسی میں کسی کا اختلاف نہیں"۔

امام قدوری لکھتے ہیں:

يجوز أن يتزوج بأخت أخيه من النسب وذلك مثل الأخ من الأب إذا كان له أخت من أمه جاز لأخيه من أبيه أن يتزوجها۔ (2)

(ترجمہ:)" اپنے نسبی بھائی کی بہن سے نکاح کرنا جائز ہے وہ اس طرح کہ باپ کی طرف سے بھائی کی اسی کی ماں سے (پچھلے شوہر کی وجہ سے) بہن ہوتو یہ اپنے نسبی بھائی کی بہن سے نکاح کرسکتا ہے"۔

شرعی حق مہر کتنا ہے؟

سوال: شرعی حق مہر کتنا ہوتا ہے؟

جواب: شریعت مطہرہ میں مہر کی کم از کم مقدار دس درھم چاندی مقرر ہے جبکہ زیادہ سے زیادہ کی کوئی حد مقرر نہیں ہے، اس سے زیادہ جتنا بھی بوقت نکاح فریقین مقرر کردیں وہ باعتبار شریعت محمدی دینا لازم ہوگا۔ دس درہم چاندی کا وزن 30.618 گرام

1- بدائع الصنائع، کتاب النکاح، المصاہرۃ، 3/260، دار الکتب العلمیہ بیروت

2- مختصر القدوری، کتاب الرضاع، ص 152، دار الکتب العلمیہ بیروت

چاندی ہے۔ چاندی کی قیمت میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے اسلئے مذکورہ وزن کی چاندی کی قیمت معلوم کر کے دس درھم کی رقم معلوم کی جاسکتی ہے۔

مثلاً آج 5 دسمبر 2018 ایک گرام چاندی کی قیمت 73.7 ہے تو 30.618 گرام چاندی کی قیمت 2257 روپے بنی۔ تو آج کے دن کا کم سے کم شرعی حق مہر 2257 روپے ہے۔

تفصیل: الدر المختار میں ہے:

(أقله عشرة دراهم) لحديث البيهقي وغيره لَا مَهْرَ أَقَلُّ مِنْ عَشَرَةِ دَرَاهِمَ۔ (1)

(ترجمہ:) "مہر کم از کم دس درہم ہے، بیہقی اور اس کے علاوہ کی حدیث میں ہے: مہر دس درہم سے کم نہیں ہے"۔

مہرِ فاطمی کی مقدار کیا ہے؟

سوال: مہرِ فاطمی سے کیا مراد ہے اور اس کی مقدار کتنی ہے؟

جواب: مہرِ فاطمی سے مراد رسول اللہ کی صاحبزادی سیدہ خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہراء کا حق مہر ہے۔ اس کی مقدار 500 درہم تھی۔

ایک درہم 3.0618 گرام کا ہوتا ہے لہٰذا آج کے دور کے حساب سے 500 درہم کا وزن 1530 گرام چاندی ہے، جس کی مالیت آج 5 دسمبر 2018ء کے لحاظ سے 112761 روپے یعنی ایک لاکھ بارہ ہزار سات سو اکسٹھ روپے۔

تفصیل: امام نووی تحریر فرماتے ہیں:

والمستحب ان لا يزيد على خمسمائة درهم، وهو صداق ازواج النبي صلى الله عليه وسلم وبناته عليهن سلام الله ورحمته لما روى عن عائشة قالت كان صداق أَزْوَاجِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اثنا ..

1- الدر المختار، کتاب النکاح، باب المہر، 4/231,230، مکتبہ امدادیہ ملتان

عشرا اوقیه ونشأ قالت والنش نصف اوقیه، والاوقیه اربعون درهماً۔ (1)

(ترجمہ:) "مستحب یہ ہے کہ پانچ سو درھم سے زیادہ حق مہر نہ رکھے اور یہی حق مہر نبی کریم کی ازواج اور بیٹیوں کا تھا۔ حضرت عائشہ سے مروی ہے، وہ فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کی بیویوں کا حق مہر بارہ اوقیہ اور ایک نش تھا، ایک نش آدھا اوقیہ ہوتا ہے اور ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے"۔

حق مہر کی مقدار لڑکی سے پوچھنا ضروری ہے؟

سوال: حق مہر کی مقدار کا لڑکی سے پوچھنا ضروری ہے؟

جواب: حق مہر کی رقم کے لئے لڑکی سے پوچھنا ضروری ہے کیونکہ اس کا نکاح ہو رہا ہوتا ہے اور وہی اپنے آپ کو شوہر کے حوالے کر رہی ہوتی ہے۔ اس کی رضا کے بغیر مقرر نہ کیا جائے۔

مگر ہمارے ہاں معاملہ اس کے برعکس ہے کہ یا تو شرعی حق مہر مقرر کر دیا جاتا ہے یا پھر جو رواج میں ہوتا ہے وہی لکھ دیتے ہیں، اور لڑکی خاموش رہتی ہے اور قبول کر لیتی ہے۔

تفصیل: اللہ تعالی فرماتا ہے:

وَإِنْ آتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنطَارًا مِنْ ذَهَبٍ۔ (2)

(ترجمہ:) "اگر چہ تم نے انہیں سونے کا خزانہ بھی دیا ہو"۔

مصنف عبدالرزاق میں ہے:

قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لَا تُغَالُوا فِي مُهُورِ النِّسَاءِ، فَقَالَتِ امْرَأَةٌ لَيْسَ ذَلِكَ لَكَ يَا عُمَرُ، إِنَّ اللهَ يَقُولُ: وَإِنْ آتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنْطَارًا مِنْ ذَهَبٍ قَالَ

1- المجموع شرح المہذب، کتاب النکاح، 16/327، دار الفکر بیروت

2- النساء، آیت: 20

وَكَذٰلِكَ هِيَ فِي قِرَاءَةِ عَبْدِ اللّٰهِ فَلَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا، فَقَالَ عُمَرُ: إِنَّ امْرَأَةً خَاصَمَتْ عُمَرَ فَخَصَمَتْهُ« (1)

(ترجمہ:) "عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا عورتوں کے حق مہر میں مبالغہ نہ کرو۔ تو ایک عورت نے کہا اے عمر! آپ کے لیے یہ جائز نہیں۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے: (وَإِنْ آتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنْطَارًا مِنْ ذَهَبٍ فَلَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا) اگرچہ تم نے انہیں سونے کا خزانہ بھی دیا ہو تو تمہارے لیے اس میں سے کچھ بھی لینا حلال نہیں ہے۔ عبد اللہ کی قراءت میں ایسے ہی ہے (یعنی لفظ "ذھبا" کے اضافہ کے ساتھ) ۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک عورت نے عمر سے جھگڑا کیا اور وہ جیت گئی"۔

اس سے پہلے ہم نے ذکر کیا کہ نبی کریم کی ازواج اور بیٹیوں کا حق مہر لاکھوں میں ہوتا تھا حالانکہ اس دور میں پیسے کی قدر (ویلیو) بہت زیادہ تھی۔

دولہن کے تحائف، زیور اور جہیز کس کی ملکیت ہیں؟

سوال: دولہن کے تحائف اور زیور وغیرہ کس کی ملکیت ہوتے ہیں؟

جواب: (1) شادی کے موقع پر دولہن کو جو میکے کی طرف سے جہیز ملتا ہے وہ اسی کی ملکیت ہوتا ہے۔

(2) رقوم اور دیگر تحائف بھی دولہن کی ملکیت ہوتے ہیں۔

(3) سسرال والوں کی طرف سے جو کپڑے اور دیگر سامان ملتا ہے وہ بھی اسی کی ملکیت میں ہوتے ہیں۔

(4) سسرال والوں کی طرف سے جو زیور ملتا ہے ہمارے عرف اور رواج کے مطابق دولہن ہی کی ملکیت سمجھا جاتا ہے۔

1- مصنف عبد الرزاق، کتاب النکاح، باب غلاء الصداق، الرقم (10420)، 6/180، المکتب الاسلامی بیروت

پہلی تین صورتوں میں میاں بیوی یا ان کے خاندانوں میں اختلاف اور جھگڑا پیدا نہیں ہوتا۔ جب میاں بیوی کے درمیان یا ان کے خاندانوں کے درمیان جھگڑا شروع ہو جائے یا نوبت طلاق تک پہنچ جائے تو زیورات کی ملکیت کا مسئلہ آتا ہے کہ شوہر اور اس کے گھر والے کہتے ہیں کہ ہم نے تو صرف استعمال کے لئے دیا تھا۔ جبکہ بیوی کا دعوی ہوتا ہے کہ انہوں نے مجھے مالک بنا دیا تھا۔

لہٰذا اگر کسی کی طرف سے دستاویزات کی صورت میں یا گواہوں کی صورت میں شہادت موجود نہ ہو تو اس قوم کے عرف اور رواج کو دیکھا جائے گا، اور اسی کے مطابق فیصلہ ہوگا۔ یعنی اگر ان کا عرف یہ ہے کہ یہ واپس لے لیتے ہیں یا طلاق کی صورت میں واپسی کرنی ہوتی ہے تو ایسی صورت میں وہ زیور بیوی کی ملکیت میں نہیں ہوں گے۔

تفصیل: علامہ ابن عابدین شامی تحریر فرماتے ہیں:

فإن كل أحد يعلم أن الجهاز ملك المرأة وأنه إذا طلقها تأخذه كله، وإذا ماتت يورث عنها ولا يختص بشيء منه وإنما المعروف أنه يزيد في المهر لتأتي بجهاز كثير ليزين به بيته وينتفع به بإذنها ويرثه هو وأولاده إذا ماتت۔ (1)

(ترجمہ:) "بے شک ہر ایک جانتا ہے کہ جہیز خاتون ہی کی ملک ہوتا ہے۔ پس جب شوہر اس کو طلاق دیتا ہے تو سارا جہیز لے کر جاتی ہے۔ اور جب مر جائے تو وہ شوہر کو وارث بناتی ہے اور جہیز کسی ایک کے ساتھ خاص نہیں ہوتا۔ راجح یہ ہے کہ وہ مہر میں زیادتی کراتے ہیں تا کہ بہت زیادہ جہیز لائے تا کہ وہ اس سے اپنے گھر کو مزین کرے اور شوہر اس کی اجازت سے اس کے جہیز سے نفع اٹھاتا ہے اور جب وہ مر جاتی ہے تو شوہر اور اس کی اولاد اس کی وارث بنتی ہے"۔

1- ردالمحتار، باب النفقة، 3/558، دار الفكر بيروت

فتاوی رضویہ میں ہے:

"جہیز ہمارے بلاد کے عرف عام شائع سے خاص ملک زوجہ ہوتا ہے جس میں شوہر کا کچھ حق نہیں، طلاق ہوئی تو کل لے گئی، اور مرگئی تو اسی کے ورثاء پر تقسیم ہوگا"۔(1)

بیوی کا الگ رہائش کا مطالبہ کرنا کیسا؟

سوال: بیوی کا الگ رہائش کا مطالبہ کرنا کیسا ہے؟

جواب: اگر بیوی کو ایک الگ کمرہ میسر ہے جس میں اس کا سامان محفوظ ہے، اپنی مرضی سے اسے کھول اور بند کرسکتی ہے اور اس میں کسی دوسرے کا کوئی عمل دخل نہ ہو تو الگ رہائش کا مطالبہ نہیں کرسکتی۔ ہاں اگر شوہر کے رشتہ داروں کے ساتھ رہنا مشکل ہوجائے تو اس کا مطالبہ درست ہے۔

تفصیل: علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

والظاهر أن المراد بالمنفرد ما كان مختصا بها ليس فيه ما يشاركها به أحد من أهل الدار وأقره في الفتح بعد ما نقل عن القاضي الإمام أنه إذا كان له غلق يخصه وكان الخلاء مشتركا ليس لها أن تطالبه بمسكن آخر بيت الخلاء وموضع الطبخ بأن يكونا داخل البيت أو في الدار لا يشاركها فيهما أحد من أهل الدار قلت وينبغي أن يكون هذا في غير الفقراء الذين يسكنون في الربوع والأحواش بحيث يكون لكل واحد بيت يخصه وبعض المرافق مشتركة كالخلاء والتنور وبئر الماء ويأتي تمامه قريبا وهذا موافق لما قدمناه عن الملتقط من قوله اعتبارا في السكنى بالمعروف إذ لا شك أن المعروف يختلف باختلاف

---

(1) فتاوی رضویہ، 12/202، رضا فاؤنڈیشن لاہور، تفہیم المسائل، 2/253، ضیاء القرآن پبلشرز لاہور

الزمان والمكان، فعلى المفتي أن ينظر إلى حال أهل زمانه وبلده، إذ بدون ذلك لا تحصل المعاشرة بالمعروف۔ (1)

(ترجمہ:) "ظاہر یہ ہے کہ اکیلے گھر سے مراد کہ جو بیوی کے ساتھ خاص ہو اس میں کوئی اور شریک نہ ہو گھر والوں میں سے ۔۔۔۔۔۔ اس کو فتح القدیر میں برقرار رکھا قاضی امام سے یہ نقل کرنے کے بعد کہ جب کمرے کو تالا لگا ہوا ہو تو وہ اسی کے ساتھ خاص ہوگا۔ بیت الخلاء اگر مشترک ہو تو وہ تب بھی دوسرے الگ گھر کا مطالبہ نہیں کرسکتی۔ بیت الخلاء اور کچن بھی کمرے میں داخل ہیں یا گھر میں کہ ان دونوں میں کوئی دوسرا شریک نہ ہو۔ میں نے کہا: مناسب یہ ہے کہ یہ غریبوں کے غیر میں شرط ہونی چاہیے کیونکہ غریب حویلی میں اور دیہات میں رہتے ہیں کہ ہر ایک کے لئے کمرہ الگ ہوتا ہے اور بیت الخلاء، تنور اور کنواں وغیرہ مشترک ہوتا ہے۔۔۔۔۔۔۔ یہ اس کے موافق ہے جو ہم نے ملتقط سے ان کا قول پہلے ذکر کیا کہ رہائش میں عرف کا اعتبار ہوگا اور عرف زمانے اور مکان کے مختلف ہونے سے مختلف ہو جاتا ہے۔ پس مفتی پر لازم ہے کہ وہ اپنے شہر اور اپنے زمانے کے عرف کو مدنظر رکھے کیونکہ اس کے بغیر صحیح معاشرت نہیں ہوسکتی"۔

بہار شریعت میں ہے:

"عورت اگر تنہا مکان چاہتی ہے یعنی اپنی سَوت یا شوہر کے متعلقین کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی تو اگر مکان میں کوئی ایسا دالان اُس کو دے دے جس میں دروازہ ہو اور بند کرسکتی ہو تو وہ دے سکتا ہے دوسرا مکان طلب کرنے کا اُس کو اختیار نہیں بشرطیکہ شوہر کے رشتہ دار عورت کو تکلیف نہ پہنچاتے ہوں"۔(2)

1- ردالمحتار، باب النفقة، 3/600، دار الفکر بیروت

2- بہار شریعت، حصہ 8، 2/271، مکتبۃ المدینۃ کراچی

بچوں کو گود لینے کے شرعی احکام

اس حوالے سے تاج الفقہاء مفتی وسیم اختر المدنی زیدہ مجدہ کا فتوی درج ہے۔

بچوں کو گود لینے کا شرعی حکم:

کسی کی اولاد کو اس کا بوجھ ہلکا کرنے کے لئے اپنی کفالت میں لے کر پرورش کرنا بہت اچھی بات ہے جیسا کہ نبی کریم رؤف رحیم نے حضرت ابو طالب کی اعانت کرتے ہوئے مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنے سایہ عاطفت میں لے لیا تھا۔ لیکن کسی کی اولاد پرورش کرنے سے وہ پرورش کرنے والے کی نسبی اولاد نہیں بنتی بلکہ جوان ہونے پر اگر گود لینے والے اس بچے کے غیر محرم ہوں تو ان کے مابین پردہ بھی فرض ہوگا، مثلاً کسی کا بیٹا لے کر اس کی پرورش کی جب وہ جوان ہوگا تو پرورش کرنے والے کی بیوی اگر اس کے محرّمات سے نہیں تو پردہ لازم ہوگا اور اگر پرورش کرنے والے کی بیوی اس بچے کی محرمات مثلاً: بہن، خالہ، پھوپھی، یا رضاعی خالہ سے ہے تو پھر پردہ ضروری نہیں ہوگا۔ اللہ تعالی نے ان رشتوں کا ذکر فرمادیا جو محرّمات میں شامل ہیں اور ان کے علاوہ سب غیر محرم ہیں۔

ارشادِ ربانی ہے:

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُم مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُم مِّن نِّسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُم بِهِنَّ فَإِن لَّمْ تَكُونُوا دَخَلْتُم بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ۔ (1)

(ترجمہ:) "حرام ہوئیں تم پر تمہاری مائیں اور بیٹیاں اور بہنیں اور پھوپھیاں اور خالائیں اور بھانجیاں اور تمہاری مائیں جنہوں نے دودھ پلایا اور دودھ

1- النساء، آیت:23

کی بہنیں اور عورتوں کی مائیں اوران کی بیٹیاں جو تمہاری گود میں ہیں ان بیبیوں سے جن سے تم صحبت کر چکے ہو تو پھر اگر تم نے ان سے صحبت نہ کی ہو تو ان کی بیٹیوں میں حرج نہیں اور تمہاری نسلی بیٹوں کی بیبیاں"۔

اور یہی حکم لڑکی گود لینے کے بارے میں ہوگا۔ کہ پرورش کرنے والا اگر لڑکی کا محرم نہیں ہے تو اس کے بالغ ہونے پر پردہ لازم ہوگا۔

بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ گود لینے والے کی بیٹیاں ہی بیٹیاں ہوتی ہیں اور وہ کسی سے لڑکا گود لے کر پرورش کرتا ہے اگر چہ پرورش کرنے والے کی بیوی اس لڑکے کی محرم ہو لیکن اس کی بیٹیوں کے لئے وہ نامحرم ہوگا اس کے بالغ ہونے پر پرورش کرنے والے کی بیٹیوں سے پردہ ضروری ہوگا۔

لے پالک بچوں میں پردے کے مسئلے کا حل:

اگر گود لیا جانے والا لڑکا ہے تو مرد کی بیوی اپنی بہن یا بھابھی یا کسی ایسی عورت کا دودھ 2 سال عمر ہونے سے پہلے پلوادے تا کہ وہ بچہ رضاعت کے رشتے سے اس کا محرم بن جائے۔اور اگر لڑکی گود لیتے ہیں اور وہ مرد کی محرم نہیں تو پھر شوہر اپنی بہن، بھابھی یا کسی ایسی عورت کا دودھ بچی کی 2 سال عمر ہونے سے پہلے پہلے پلوادے کہ ان کے درمیان رضاعت کے رشتے سے حرمت قائم ہو جائے اور وہ مرد اس کا محرم بن جائے تا کہ بالغ ہونے پر پردہ لازم نہ ہو۔

صدرالافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ مذکورہ بالا آیت کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں:

"رضاع سے وہ رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو نسب سے حرام ہیں اس لیے شیر خوار پر اس کے رضاعی ماں باپ اور ان کی نسبی ورضاعی اصول وفروع سب حرام ہیں"۔(1)

1- خزائن العرفان فی تفسیر القرآن، ص 146، مکتبہ ضیاء القرآن کراچی

حدیث پاک میں ہے:

يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَايَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ۔ (1)

(ترجمہ:) "جو چیز ولادت سے حرام ہوتی ہے وہی چیز رضاعت سے بھی حرام ہوجاتی ہے"۔

دوسری حدیث میں ہے:

يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَايَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ۔ (2)

(ترجمہ:) "جو چیز نسب سے حرام ہوتی ہے وہی چیز رضاعت سے بھی حرام ہوتی ہے"۔

تیسری حدیث میں ہے:

إِنَّ اللهَ حَرَّمَ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا حَرَّمَ مِنَ النَّسَبِ۔ (3)

(ترجمہ:) "اللہ تعالی نے رضاعت سے وہ چیز حرام کردی جو نسب سے حرام تھی"۔

لیکن اگر ڈھائی سال عمر ہو چکی ہے تو پھر کسی عورت کا دودھ پلانے سے رضاعت کا رشتہ قائم نہیں ہوگا۔

لے پالک کی ولدیت کا مسئلہ:

بچے کی ولدیت اپنے اصل باپ کی ہی باقی رہے گی اور اسی کے نام سے بلایا اور پکارا جائے گا یہاں تک کہ اسکول، کالج، شناختی کارڈ اور نکاح فارم وغیرہ میں اس کے اصل باپ کا ہی نام لکھا جائے گا، ہاں پرورش کرنے والا دستاویزات میں اپنا نام بطور

1- صحیح البخاری، باب ما یحل من الدخول والنظر الی النساء فی الرضاع، الرقم (5239)، 38/7، دار طوق النجاة

2- صحیح مسلم، باب تحریم الرضاعة من ماء الفحل، الرقم (1445)، 1070/2، دار احیاء التراث العربی بیروت

3- مسند احمد، الرقم (1097)، 68/2، دار الحدیث القاہرة

سرپرست کے لکھوا سکتا ہے۔

اگر پرورش کرنے والا اس کو اپنے نام سے منسوب کرے یا کوئی اور شخص اس کے اصل باپ کو جانتے ہوئے پرورش کرنے والے کی طرف منسوب کرے تو یہ ناجائز وحرام ہے۔

اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَاءَكُمْ أَبْنَاءَكُمْ ذَلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِأَفْوَاهِكُمْ وَاللهُ يَقُولُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيلَ ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللهِ۔ (1)

(ترجمہ:) "نہ تمہارے لے پالکوں کو تمہارا بیٹا بنایا یہ تمہارے اپنے منہ کا کہنا ہے اور اللہ حق فرماتا ہے اور وہی راہ دکھاتا ہے انہیں ان کے باپ ہی کا کہہ کر پکارو یہ اللہ کے نزدیک زیادہ ٹھیک ہے"۔

اس کے متعلق حدیث پاک میں بہت ہی سخت وعید آئی ہے۔

حدیث پاک میں ہے:

عَنْ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ، يَقُولُ مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ، وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ غَيْرُ أَبِيهِ، فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ۔ (2)

(ترجمہ:) "حضرت سیدنا سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے اپنے نسب کو اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کیا حالانکہ وہ جانتا ہے کہ وہ اس کا باپ نہیں ہے تو جنت اس پر حرام ہے"۔

طبرانی المعجم الکبیر میں ہے:

مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا

1- الاحزاب، آیت: 5,4

2- صحیح البخاری، باب من ادعی الی غیر ابیہ، الرقم (6766)، 8/156، دار طوق النجاہ

یُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ۔ (1)

(ترجمہ:) "جو اپنے باپ کے سوا دوسرے کی طرف اپنے نسب کو منسوب کرے اس پر خود اللہ تعالیٰ اور سب فرشتوں اور آدمیوں کی لعنت ہے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا نہ فرض قبول کرے گا نہ نفل"۔

امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں:

"پسر خواندہ نہ چنیں کس را پسر می شود نہ خود بے علاقہ از پدران الحقائق لاتغیر،

ترجمہ: منہ بولا بیٹا نہ ایسے شخص کا بیٹا ہوتا ہے اور نہ ہی اپنے باپ سے بے تعلق ہوتا ہے کیونکہ حقیقتوں میں تغیر نہیں ہوتا"۔ (2)

لے پالک کا میراث میں حصے داری کا مسئلہ:

لے پالک لڑکی ہو یا لڑکا اپنے حقیقی ماں، باپ اور بہن بھائیوں کا وارث بن سکتا ہے۔ پرورش کرنے والا اگر ان کے علاوہ محض اجنبی ہے تو اُس کے انتقال کے بعد اُس کی جائیداد میں حصہ دار یا وارث نہیں بن سکتا۔

ہاں! اگر کوئی شخص اپنے پرورده کو اپنی زندگی میں کچھ دینا چاہئے بشرطیکہ اس سے اس کے ورثاء بالکل محروم نہ ہوتے ہوں تو یہ دینا جائز ہے۔ اس کو چاہیے جو کچھ دے اس کے حوالے کرنے کے بعد قبضہ بھی دے دے۔

علامہ علاؤالدین حصکفی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں:

شرائط صحتها في الموهوب أن يكون مقبوضا غير مشاع مميزا غير مشغول (وتتم) الهبة (بالقبض) الكامل۔ (3)

(ترجمہ:) "ہبہ کی جانے والی چیز میں ہبہ کی شرائط میں سے ہے کہ اس پر

1- المعجم الکبیر، الرقم (64)، 17/34، مطبوعہ بیروت

2- فتاوی رضویہ، 26/178، رضا فاؤنڈیشن لاہور

3- الدر المختار، کتاب الھبۃ، 5/688، 690، دار الفکر بیروت

قبضہ کروایا جائے، مشترک نہ ہو، دوسری چیزوں سے جدا (واضح) ہو اور ہبہ کرنے والے کے اپنے تصرف میں مشغول نہ ہو۔۔۔ نیز فرمایا: اور قبضہ کاملہ کے ساتھ ہبہ تمام ہو جاتا ہے"۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

ومنها أن يكون الموهوب مقبوضا حتى لا يثبت الملك للموهوب له قبل القبض۔ (1)

(ترجمہ:) "ہبہ کی شرائط میں سے ایک یہ ہے کہ ہبہ کی ہوئی چیز، جس کو ہبہ کی ہے اس کے قبضے میں چلی جائے، چنانچہ قبضے سے پہلے موہوب لہٗ کی ملکیت ثابت نہیں ہو سکتی"۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اگر زندگی میں نہیں دینا چاہتا تو پھر اس کے لئے وصیت کر جائے اور یہ زیادہ سے زیادہ ایک تہائی مال میں جائز ہے۔ ترکے کی تقسیم کے وقت سب سے پہلے تجہیز و تکفین کے اخراجات الگ کیے جائیں گے اس کے بعد اگر کچھ قرض ہو تو اس کی ادائیگی کی جائے گی اور پھر اس وصیت کے مطابق اس لے پالک کو حصہ دیا جائے گا اور بقیہ مال مرنے والے کے شرعی ورثاء کے مابین ان کے حصص کے مطابق تقسیم ہوگا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اگر بچی کو گود لیا اور وہ مرد اس کا محرم نہیں ہے یا لڑکا گود لیا اور وہ عورت کا محرم نہیں ہے تو بالغ ہونے پر پردہ لازم ہوگا اور اگر گود لیئے جانے والے بچے کو کسی ایسی عورت کا دودھ 2 سال کی عمر ہونے سے پہلے پہلے پلا دیا جائے جس سے وہ بچی مرد کے لیے محرم بن جائے اور لڑکا عورت کے لئے محرم بن جائے تو بالغ ہونے پر پردہ لازم نہیں ہوگا۔ اور گود لئے ہوئے بچے یا بچی کو اس کے اصل ماں باپ کے نام سے لکھا اور پکارا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم ورسولہ اعلم!

1- فتاویٰ عالمگیری، 4/417، قدیمی کتب خانہ کراچی

ساس سسر کی خدمت کرنا واجب ہے؟

سوال: بیوی پر اپنی ساس اور سسر کی خدمت کرنا واجب ہے؟

جواب: شریعت کے مزاج اور اخلاقیات میں سے ہے، صلہ رحمی اور رواداری میں سے ہے کہ اگر شوہر کے والدین اس کے پاس رہائش پذیر ہوں تو اپنے شوہر کی وجہ سے ان کے کھانے، پینے اور پہننے کا خیال رکھے۔

ہمارے ہاں بعض زیادہ پڑھے لکھے کم سمجھ دار ایک دم سے یہ کہہ دیتے ہیں کہ خاتون پر ساس سسر کی خدمت واجب نہیں، بیوی کا کھانا پکانا واجب نہیں، یہ کرنا واجب نہیں وہ کرنا واجب نہیں۔۔۔

واجب نہ ہونے کا یہ مطلب ہے کہ شوہر کے والدین کو گھر سے نکال دیا جائے یا خود مزے سے کھائے اور شوہر اپنے والدین کے لئے خود کھانا پکائے یا ہوٹل سے لائے۔

ایسی بہت ساری چیزیں ہیں کہ جو شوہر پر واجب نہیں ہیں مگر شوہر تب بھی انہیں پوری کرتا ہے۔ مثلاً:

1. سال میں ایک گرمی اور ایک سردی کا کپڑا دینا لازم ہے، الماری اور ہینگرز کو کپڑوں سے بھرنا واجب نہیں۔
2. علاج معالجہ واجب نہیں بھلے کتنی ہی بیماری کیوں نہ ہو۔
3. شاپنگ کرانا واجب نہیں وغیرہا۔۔۔

اس کے علاوہ بے شمار ایسے معاملات ہیں کہ جن کا کرنا شوہر پر لازم نہیں ہے مگر وہ اخلاقیات کو نبھانے اور معاملات کو چلانے کے لئے کر رہا ہوتا ہے۔ مگر جب بیوی کے لئے شوہر کے والدین کی خدمت اور دیکھ بھال کی باری آتی ہے تو اسے فتوے اور واجبات یاد آجاتے ہیں۔ حق اور سچ یہ ہے کہ غیرت مند، عزت دار اور سلجھی ہوئی اگرچہ کم پڑھی لکھی یا ان پڑھ خاتون کبھی بھی اس طرح کے شکوے زبان پر نہیں لاتی۔

تفصیل: فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

ولا یجب الدواء للمرض، ولا أجرۃ الطبیب، ولا الفصد، ولا الحجامۃ کذا فی السراج الوھاج وعلیہ من الماء ما تغسل بہ ثیابھا وبدنھا من الوسخ کذا فی الجوھرۃ النیرۃ۔ (1)

(ترجمہ:) "شوہر پر مریض بیوی کی دوائی لینا واجب نہیں ہے اور نہ ہی ڈاکٹر کی فیس، نہ فصد لگانے کی نہ پچھنے لگانے کی فیس، اسی طرح سراج وہاج میں ہے۔ شوہر پر صرف اتنا پانی مہیا کرنا لازم ہے کہ جس سے وہ اپنے کپڑوں کو دھو سکے اور بدن کی میل اتار سکے۔ اسی طرح جوہرہ نیرہ میں ہے"۔

اسی میں ہے:

وإن کان الزوج موسرا مفرط الیسار نحو أن یأکل الحلواء، واللحم المشوی والباجات وھی فقیرۃ کانت تأکل فی بیتھا خبز الشعیر لا یجب علیہ أن یطعمھا ما یأکل بنفسہ، ولا ما کانت تأکل فی بیتھا، ولکن یطعمھا خبز البر وباجۃ، أو باجتین وفی ظاھر الروایۃ یعتبر حال الزوج فی الیسار والإعسار کذا فی الکافی وبہ جمع کثیر من المشایخ ۔ رحمھم اللہ تعالی ۔ وقال فی التحفۃ إنہ الصحیح کذا فی فتح القدیر، وقال مشایخنا ۔ رحمھم اللہ تعالی ۔ والمستحب للزوج إذا کان موسرا مفرط الیسار والمرأۃ فقیرۃ أن یأکل معھا ما یأکل بنفسہ۔ (2)

(ترجمہ:) "اگر شوہر دولت مند ہے اور زیادہ خرچ بھی کرتا ہے مثلاً وہ مٹھائی، تکہ بوٹی اور مختلف قسم کے کھانے کھاتا ہے جبکہ بیوی غریب تھی وہ اپنے گھر میں روٹی پر ہی گزارہ کرتی تھی تو شوہر پر واجب نہیں کہ جو خود

1۔ فتاویٰ عالمگیری، الباب السابع عشر، الفصل الاول، 1/549، دار الفکر بیروت

2۔ فتاویٰ عالمگیری، الباب السابع عشر، الفصل الاول، 1/548، دار الفکر بیروت

کھائے وہی بیوی کو کھلائے، بلکہ جو گھر میں رہ کر کھائے وہی اس کو بھی کھلائے یہ بھی واجب نہیں۔ لیکن وہ اس کو گندم کی روٹی اور ایک یا دو مرغی کبھی کبھی کھلادے۔ ظاہر الروایہ میں ہے کہ شوہر کی غربت اور امارت کا اعتبار ہوگا، اس طرح کافی میں ہے۔ اس پر کثیر مشائخ جمع ہیں۔ اور تحفہ میں فرمایا: یہی صحیح ہے، اسی طرح فتح القدیر میں ہے۔ ہمارے مشائخ نے فرمایا: شوہر جب امیر اور اچھا کھاتا پیتا ہو جبکہ بیوی غریب ہو تو جو خود کھائے وہی اس کو کھلائے تو یہ مستحب ہے"۔

اسی میں ہے:

وأما ما يقصد به التلذذ والاستمتاع مثل الخضاب والكحل فلا يلزمه بل هو على اختياره إن شاء هيأه لها، وإن شاء تركه، فإذا هيأه لها فعليها استعماله، وأما الطيب فلا يجب عليه منه إلا ما يقطع به السهوكة لا غير ويجب عليه ما يقطع به الصنان۔ (1)

(ترجمہ:) "باقی رہا وہ چیزیں کہ جس سے لذت اور نفع ملتا ہے مثلاً خضاب اور سرمہ تو یہ شوہر پر لازم نہیں ہیں؛ بلکہ شوہر کی مرضی ہے چاہے تو اسے لے کر دے چاہے تو نہ لے کر دے۔ اور اگر اسے لے کر دیتا ہے تو خاتون پر اس کا استعمال کرنا لازم ہے۔ خوشبو لے کر دینا بھی لازم نہیں مگر یہ کہ بد بو ختم کرنے کے لئے ہو نہ اس کے علاوہ کے لئے۔ ہاں بغلوں کی بد بو ختم کرنے کے لئے خوشبو لے کر دینا لازم ہے"۔

دوسری شادی کے لئے پہلی بیوی کی اجازت ضروری ہے؟

سوال: دوسری شادی کے لیے پہلی بیوی سے اجازت لینا ضروری ہے؟

جواب: جب شوہر ایک سے زیادہ بیویوں کے حقوق یعنی دونوں کی رہائش، نان ونفقہ میں

1- فتاویٰ عالمگیری، الباب السابع عشر، الفصل الاول، 1/ 549، دار الفکر بیروت

عدل وانصاف کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے اور وہ دوسری شادی کرنا چاہتا ہے تو اسے پہلی بیوی سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور دوسری بیوی کو بھی یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ پہلی بیوی کی طلاق کا مطالبہ کرے یا پہلی بیوی دوسری شادی کرنے سے منع کرے۔

ہاں! اگر کوئی قانونی رکاوٹ ہے تو اس کے لئے ماہر قانون دان سے مشورہ کرلینا چاہئے۔

تفصیل: اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:

فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ذَلِكَ أَدْنَى أَلَّا تَعُولُوا۔(1)

(ترجمہ:) "پھر اگر ڈرو کہ دو بیبیوں کو برابر نہ رکھ سکو گے تو ایک ہی کرو یا کنیزیں جن کے تم مالک ہو یہ اس سے زیادہ قریب ہے کہ تم سے ظلم نہ ہو"۔

نبی کریم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ كَانَ لَهُ امْرَأَتَانِ يَمِيلُ لِإِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَى جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَحَدُ شِقَّيْهِ مَائِلٌ۔(2)

(ترجمہ:) "جس شخص کی دو بیویاں ہوں اور وہ ایک کی طرف زیادہ جھکاؤ رکھتا ہو تو قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کا ایک پہلو جھکا ہوا ہوگا"۔

اسی میں ہے:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ بَيْنَ نِسَائِهِ

1- النساء، آیت:3

2- سنن النسائی، کتاب عشرۃ النساء، میل الرجل، الرقم (3942)، 63/7، مکتبۃ المطبوعات، حلب

ثُمَّ يَعْدِلُ، ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُمَّ هَذَا فِعْلِي فِيمَا أَمْلِكُ، فَلَا تَلُمْنِي فِيمَا تَمْلِكُ، وَلَا أَمْلِكُ۔ (1)

(ترجمہ:) "ام المؤمنین سیدہ عائشہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (اپنی ازواج محترمات کے مابین) تقسیم کرتے اور عدل کرتے اور فرمایا کرتے" اے اللہ! یہ میری تقسیم ہے جو میرے بس میں ہے۔ اور اس بات میں مجھے ملامت نہ فرمانا جس کا تو مالک ہے اور میرا اس پر اختیار نہیں"۔

اسی میں ہے:

لَا تُؤْذِينِي فِي عَائِشَةَ، فَإِنَّهُ لَمْ يَنْزِلْ عَلَيَّ الْوَحْيُ، وَأَنَا فِي لِحَافِ امْرَأَةٍ مِنْكُنَّ، إِلَّا فِي لِحَافِ عَائِشَةَ۔ (2)

(ترجمہ:) "ام سلمہ! تم عائشہ کے سلسلہ میں مجھے نہ ستاؤ کیوں کہ عائشہ کے علاوہ تم سب میں سے کوئی عورت ایسی نہیں جس کے لحاف میں مجھ پر وحی اتری ہو"۔

طلاق دینا اور طلاق کا مطالبہ کرنا کیسا؟

سوال: طلاق دینا اور طلاق کا مطالبہ کرنا کیسا ہے؟

جواب: شریعت کی نظر میں مرد کا طلاق دینا یا عورت کا طلاق کا مطالبہ کرنا سخت ناپسندیدہ فعل ہے۔ مگر لوگوں نے اس کو سب سے سستا اور آسان سمجھا ہوا ہے، کہ چھوٹی سی بات پر مرد اپنی مردانگی دکھاتے ہوئے طلاق دے دیتا ہے اور عورت اپنی مظلومیت کا اظہار کرتے ہوئے طلاق کا مطالبہ کر دیتی ہے۔

احادیث میں وعیدات:

سنن ابن ماجہ میں ہے:

1- سنن النسائی، کتاب عشرۃ النساء، میل الرجل، الرقم (3943)، 63/7

2- سنن النسائی، کتاب عشرۃ النساء، میل الرجل، الرقم (3950)، 68/7

أَبْغَضُ الْحَلَالِ إِلَى اللهِ الطلاقُ۔ (1)

(ترجمہ:) "اللہ تعالی کے نزدیک حلال چیزوں میں سے ناپسندیدہ چیز طلاق ہے"۔

سنن الدار قطنی میں ہے:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مُعَاذُ مَا خَلَقَ اللهُ شَيْئًا عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنَ الْعَتَاقِ وَلَا خَلَقَ اللهُ شَيْئًا عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ أَبْغَضَ إِلَيْهِ مِنَ الطَّلَاقِ۔ (2)

(ترجمہ:) "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے معاذ! اللہ تعالی نے زمین پر جتنی چیزیں پیدا کی ہیں سب سے زیادہ محبوب آزاد کرنا ہے۔ اور جتنی چیزیں اللہ تعالی نے پیدا کی ہیں ان میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز طلاق ہے"۔

سنن الترمذی میں ہے:

أَيُّمَا امْرَأَةٍ سَأَلَتْ زَوْجَهَا طَلَاقًا فِي غَيْرِ مَا بَأْسٍ فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ۔ (3)

(ترجمہ:) "جو خاتون بغیر کسی وجہ کے اپنے شوہر سے طلاق کا مطالبہ کرتی ہے اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے"۔

سنن نسائی میں ہے:

الْمُنْتَزِعَاتُ وَالْمُخْتَلِعَاتُ هُنَّ الْمُنَافِقَاتُ۔ (4)

1- سنن ابن ماجہ، کتاب الطلاق، الرقم (2818)، 1/650، دار احیاء الکتب العربیۃ بیروت

2- سنن الدار قطنی، کتاب الطلاق والخلع، الرقم (3984)، 5/63، موسسۃ الرسالۃ بیروت

3- سنن ابی داود، کتاب الطلاق، باب فی الخلع، الرقم (2226)، 2/268، المکتبۃ العصریۃ

4- سنن النسائی، کتاب کتاب الطلاق، ماجاء فی الخلع، الرقم (3461)، 6/168، مکتبۃ المطبوعات، حلب

(ترجمہ:) "اپنے شوہروں سے بلا عذر کے خلع اور طلاق مانگنے والیاں منافق عورتیں ہیں"۔

مشکاۃ المصابیح ہے:

أَخْبَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثَ تَطْلِيقَاتٍ جَمِيعًا فَقَامَ غَضْبَانَ ثُمَّ قَالَ أَيُلْعَبُ بِكِتَابِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَأَنَا بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ؟ حَتَّى قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَلَا أَقْتُلُهُ؟ (1)

(ترجمہ:) "اللہ کے رسول ﷺ کو ایک ایسے آدمی کے بارے میں خبر دی گئی جس نے ایک ساتھ تین طلاق دی تھی۔ تو اللہ کے رسول ﷺ غصہ میں کھڑے ہو گئے اور فرمایا کیا وہ کتاب اللہ سے کھلواڑ کرتا ہے۔ جبکہ میں انکے درمیان ہوں۔ حتی کہ ایک شخص کھڑا ہوا اور بولا کیا میں اسے قتل کر دوں؟"۔

کورٹ کی طلاق/ عدالتی خلع کا حکم؟

سوال: کورٹ کی طلاق یا عدالتی خلع کا کیا حکم ہے؟

جواب: یکطرفہ عدالتی خلع کہ جس کے پیپر پر شوہر نے دستخط نہیں کیے یا جج کو اختیار نہیں دیا یا اس کے فیصلے سے راضی نہیں ہے تو ایسی خلع اور طلاق واقع نہیں ہوگی۔

خلع کے لئے بنیادی چیز یہ ہے کہ شوہر اور بیوی دونوں کی رضا مندی ہو یا دستخط ہوں یا فیصلے کا اختیار جج کو دے دیا ہو یا فیصلے سے راضی ہوں۔

تنسیخ یعنی جج کا نکاح کو فسخ کرنا الگ مسئلہ ہے اور خلع کا فیصلہ دینا الگ مسئلہ ہے۔ ہمارے ہاں جج کو تنسیخ کا اختیار نہیں ہوتا بلکہ خلع کا اختیار ہوتا ہے اور خلع کے لئے تمام مذا ب میں میاں بیوی دونوں کی رضا ضروری ہے۔

1- مشکاۃ المصابیح، باب الخلع والطلاق، الرقم (3292)، 2/980، المکتب الاسلامی بیروت

نکاح ختم کرنے کیلئے کیا تین طلاقیں دینا ضروری ہے؟

سوال: نکاح کو ختم کرنے کے لیے تین طلاقیں دینا ضروری ہے؟

جواب: نکاح ختم کرنے کے لئے تین طلاق کا دینا ضروری نہیں ہے بلکہ اگر ایک طلاق دے تو تین حیض کے بعد بیوی نکاح سے نکل جائے گی اور وہ کسی اور سے نکاح کرسکتی ہے۔

مگر ہمارے معاشرے میں تین طلاق ہی دی جاتی ہیں اور نامور وکلاء وجج حضرات تین سے کم طلاق سے کام چلاتے ہی نہیں ہیں اور یہی سمجھا جاتا ہے کہ نکاح ختم کرنے کے لئے تین طلاقیں ہی دینی پڑیں گی۔ جو کہ سراسر غلط اور گناہ ہے، جس پر توبہ ضروری ہے۔

طلاق دینے کا صحیح طریقہ:

جس حیض کے بعد عورت سے ہمبستری نہ کی گئی ہو اس پاکی کے دنوں میں صرف ایک طلاق رجعی دے، یعنی یہ کہے یا لکھ کر دے "میں نے تجھے ایک طلاق دی"۔

اس کے بعد اگر رجوع کرنا چاہے تو عدت کے اندر کرسکتا ہے وگرنہ تین حیض کے بعد وہ عورت آزاد ہوگی اور کسی دوسرے سے بھی نکاح کرسکتی ہے۔ اور اگر یہ دونوں راضی ہوں تو تجدید نکاح بھی کرسکتی ہے اس کے لئے تحلیل شرعی کی ضرورت نہیں ہے۔ مگر تین طلاقوں کی صورت میں رجوع نہیں ہوسکتا ہے۔

مرد حضرات جہالت میں یا جلد بازی میں تین طلاقیں دینے کے بعد جب پچھتاوا ہوتا ہے تو جھوٹ اور حیلے کے ذریعے طلاق دینے کی کیفیت کو بدل کر فتوی طلب کرتے ہیں۔ اور اگر اہل سنت وجماعت سے تین طلاق نافذ ہونے کا فتوی ملے تو کسی دوسرے مکتب فکر کا سہارا لے کر تین طلاق کے نافذ ہونے سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جو کہ سراسر غلط اور حرام میں مبتلا ہونے والا کام ہے۔

المعجم الکبیر للطبرانی میں ہے:

قال ابن مسعود يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يُطَلِّقُ الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ، ثُمَّ يَجْحَدُ طَلَاقَهَا فَيُقِيمُ عَلَى فَرْجِهَا، فَهُمَا زَانِيَانِ مَا أَقَامَا۔ (1)

(ترجمہ:) "صحابی رسول حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ مرد اپنی بیوی کو طلاق دے گا پھر طلاق سے مکر جائے گا اور اس سے ہمبستری کرے گا، پس وہ دونوں زانی ہوں گے"۔

تین طلاقیں تین ہونے پر قرآن پاک سے دلیل

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اولاً دو طلاق کا ذکر کر کے فرمایا کہ اب بھی خاوند کو رجوع کرنے کا حق حاصل ہے اور تیسری طلاق کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ اب ان کے درمیان حرمت مغلظہ قائم ہو چکی ہے اور بغیر تحلیلِ شرعی کے واپسی جائز نہیں ہے۔

سورۃ البقرہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ۔ (2)

(ترجمہ:) "یہ طلاق دو بار تک ہے پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا نکوئی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے"۔

پھر اسکے بعد مزید فرمایا:

فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ۔ (3)

(ترجمہ:) "پھر اگر تیسری طلاق اسے دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے"۔

ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے مطلقاً تین طلاق کا حکم بیان فرمایا اور اسکو ایک مجلس یا متعدد مجالس کے ساتھ مقید نہیں کیا، یعنی تین طلاقیں ایک مجلس میں دے یا ایک

1- المعجم الکبیر للطبرانی، باب العین، الرقم (10556)، 10/ 228، مکتبۃ ابن تیمیۃ القاھرۃ
2- البقرۃ، آیت:229
3- البقرۃ، آیت:230

ایک سال کے وقفے سے دے بہر صورت تینوں طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔

غیر مقلدین کے امام ابن حزم ظاہری نے اپنی کتاب میں لکھا:

فهذا يقع على الثلاث مجموعة ومفرقة، ولا يجوز أن يخص بهذه الآية بعض ذلك دون بعض بغير نص۔ (1)

(ترجمہ:) "یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ تین طلاق اکٹھی دی جائیں یا الگ الگ بہر حال طلاقیں واقع ہو جائیں گی، اور اس آیت کو بغیر دلیل کے بعض صورتوں کے ساتھ خاص کرنا جائز نہیں ہے"۔

تین طلاق تین ہونے پر احادیث سے دلائل

(1) امام نسائی نے محمود بن لبید سے روایت کیا:

أُخْبِرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثَ تَطْلِيقَاتٍ جَمِيعًا، فَقَامَ غَضْبَانًا ثُمَّ قَالَ أَيُلْعَبُ بِكِتَابِ اللهِ وَأَنَا بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ؟ حَتَّى قَامَ رَجُلٌ وَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ، أَلَا أَقْتُلُهُ؟(2)

(ترجمہ:) "رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں ایسے شخص کی خبر دی گئی جس نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاق دی تھیں، تو آپ غضب کی حالت میں کھڑے ہوئے اور فرمایا: کیا اللہ کی کتاب کے ساتھ کھیلا جاتا ہے حالانکہ میں تمہارے درمیان ابھی موجود ہوں، حتی کہ ایک شخص کھڑے ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ آپ حکم فرمائیں تو میں اسے قتل کر دوں"۔

اگر تین طلاقوں سے ایک ہی طلاق واقع ہوتی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے اتنا سخت اظہار ناراضگی کیوں فرمایا؟ یہاں تک کہ ایک صحابی نے اس شخص کے اس جرم کی وجہ سے اسکو قتل کرنے کی اجازت طلب کی۔

1- المحلی بالآثار:3/394،دار الفکر بیروت، لبنان

2- سنن النسائی، کتاب الطلاق، الرقم (3401)، 6/142، مکتب المطبوعات، حلب

(2) امام المحدثین ابوعبداللہ امام بخاری کے استادِ محترم عظیم محدث امام عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں روایت کیا:

عَنْ دَاوُدَ بْنِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ طَلَّقَ جَدِّي امْرَأَةً لَهُ أَلْفَ تَطْلِيقَةٍ، فَانْطَلَقَ أَبِي إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أما اتَّقَى اللّٰهَ جَدُّكَ، أَمَّا ثَلَاثٌ فَلَهُ، وَأَمَّا تِسْعٌ مِائَةٍ وَسَبْعَةٌ وَتِسْعُونَ فَعُدْوَانٌ وَظُلْمٌ، إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالَى عَذَّبَهُ، وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ۔ (1)

(ترجمہ:) "داؤد کہتے ہیں کہ میرے دادا نے اپنی بیوی کو ہزار طلاق دی تھیں تو میرے والد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور ان کی خدمت میں سارا معاملہ عرض کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تیرا دادا اللہ سے نہیں ڈرتا؟ تین طلاق کا ان کو حق تھا (وہ واقع ہوگئیں) اور نو سو ستانوے طلاق انکی طرف سے ظلم وزیادتی ہے، اللہ تعالی کی مرضی چاہے تو اسے عذاب دے یا چاہے تو اسے بخش دے"۔

(3) صحاح ستہ کی چھٹی کتاب سنن ابن ماجہ کی حدیث پاک ہے:

عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ قَالَ قُلْتُ لِفَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ حَدِّثِينِي عَنْ طَلَاقِكِ، قَالَتْ طَلَّقَنِي زَوْجِي ثَلَاثًا، وَهُوَ خَارِجٌ إِلَى الْيَمَنِ، فَأَجَازَ ذٰلِكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (2)

(ترجمہ:) "حضرت عامر شعبی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے فاطمہ بنت قیس سے کہا کہ آپ مجھے اپنی طلاق کا واقعہ بیان کیجئے، انہوں نے جواب

1- مصنف عبدالرزاق، کتاب الطلاق، الرقم (11339)، 6/393، المکتب الاسلامی، بیروت

2- سنن ابن ماجہ، کتاب الطلاق، باب من طلق ثلاثا فی مجلس واحد، الرقم (2024)، 1/652، دار احیاء الکتب العربیۃ، بیروت

دیا مجھے میرے شوہر نے یمن جاتے وقت تین طلاقیں دیں، تو رسول اللہ نے یہ تینوں طلاقیں نافذ فرمادیں"۔

یہ بات ظاہر ہے کہ یہ تین طلاقیں ایک مجلس میں دی گئیں تھیں جبھی تو حضرت فاطمہ نے یہ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ طلاقیں نافذ فرمادیں۔ اگر الگ الگ مجلس میں تین طلاقیں واقع ہوتیں تو رسول اللہ ﷺ کا ان طلاقوں کو نافذ کرنے کا کیا معنی ہے؟ اسی لئے امام ابن ماجہ نے اس حدیث کیلئے جو باب باندھا وہ من طلق ثلاثا في مجلس واحد ہے یعنی جو ایک مجلس میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے۔

(4) امام المحدثین ابو عبد اللہ بخاری اپنی صحیح بخاری میں حضرت عویمر عجلانی کا واقعہ لعان ذکر کرنے کے بعد نقل فرماتے ہیں:

فَلَمَّا فَرَغَا، قَالَ عُوَيْمِرٌ كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ أَمْسَكْتُهَا، فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا۔ (1)

(ترجمہ:) "جب میاں بیوی لعان سے فارغ ہو گئے تو حضرت عویمر نے کہا: یارسول اللہ! اگر میں اسکو روکے رکھوں تو یہ میرا اسپر جھوٹ ہوگا۔ چنانچہ حضرت عویمر نے (اسی وقت) تین طلاقیں دے دیں"۔

(5) اسی واقعہ کے بارے میں سنن ابی داود میں یہ الفاظ منقول ہیں:

فَطَلَّقَهَا ثَلَاثَ تَطْلِيقَاتٍ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ، فَأَنْفَذَهُ رَسُولُ اللَّهِ۔ (2)

(ترجمہ:) "حضرتِ عویمر عجلانی نے رسول اللہ کے روبرو تین طلاقیں دیں تو رسول اللہ ﷺ نے تینوں طلاقوں کو نافذ فرمادیا"۔

(6) امام دار الہجرت عظیم مجتہد ومحدث امام مالک نے حدیث کی عظیم الشان کتاب موطا امام مالک میں مفسر شہیر حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کیا:

1- صحیح بخاری، کتاب الطلاق، باب اللعان، الرقم (5308)، 7/53، دار طوق النجاۃ، بیروت

2- سنن ابی داود، کتاب الطلاق، باب اللعان، الرقم (2250)، 2/274، المکتبۃ العصریۃ، بیروت

أَنَّ رَجُلاً قَالَ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ إِنِّي طَلَّقْتُ امْرَأَتِي مِائَةَ تَطْلِيقَةٍ، فَمَاذَا تَرَىٰ عَلَيَّ؟ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ طَلَقَتْ مِنْكَ لِثَلَاثٍ، وَسَبْعٌ وَتِسْعُونَ اتَّخَذْتَ آيَاتِ اللهِ هُزُواً۔ (1)

(ترجمہ:) "ایک شخص نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دی ہیں تو آپ کیا فرماتے ہیں؟ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: تیری عورت کو تیری طرف سے تین طلاقیں واقع ہو گئیں اور باقی ستانوے کی وجہ سے تو نے اللہ تعالیٰ کی آیات کو مذاق بنالیا"۔

کتب فقہ سے دلائل

مذہب حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی چاروں ائمہ کے نزدیک ایک مجلس میں تین طلاق دینے سے تین طلاقیں ہی واقع ہوتی ہیں، چاہے ایک جملہ میں تین طلاق کا لفظ کہا مثلاً میں اپنی بیوی کو تین طلاق دیتا ہوں یا الگ الگ جملوں میں کہا مثلاً میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی یا ایک مجلس یا دن میں تین طلاق دی بہر صورت تمام طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔

ناصر السنہ محی الدین العلامہ ابو زکریا یحیٰ بن شرف النووی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

قال لإمرأته أنت طالق ثلاثاً فقال الشافعي ومالك وأبو حنيفة وأحمد وجماهير العلماء من السلف والخلف يقع ثلاثاً۔ (2)

(ترجمہ:) "جس شخص نے اپنی بیوی کو کہا تجھے تین طلاقیں ہیں تو اس کے متعلق امام شافعی: امام مالک، امام اعظم ابو حنیفہ، امام احمد اور جمہور علماء رحمہم

1- مؤطا امام مالک، کتاب الطلاق، الرقم (2021)، 4/789، موسسہ زاید بن سلطان، ابو ظہبی

2- شرح النووی علی المسلم، کتاب الطلاق، باب طلاق الثلاث، 1/478، قدیمی کتب خانہ، کراچی

اللہ تعالی متقدمین ہوں یا متاخرین سب نے تین طلاق کے واقع ہونے کا فتوی صادر فرمایا"۔

محقق علی الاطلاق علامہ کمال الدین ابن ہمام رحمہ اللہ تعالی تحریر فرماتے ہیں:

ذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من أئمة المسلمين إلى أنه يقع ثلاثاً۔ (1)

(ترجمہ:) "جمہور صحابہ، تابعین اور ان کے بعد والے مسلمانوں کے ائمہ کرام کا مسلک ہے کہ ایک لفظ سے تین طلاقیں دینے سے تین طلاقیں واقع ہوں گی"۔

عمدۃ القاری شرح بخاری میں ہے:

مذهب جماهير العلماء من التابعين ومن بعدهم منهم الأوزاعي والنخعي والثوري وأبو حنيفة وأصحابه ومالك وأصحابه ومالك وأصحابه والشافعي وأصحابه وأحمد وأصحابه، وإسحاق وأبو ثور وأبو عبيد وآخرون كثيرون، على أن من طلق امرأته ثلاثا وقعن، ولكنه يأثم، وقالوا من خالف فيه فهو شاذ مخالف لأهل السنة، وإنما تعلق به أهل البدع ومن لا يلتفت إليه لشذوذه عن الجماعة التي لا يجوز عليهم التواطؤ على تحريف الكتاب والسنة۔ (2)

(ترجمہ:) "جمہور علمائے کرام تابعین میں سے اور جو ان کے بعد والے ہیں ان میں امام اوزاعی، علامہ نخعی، علامہ ثوری، امام ابو حنیفہ، ان کے اصحاب، امام مالک، ان کے اصحاب، امام شافعی، ان کے اصحاب، امام

1- فتح القدیر، کتاب الطلاق، باب طلاق السنۃ: 3/469، دار الفکر، بیروت، لبنان

2- عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری، کتاب الطلاق، باب من أجاز طلاق الثلاث: 20/233، دار احیاء التراث العربی، بیروت

احمد، ان کے اصحاب، علامہ اسحاق، علامہ ابوثور، علامہ ابوعبید اور بہت سے متاخرین کا مذہب یہ ہے کہ جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں تو واقع ہو جائیں گی لیکن اس سے گناہ گار ہوگا اور علماء نے فرمایا جو اس کے خلاف مذہب رکھتا ہو شاذ اور اہل سنت کا مخالف ہے اور اس کا تعلق اہل بدعت سے ہے۔ اور جمہور علماء کی وہ جماعت جو کتاب وسنت کی تحریف پر کبھی جمع نہیں ہو سکتی تو ایسے جمہور اور اجماع سے انکار کی وجہ سے ان کی بات نہیں سنی جائے گی"۔

فتاوی ہندیہ میں ہے:

وإذا قال لامرأته أنت طالق وطالق ولم يعلقه بالشرط إن كانت مدخولة طلقت ثلاثا۔ (1)

(ترجمہ:)" جب مرد نے اپنی بیوی کو کہا تجھے طلاق ہے اور طلاق ہے اور طلاق ہے اور طلاق کو کسی شرط کے ساتھ معلق نہ کیا، اگر بیوی مدخولہ ہے تو اس پر تین طلاق واقع ہو گئیں"۔

چاروں مذاہب کی فقہی کتب میں یہ بات موجود ہے کہ تین طلاق بیک وقت دینے سے تین ہی ہوتی ہیں، مثلاً فقہ حنفی کی کتب میں ردالمحتار، الدرالمختار، تبیین الحقائق، النہر الفائق، بدائع الصنائع، فتح القدیر، الجوہرۃ النیرۃ، شرح الوقایہ، الہدایہ، البنایہ، حاشیۃ الطحطاوی وغیرہم میں تین طلاق کو تین ہی شمار کیا اور نافذ کیا ہے۔

غیر مقلدین کے اپنے گھر سے ان کے خلاف دلیل

شیخ ابن تیمیہ کے نزدیک بھی حنفی شخص کو تین طلاق کو ایک ماننے کا فتوی دینا باطل اور اجماع کے خلاف ہے۔

شیخ ابن تیمیہ جو تین طلاقوں کو ایک ماننے کے قائل ہیں، انکے بیان کردہ اصول کی

1- فتاوی ہندیہ، کتاب الطلاق، الباب الثانی، الفصل الاول، 1/ 355، مطبوعہ: دار الفکر، بیروت

روشنی میں حنفی شخص کا ایک مجلس میں تین طلاقیں دینے سے تین ہی واقع ہوتی ہیں۔

شیخ ابن تیمیہ نے اپنے فتاوی میں یہ اصول بیان کیا ہے کہ جو شخص جس مذہب کی تقلید کرتا ہے تو اس پر لازم ہے کہ اپنے معاملات میں اپنے مذہب ہی کی پیروی کرے، محض اپنے مفادات اور خواہش نفس کی خاطر کسی دوسرے مذہب کی پیروی کرنا ناجائز وحرام اور پوری امت کے خلاف ہے۔ جس طرح آج کل لوگ بغیر سوچے سمجھے وقتی غصے اور جذبات کے تحت اپنی بیوی کو تین طلاق دے دیتے ہیں، پھر جب جذبات ٹھنڈے ہوتے ہیں تو پچھتاوا ہوتا ہے کہ یہ میں نے کیا کر دیا؟ جب کسی طرف سے کوئی راستہ نہیں ملتا تو اپنے مفاد کی خاطر ایک مکتب فکر کے پاس چلے جاتے ہیں حالانکہ طلاق دینے سے قبل وہ فقہ حنفی کی تقلید کر رہے ہوتے ہیں اور تین طلاقوں کو تین ہی ماننے کا اعتقاد رکھتے ہیں۔ اس مکتب فکر کے حضرات یہ جاننے کے باوجود کہ یہ شخص تین طلاقوں کو تین ہی ماننے کا اعتقاد رکھتا تھا اور اسی اعتقاد کی بنیاد پر اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے چکا ہے اور اب دنیاوی مشکلات اور نفس کے ہاتھوں مجبور ہو کر ہمارے پاس فتوی لینے آیا ہے، یہ حضرات اپنے امام ابن تیمیہ کی مخالفت کرتے ہوئے سائل کے اعتقاد کے برخلاف ایک طلاق کا فتوی جاری کر دیتے ہیں۔

شیخ ابن تیمیہ کا فتوی اور اصول درج ذیل ہے:

وَسُئِلَ (ابْنُ تَيْمِيَةَ) عَمَّنْ تَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنْ سَنَتَيْنِ ثُمَّ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا وَكَانَ وَلِيُّ نِكَاحِهَا فَاسِقًا فَهَلْ يَصِحُّ عَقْدُ الْفَاسِقِ؛ بِحَيْثُ إذَا طُلِّقَتْ ثَلَاثًا لَا تَحِلُّ لَهُ إلَّا بَعْدَ نِكَاحِ غَيْرِهِ؟ أَوْ لَا يَصِحُّ عَقْدُهُ فَلَهُ أَنْ يَتَزَوَّجَهَا بِعَقْدٍ جَدِيدٍ وَوَلِيٍّ مُرْشِدٍ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْكِحَهَا غَيْرُهُ؟

فَأَجَابَ (ابْنُ تَيْمِيَةَ) الْحَمْدُ لِلَّهِ، إنْ كَانَ قَدْ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا فَقَدْ وَقَعَ بِهِ الطَّلَاقُ وَلَيْسَ لِأَحَدٍ بَعْدَ الطَّلَاقِ الثَّلَاثِ أَنْ يَنْظُرَ فِي الْوَلِيِّ هَلْ كَانَ عَدْلًا أَوْ فَاسِقًا؛ لِيَجْعَلَ فِسْقَ الْوَلِيِّ ذَرِيعَةً إلَى عَدَمِ وُقُوعِ الطَّلَاقِ؛ فَإِنَّ أَكْثَرَ

الْفُقَهَاءِ يُصَحِّحُونَ وِلَايَةَ الْفَاسِقِ وَأَكْثَرُهُمْ يُوقِعُونَ الطَّلَاقَ فِي مِثْلِ هَذَا النِّكَاحِ؛ بَلْ وَفِي غَيْرِهِ مِنَ الْأَنْكِحَةِ الْفَاسِدَةِ فَإِذَا فَرَّعَ عَلَى أَنَّ النِّكَاحَ فَاسِدٌ؛ وَأَنَّ الطَّلَاقَ لَا يَقَعُ فِيهِ؛ فَإِنَّمَا يَجُوزُ أَنْ يَسْتَحِلَّ الْحَلَالَ مَنْ يُحَرِّمُ الْحَرَامَ؛ وَلَيْسَ لِأَحَدٍ أَنْ يَعْتَقِدَ الشَّيْءَ حَلَالًا حَرَامًا وَهَذَا الزَّوْجُ كَانَ وَطِئَهَا قَبْلَ الطَّلَاقِ وَلَوْ مَاتَتْ لَوَرِثَهَا فَهُوَ عَامِلٌ عَلَى صِحَّةِ النِّكَاحِ فَكَيْفَ يَعْمَلُ بَعْدَ الطَّلَاقِ عَلَى فَسَادِهِ فَيَكُونُ النِّكَاحُ صَحِيحًا إذَا كَانَ لَهُ غَرَضٌ فِي صِحَّتِهِ، فَاسِدًا إذْ كَانَ لَهُ غَرَضٌ فِي فَسَادِهِ

وَهَذَا الْقَوْلُ يُخَالِفُ إجْمَاعَ الْمُسْلِمِينَ؛ إنَّهُمْ مُتَّفِقُونَ عَلَى أَنَّ مَنْ اعْتَقَدَ حِلَّ الشَّيْءِ كَانَ عَلَيْهِ أَنْ يَعْتَقِدَ ذَلِكَ سَوَاءٌ وَافَقَ غَرَضَهُ أَوْ خَالَفَهُ وَمَنْ اعْتَقَدَ تَحْرِيمَهُ كَانَ عَلَيْهِ أَنْ يَعْتَقِدَ ذَلِكَ فِي الْحَالَيْنِ وَهَؤُلَاءِ الْمُطَلِّقُونَ لَا يُفَكِّرُونَ فِي فَسَادِ النِّكَاحِ بِفِسْقِ الْوَلِيِّ إلَّا عِنْدَ الطَّلَاقِ الثَّلَاثِ، لَا عِنْدَ الِاسْتِمْتَاعِ وَالتَّوَارُثِ فَيَكُونُونَ فِي وَقْتٍ يُقَلِّدُونَ مَنْ يُفْسِدُهُ وَفِي وَقْتٍ يُقَلِّدُونَ مَنْ يُصَحِّحُهُ بِحَسَبِ الْغَرَضِ وَالْهَوَى وَمِثْلُ هَذَا لَا يَجُوزُ بِاتِّفَاقِ الْأُمَّةِ وَنَظِيرُ هَذَا أَنْ يَعْتَقِدَ الرَّجُلُ ثُبُوتَ شُفْعَةِ الْجِوَارِ إذَا كَانَ طَالِبًا لَهَا وَيَعْتَقِدَ عَدَمَ الثُّبُوتِ إذَا كَانَ مُشْتَرِيًا؛ فَإِنَّ هَذَا لَا يَجُوزُ بِالْإِجْمَاعِ وَهَذَا أَمْرٌ مَبْنِيٌّ عَلَى صِحَّةِ وِلَايَةِ الْفَاسِقِ فِي حَالِ نِكَاحِهِ وَبُنِيَ عَلَى فَسَادِ وِلَايَتِهِ۔ (1)

(ترجمہ:)"شیخ ابن تیمیہ سے اس شخص کے بارے میں سوال پوچھا گیا جس نے دو سال قبل ایک عورت سے نکاح کیا پھر اسے تین طلاقیں دے دیں اور اس عورت کے نکاح کا ولی فاسق تھا تو کیا فاسق کا کیا ہوا عقد نکاح

1- مجموع الفتاوی، باب ارکان النکاح وشروطہ: 32/101، مجمع الملک فہد، المدینۃ المنورۃ، السعودیۃ

درست واقع ہوا تھا؟ لہذا جب اس نے عورت کو تین طلاقیں دے دی ہیں۔ تو دوسرے مرد سے نکاح کیے بغیر وہ اس مرد کیلئے حلال نہیں ہوگی؟ یا اس شخص کا اس عورت سے نکاح ہی درست نہیں ہوا تھا لہذا بغیر دوسرے مرد سے نکاح کیے اس شخص کیلئے نیک ولی کے ذریعے اسی عورت سے دوبارہ نکاح کرلینا جائز ہے؟

شیخ ابن تیمیہ نے اس سوال کا جواب یوں دیا: الحمد للہ! جب تین طلاقیں اس نے دے دی ہیں تو تینوں طلاقیں واقع ہوگئی ہیں۔ تین طلاقیں دینے کے بعد اب یہ دیکھنا کسی کیلئے جائز نہیں کہ ولی عادل تھا یا فاسق، تاکہ اس بنیاد پر کہ ولی فاسق تھا تین طلاقوں کے وقوع سے بچا جاسکے۔ کیونکہ اکثر فقہاء کے نزدیک فاسق بھی نکاح کا ولی ہوسکتا ہے اور اکثر فقہاء اس طرح کے نکاح میں طلاق واقع ہونے کو درست قرار دیتے ہیں۔ اسی طرح وہ نکاح (جو بعض کے نزدیک) فاسد ہوں ان میں بھی طلاق کے وقوع کو درست قرار دیتے ہیں۔ اگر یہ شخص طلاق سے بچنے کیلئے اس بات کو بنیاد بناتا ہے کہ نکاح فاسد ہوا تھا اور اس وجہ سے اس کی دی ہوئی طلاقیں واقع نہیں ہوئیں تو اس سے یہ لازم آتا ہے کہ جو شخص کسی چیز کو حرام قرار دیتا ہو پھر اسی کو حلال قرار دینے لگ جائے، حالانکہ کسی چیز کو حلال اور پھر اسی چیز کو حرام قرار دینا کسی کیلئے بھی جائز نہیں ہے۔ یہ نام نہاد شوہر جب اپنی بیوی سے جماع کررہے تھے یا اگر وہ مرجاتی تو یہ اسکے مال کے وارث بن بیٹھتے اسوقت تو یہ نکاح کو صحیح سمجھ کر یہ افعال انجام دے رہے تھے۔ پس طلاق دینے کے بعد کس طرح یہ شخص نکاح کو فاسد قرار دے سکتا ہے؟ جب اس کی غرض نکاح کو صحیح قرار دینے سے پوری ہورہی ہو تو نکاح کو درست قرار دیا جائے اور جب اسکی غرض (اور خواہش نفس) اس نکاح کو باطل قرار

دینے سے پوری ہوتی ہو تو اس نکاح کو باطل قرار دیا جائے۔ یہ قول (اپنی خواہش نفس کی وجہ سے سابقہ اعتقاد کو تبدیل کر کے نیا اعتقاد اختیار کر لینا اور ایک چیز کو ایک وقت میں حلال اور دوسرے وقت میں حرام قرار دینا) اجماع مسلمین کے مخالف ہے۔

فقہاء اس پر متفق ہیں کہ جو شخص کسی شئ کے حلال ہونے کا اعتقاد رکھتا ہے تو اس پر لازم ہے کہ اسی اعتقاد کو برقرار رکھے اگر چہ وہ اسکی غرض کے موافق ہو یا مخالف ہو، اسی طرح جو کسی شی کے حرام ہونے کا اعتقاد رکھتا ہے تو اس پر لازم ہے کہ دونوں حالتوں میں اسی اعتقاد کو برقرار رکھے، اور ان طلاق دینے والوں کو ولی کے فاسق ہونے کی وجہ سے نکاح کے فساد کی فکر تین طلاق دینے کے وقت ہی ہوتی ہے، عورت سے نفع لیتے اور اسکی وراثت سے حصہ لیتے وقت انکو نکاح کا فاسد ہونا یاد نہیں ہوتا، پس یہ اپنی غرض اور خواہش نفس کے مطابق کبھی اسکی تقلید کرتے ہیں جو اس نکاح کو فاسد قرار دے، اور کبھی اسکی تقلید کرتے ہیں جو اسکو صحیح قرار دے۔ اور اس طرح کرنا کسی کے نزدیک بھی جائز نہیں ہے اس پر پوری امت کا اتفاق ہے"۔

مذکورہ عبارت سے واضح ہوا کہ جس شخص نے تین طلاقیں دی ہیں اور وہ اس وقت حنفی تھا تو اس پر لازم ہے کہ وہ تین طلاق کے واقع ہونے کا اعتقاد رکھے اور اپنی خواہش کے مطابق تین طلاق کو ایک ثابت کرنے کیلئے غیر مقلدین کے پاس نہ جائے، انکے اس فتوے کا اس شخص کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا کیوں کہ شیخ ابن تیمیہ کے مطابق اس شخص کی عورت اس پر حرام ہی رہے گی اور اس پر ساری امت کا اتفاق اور اجماع ہے۔ یہ حضرات اپنے امام کی اس عبارت کو بغور پڑھیں، اور اپنے امام کے اصول پر عمل کرتے ہوئے کسی حنفی کے پوچھے گئے تین طلاق کے سوال میں ایک طلاق کے واقع ہونے کا فتوی جاری کرکے اجماع کی مخالفت اور امت کے اتفاق کو توڑنے کی راہ پر نہ چلیں۔

عدت کے مسائل ایک نظر میں (1)

عدت کس پر کتنی ہے؟

(1) بالغ حیض والی خاتون پر طلاق کی عدت تین ماہواری ہے۔ طلاق چاہے ایک دی ہو، دو دی ہوں یا تین دی ہوں۔

(2) جس کو حیض کبھی نہیں آیا یا اس کی عمر 55 برس تک ہو چکی ہے اور اس کو حیض آنا بند ہو چکا ہے تو اس کی عدت تین مہینے ہے۔

(3) جس خاتون کا شوہر فوت ہو گیا ہو اس پر عدت چار ماہ دس دن ہے۔ خاتون کی رخصتی ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو۔

(4) خاتون کا نکاح ہوا مگر رخصتی اور تنہائی کبھی نہیں ہوئی اور شوہر نے طلاق دے دی تو ایسی خاتون پر عدت نہیں ہے۔

(5) حمل والی عورت کی عدتِ طلاق اور عدت وفات دونوں حمل کا مکمل ہونا اور بچہ کا پیدا ہونا ہے۔

عدت کے احکام:

(1) عدت شوہر کے گھر ہی گزارے گی اور عدت کا خرچہ شوہر ہی دے گا۔ اگر شوہر کے گھر پر موجود نہیں ہے تو اس کے گھر واپس آکر عدت گزارے، وگرنہ جہاں آسانی ہو وہاں گزارے۔

(2) طلاق بائن، تین طلاق اور شوہر کی وفات کی عدت میں سوگ ہے۔ یعنی وہ ہر قسم کا بناؤ سنگھار، ریشم کا کپڑا نہیں پہنے گی۔

(3) غیر محرم سے ویسے بھی پردہ فرض ہے اس میں بھی پردہ کرے گی۔ اور محرم سے

1- ذیل میں عدت کے تمام مسائل کے جزئیات نہایت ہی جامع طریقے سے بدائع الصنائع، بکتاب الطلاق، فصل فی عدۃ الاشھر وغیرھا، 3/192 ومابعدھا، دار الکتب العلمیہ بیروت، میں ملاحظہ ہوں۔

بات چیت کرسکتی ہے، اور گھر میں بھی عام زندگی کی طرح رہ سکتی ہے، کسی کمرے میں یا ایک جگہ میں بند ہو کر بیٹھنا ضروری نہیں ہے۔

(4) اپنے گھر سے باہر نہیں نکلے گی۔ ہاں اگر گھر چلانا اسی کی ذمہ داری ہو اور اخراجات کے لئے رقم موجود نہ ہو تو دن ہی دن میں جا کر شام سے پہلے واپس آجائے۔

(5) علاج کے لئے ڈاکٹر کے پاس جاسکتی ہے۔ مجبوری کی وجہ سے گھر میں رہنا مشکل ہو گیا تو گھر بھی تبدیل کرسکتی ہے۔

(6) کسی بھی میت کے ہاں نہیں جاسکتی۔

*****

آٹھواں باب:
متفرقات میں سے اہم وجدید مسائل

لڑکی کب بالغ (جوان) ہوتی ہے؟

سوال: لڑکی کب بالغ ہوتی ہے؟ اس کی علامات کیا ہیں؟

جواب: نو سال کی عمر کے بعد اسے

(1) حیض آجائے،

(2) حمل ٹھہر جائے،

(3) احتلام ہوجائے (سوتے میں سفید رنگ کا گاڑھا پانی جس کو منی کہتے ہیں نکلے)۔

(4) یا وہ پندرہ برس کی ہوجائے۔

ان چار صورتوں میں سے کوئی ایک صورت پائی گئی تو ایسی لڑکی بالغ ہے اور اس پر نماز روزہ اور دیگر احکام لاگو ہوں گے۔

تفصیل: بدائع الصنائع میں ہے:

وفی الجاریة یعرف بالحیض والاحتلام والحبل، فإن لم یوجد شیء من ذلك فیعتبر بالسن وقال أبو یوسف ومحمد والشافعی۔ رحمهم الله۔ خمس عشرة سنة فی الجاریة والغلام جمیعا۔ (1)

(ترجمہ:) "لڑکی میں بالغ ہونے کی پہچان حیض، احتلام اور حمل ہے۔ اگر ان میں سے کوئی شی نہ پائی جائے تو اعتبار عمر کا ہوگا۔۔۔ امام ابو یوسف، امام محمد اور امام شافعی نے فرمایا: لڑکی اور لڑکے میں بلوغت کی علامات نہ

1- بدائع الصنائع، کتاب الحجر، فصل فی بیان ما یرفع الحجر، 7/172، دار الکتب العلمیہ بیروت

ہونے کی صورت میں ان کی بلوغت کی عمر پندرہ برس ہے (یہی مفتی بہ قول ہے)"۔

کیا ہر سفر کے لئے مَحرم کا ہونا ضروری ہے؟

سوال: کیا ہر سفر کے لیے محرم کا ہونا ضروری ہے؟

جواب: سفرِ شرعی یعنی 92 کلومیٹر سے کم فاصلے کے لئے محرم کا ہونا ضروری نہیں ہے۔ اس سے زیادہ کے لئے ضروری ہے۔

تفصیل: نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

لَا یَحِلُّ لِامْرَأَۃٍ، تُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ، تُسَافِرُ مَسِیرَۃَ ثَلَاثِ لَیَالٍ، إِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ۔ (1)

(ترجمہ:) "جو خاتون اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہے تو اس کے لئے یہ جائز نہیں کہ تین راتوں کا سفر بغیر محرم کے کرے"۔

ردالمحتار میں ہے:

ھو ثلاثة أيام ولياليها فيباح لها الخروج إلى ما دونه لحاجة بغير محرم بحر۔ (2)

(ترجمہ:) "ممانعت تین دن اور تین راتوں کی ہے، اگر اس سے کم سفر پر جانا چاہے کسی کام کے لئے تو بغیر محرم کے جا سکتی ہے"۔ بحر

کیا بچہ مَحرم بن سکتا ہے؟

سوال: کیا بچہ محرم بن سکتا ہے؟

جواب: بچہ محرم نہیں بن سکتا، محرم بننے کے لئے بالغ یا قریب البلوغ ہونا ضروری ہے۔

تفصیل: الدرالمختار مع ردالمحتار میں ہے:

1۔ صحیح مسلم، کتاب الحج، باب سفر المرأۃ، الرقم (1338)، 2/975، دار احیاء التراث العربی

2۔ ردالمحتار، کتاب الحج، 2/464، دار الفکر بیروت

(و) مع (زوج أو محرم) ولو عبدا أو ذميا أو برضاع (بالغ) قيد لهما كما في النهر بحثا (عاقل والمراهق كبالغ) وقد اشترط في المحرم العقل والبلوغ۔ (1)

(ترجمہ:) "زوج کے ساتھ یا محرم کے ساتھ اگرچہ غلام ہو یا ذمی ہو یا رضاعی رشتہ دار ہو، ان دونوں کے لئے مقید کیا جیسا کہ نہر میں بحث کرتے ہوئے ذکر فرمایا۔ عقلمند ہو اور قریب البلوغ کا حکم بالغ کا ہے یعنی محرم میں بالغ اور عاقل ہونا شرط ہے"۔

چاند اور سورج گرہن سے حاملہ کے حمل پر اثر ہوتا ہے؟

سوال: چاند اور سورج گرہن سے حمل پر اثر پڑتا ہے یا نہیں؟

جواب: چاند گرہن اور سورج گرہن اللہ تعالی کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ ایسے وقت میں اللہ تعالی کی بارگاہ میں صدق دل سے توبہ کی جائے اور کثرت سے استغفار کیا جائے۔

چاند گرہن اور سورج گرہن سے اثرات مرتب ہوتے ہیں یا پیٹ میں موجود بچے پر کوئی اثر پڑتا ہے یہ غلط اور باطل سوچ ہے بلکہ ایسی سوچ اور عقیدے سے توبہ کرنا فرض ہے۔

تفصیل: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ الشَّمْسَ وَالقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ، لاَ يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلاَ لِحَيَاتِهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذَلِكَ، فَادْعُوا اللهَ، وَكَبِّرُوا وَصَلُّوا وَتَصَدَّقُوا۔ (2)

(ترجمہ:) "سورج اور چاند دونوں اللہ کی نشانیاں ہیں۔ وہ کسی کی موت یا حیات سے بے نور نہیں ہوتے۔ جب تم گرہن دیکھو تو اللہ کو یاد کرو۔ اور تکبیر کہو اور نماز پڑھو اور خیرات کرو"۔

1- الدر المختار ورد المحتار، کتاب الحج، 2/464، دار الفکر بیروت

2- صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ، باب الصدقۃ فی الکسوف، الرقم (1044)، 2/34، دار طوق النجاۃ

علامہ بدرالدین عینی شرح البخاری میں لکھتے ہیں:

الثالث فی ھذا الحدیث إبطال ما کان أھل الجاھلیة یعتقدونه من تأثیر الکواکب فی الأرض، وقال الخطابی کانوا فی الجاھلیة یعتقدون أن الکسوف یوجب حدوث تغیر فی الأرض من موت أو ضرر، فأعلم النبی صلی اللہ علیه وسلم أنه اعتقاد باطل، وأن الشمس والقمر خلقان مسخران للہ تعالی، لیس لھما سلطان فی غیرھما ولا قدرة علی الدفع عن أنفسھما۔ (1)

(ترجمہ:) "اس حدیث میں تیسری بات یہ ہے کہ جاہلیت کے زمانے کے لوگوں کے اس عقیدے کو باطل کرنا تھا کہ ستاروں کی زمین میں تاثیر ہوتی ہے۔ خطابی نے کہا: جاہلیت کے زمانے کے لوگ یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ سورج گرہن سے زمین میں اموات اور نقصانات جیسی تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں۔ تو نبی علیہ السلام نے اس عقیدے کے باطل ہونے کا اعلان فرمادیا، کہ سورج اور چاند اللہ تعالی کی مخلوق ہیں اور اسی کے حکم کے پابند ہیں، ان دونوں کے پاس غیر میں اثر کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے اور نہ ہی انہیں اپنی ذات میں کوئی قدرت وطاقت ہے"۔

بیوی کے انتقال پر جہیز کا حکم؟

سوال: بیوی کے انتقال کے بعد اس کے جہیز کی تقسیم کا حکم؟

جواب: جہیز خاتون ہی کی ملکیت ہوتا ہے لہذا اگر وہ فوت ہوگئی تو وراثت کے قانون کے مطابق شوہر بھی اس میں حصے دار ہوگا۔ صرف شوہر یا کوئی اور تنہا اس مال کا حق دار نہیں ہوگا۔

تفصیل: علامہ ابن عابدین شامی تحریر فرماتے ہیں:

1- عمدة القاری، کتاب الکسوف، باب الکسوف فی الشمس، 7/65، دار احیاء التراث العربی

فإن كل أحد يعلم أن الجهاز ملك المرأة وأنه إذا طلقها تأخذه كله، وإذا ماتت يورث عنها ولا يختص بشيء منه وإنما المعروف أنه يزيد في المهر لتأتي بجهاز كثير ليزين به بيته وينتفع به بإذنها ويرثه هو وأولاده إذا ماتت۔ (1)

(ترجمہ:) "بے شک ہر ایک جانتا ہے کہ جہیز خاتون ہی کی ملک ہوتا ہے۔ پس جب شوہر اس کو طلاق دیتا ہے تو سارا جہیز لے کر جاتی ہے۔ اور جب مرجائے تو وہ شوہر کو وارث بناتی ہے اور جہیز کسی ایک کے ساتھ خاص نہیں ہوتا۔ رائج یہ ہے کہ وہ مہر میں زیادتی کرتے ہیں تا کہ بہت زیادہ جہیز لائے تا کہ وہ اس سے اپنے گھر کو مزین کرے اور شوہر اس کی اجازت سے اس کے جہیز سے نفع اٹھاتا ہے اور جب وہ مرجاتی ہے تو شوہر اور اس کی اولاد اس کی وارث بنتی ہے"۔

حضرت فاطمہ الزہرا کو غسل کس نے دیا؟

سوال: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو غسل کس نے دیا؟

جواب: یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے بعض کہتے ہیں کہ حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالی عنہا نے دیا تھا۔ دیگر حضرات کہتے ہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے دیا تھا۔

تفصیل: الدر المختار مع رد المحتار میں ہے:

وقالت الأئمة الثلاثة يجوز لأن عليا غسل فاطمة ـ رضي الله عنها ـ قلنا هذا محمول على بقاء الزوجية لقوله ـ عليه الصلاة والسلام ـ كل سبب ونسب ينقطع بالموت إلا سببي ونسبي مع أن بعض الصحابة أنكر عليه شرح المجمع للعيني قال في شرح المجمع لمصنفه فاطمة ـ رضي الله تعالى عنها ـ غسلتها أم أيمن حاضنته ـ صلى الله

1- ردالمحتار، کتاب الطلاق، باب النفقۃ، 3/585، دارالفکر بیروت

علیه وسلم ۔ ورضی عنها فتحمل روایة الغسل لعلی ۔ رضی الله تعالی عنه ۔ علی معنی التهیئة والقیام التام بأسبابه، ولئن ثبتت الروایة فهو مختص به ۔ (1)

(ترجمہ:) "ائمہ ثلاثہ نے فرمایا: حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے حضرت فاطمہ کو غسل دیا تھا۔ ہم نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی وجہ سے بعدِ وفات بھی ان کا آپس میں نکاح موجود ہونے پر محمول کریں گے، آپ نے فرمایا: ہر سبب اور ہر نسب موت کی وجہ سے ختم ہوجاتا ہے مگر میرا سبب اور میرا نسب۔ حالانکہ بعض صحابہ غسل دینے کا انکار کرتے ہیں۔ شرح المجمع للعینی۔ علامہ عینی نے اپنی شرح المجمع میں فرمایا: حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کو حضرت ام ایمن جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو گود لیا تھا نے غسل دیا تھا۔ تو حضرت علی کی روایت کو اس پر محمول کریں گے کہ آپ نے غسل کے لئے انتظام وانصرام کیا تھا۔ بالفرض اگر اس روایت کو مان بھی لیں تب بھی یہ انہیں کے ساتھ خاص ہے"۔

منصوبہ بندی اور حمل ضائع کرانا؟

سوال: منصوبہ بندی اور حمل ضائع کرانا کیسا ہے؟

جواب: منصوبہ بندی اور مکمل طور پر نس بندی صرف اس صورت میں کرواسکتے ہیں کہ جب بیماری، کمزوری یا کثرتِ آپریشن کی بنیاد پر ماہر، تجربہ کار اور ایماندار ڈاکٹر کہے: "اب کے بعد آپ کے لئے بچہ پیدا کرنا نقصان دہ یا کسی بھی آنے والے بچے کے لئے نقصان دہ ہے"۔ وگرنہ اپنی خواہش پرستی کے لئے یا ہرایرے غیرے ڈاکٹر کے کہنے پر منصوبہ بندی نہیں کرواسکتے۔

مسئلہ: اسی طرح بار بار حمل کے ضائع ہونے یا آپریشن کے بغیر بچہ نہ ہونے کی وجہ سے

1۔ الدر المختار ورد المحتار، باب صلاۃ الجنازۃ، 2/198، دار الفکر بیروت

120 دن سے کم عرصہ کے حمل کو بوقت ضرورت ضائع کرنا جائز ہے اسکے علاوہ ضرورت صحیحہ شرعیہ کے پائے جانے کے وقت حمل ضائع کرنا جائز ہے۔ مثلاً (1) پہلا بچہ ابھی چھوٹا ہے اوردوسرا حمل ہونے سے عورت کے دودھ میں کمی کا اندیشہ ہے جس سے پہلے بچے کی نشوونما متاثر ہوگی، اور شوہر کے پاس پہلے بچہ کی غذا کا کوئی انتظام نہیں جس کی وجہ سے اس بچہ کی ہلاکت کا خوف ہے۔ (2) شوہر گھر سے دور رہتا ہے اور اسے بچے کی جان وغیرہ کا خطرہ ہے۔ (3) یا کفار کے ملک میں ہے جہاں خطرہ ہے کہ بچے کو قتل کر دینگے (4) عورت بداخلاق وبدکردار ہے شوہر کی نافرمانی کرتی ہے اور شوہر اسے طلاق دینے کا خواہشمند ہے اور چاہتا ہے کہ اس سے اولاد نہ ہو۔ (5) عورت اتنی کمزور ہے کہ بچہ جنے گی تو جان کا خطرہ ہے۔ (6) یا بیمار ہے اور اس سے (بچہ جننے سے) مرض بڑھیگا۔ (7) عورت بغیر آپریشن کے وضع حمل (بچہ جننا) نہیں کر پاتی اور پہلے چند بار آپریشن کرا چکی ہے اب کرائیگی تو سخت مشکل کا سامنا کرنا پڑیگا بلکہ جسمانی خطرہ ہوگا۔ (8) کسی ماہر ڈاکٹر نے کہا کہ بچہ ہونے کی صورت میں جان کا خطرہ ہے۔ (9) حمل گر جاتا ہے اور ڈاکٹر نے یہ علاج بتایا کہ وقفہ کیا جائے۔

تفصیل: علامہ عمر بن ابراہیم ابن نجیم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

قال ابن وھبان ومن الأعذار أن ینقطع لبنھا بعد ظھور الحمل ولیس لأب الصبی ما یستأجر بہ الظئر ویخاف ھلاکہ۔(1)

(ترجمہ:) "ابن وہبان نے فرمایا کہ (ضبط تولید کے) اعذار میں سے یہ بھی عذر ہے کہ عورت کا دودھ حمل ظاہر ہونے پر منقطع ہو جائے اور بچہ کے باپ کے پاس اتنا سرمایا نہ ہو جس سے وہ دودھ پلانے والی کو اجرت پر لے سکے اور بچے کی ہلاکت کا خوف ہو"۔

لہٰذا جب مذکورہ صورتوں میں سے کوئی ایک صورت پائی جائے تو حمل کو 120 دن

1- النھر الفائق، باب النکاح الرقیق، 2/276، مکتبہ قدیمی، کراچی

پورے ہونے سے پہلے ضائع کرنا جائز ہے۔

الدرالمختار میں ہے:

وقالوا یباح إسقاط الولد قبل أربعة أشهر۔

(ترجمہ:)"علماء نے فرمایا ہے: چار ماہ سے پہلے پہلے حمل ضائع کرنا جائز ہے"۔

اس کے تحت علامہ ابن عابدین علیہ الرحمہ النہر الفائق کے حوالے سے فرماتے ہیں:

قال فی النہر بقی ھل یباح الإسقاط بعد الحمل ؟ نعم یباح مالم یتخلق منہ شیء ولن یکون ذٰلک إلا بعد مائۃ وعشرین یوما۔ (1)

(ترجمہ:)"النھر الفائق میں کہا کہ کیا حمل ٹھہر جانے کے بعد اس کو گرانا جائز ہے؟ تو ہاں جائز ہے جب تک اس بچے کے اعضاء نہ بنے ہوں اور اعضاء کی تخلیق نہیں ہوتی مگر ایک سو بیس دنوں کے بعد"۔

اگر مذکورہ بالا صورتیں پائیں تو چار ماہ سے پہلے پہلے حمل ضائع کرا سکتے ہیں اس کے بعد چونکہ بچے میں روح پڑ جاتی ہے پھر حمل ضائع کرنا حرام اور قتل نفس ہے۔

اعلیحضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"جان پڑ جانے کے بعد اسقاط حمل حرام ہے اور ایسا کرنے والا گویا قاتل ہے۔اور جان پڑنے سے پہلے اگر کوئی ضرورت ہو تو حرج نہیں"۔(2)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب!

کنواری عورت جنت میں کس کے نکاح میں ہوگی؟

سوال: کنواری عورت جنت میں کس کے نکاح میں ہوگی؟

جواب: (1) اگر شوہر اور بیوی دونوں جنت میں گئے تو دونوں جنت میں بھی اکٹھے ہوں

1- الدرالمختار ورد المحتار، کتاب النکاح، باب نکاح الرقیق، 3/ 176، دار الفکر بیروت

2- فتاویٰ رضویہ، 10/ 260، رضا فاؤنڈیشن لاہور

گے۔ اسی طرح ایک شوہر کی کئی بیویاں ہوں تو وہ بھی ایک ساتھ رہیں گے۔

(2) اگر صرف خاتون جنت میں گئی یا کنواری فوت ہوئی اور جنت میں گئی تو وہ جس کو پسند کرے گی اس کے ساتھ رہے گی۔

(3) جس خاتون کے یکے بعد دیگرے دو یا زیادہ خاوند تھے تو اس عورت کو اختیار ہوگا کہ جس کے ساتھ رہے یا پھر جس کے اخلاق زیادہ اچھے ہوں گے وہ اسی کے ساتھ رہے گی۔

تفصیل: ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

بَلَغَنِي أَنَّهُ لَيْسَ امْرَأَةٌ يَمُوتُ زَوْجُهَا، وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ۔ (1)

(ترجمہ:) "جس کا شوہر فوت ہوگیا اور اس نے بعد میں دوسرا نکاح نہ کیا تو وہ جنت میں اسی کی بیوی بنے گی"۔

فتاوی حدیثیہ میں ہے:

وَأخرج عبد بن حميد وسمويه وَالطَّبَرَانِيّ والخرائطي فِي مَكَارِمِ الْأَخْلَاق، وَابْن لال عَن أنس رَضِيَ الله تَعَالَى عَنهُ أَن أم حَبِيبَة قَالَت يَا رَسُول الله الْمَرْأَة يكون لَهَا فِي الدُّنْيَا زوجان لأيهما تكون فِي الْجنَّة؟ قَالَ تخير فتختار أَحْسنهم خلقا كَانَ مَعهَا فِي الدُّنْيَا فَيكون زَوجهَا۔ (2)

(ترجمہ:) "حضرت انس سے روایت ہے کہ ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی، یارسول اللہ! جس خاتون کے دنیا میں دو خاوند تھے تو جنت میں کس کے ساتھ ہوگی؟ آپ نے فرمایا: دنیا میں جس کے اخلاق اچھے ہوں گے وہ اسے جنت میں پسند کرے گی اور وہ اس کا خاوند ہوگا"۔

1- سیر اعلام النبلاء للذہبی، ام المؤمنین ام سلمۃ، 2/203، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت

2- الفتاوی الحدیثیۃ للہیثمی، ص 35، دار الفکر بیروت

کال سینٹر میں جاب کرنا کیسا؟

سوال: کال سینٹر جاب کرنا کیسا ہے؟

جواب: خاتون کی آواز پردہ نہیں ہے الا عند البعض۔ لہذا خاتون کا کال سینٹر میں دیگر شرائط کے ساتھ ملازمت کرنا جائز ہے۔ دیگر شرائط ہم نے تعلیم وتربیت کے باب میں ذکر کردی ہیں۔

تفصیل: فتح القدیر میں ہے:

صرح فی النوازل بأن نغمة المرأة عورة، وبنی علیه أن تعلمها القرآن من المرأة أحب إلی من الأعمی۔ (1)

(ترجمہ:) "نوازل میں اس بات کی صراحت کی کہ عورت کے نغمے کا پردہ ہے۔ اسی وجہ سے عورت کا کسی دوسری عورت سے قرآن کی تعلیم حاصل کرنا نابینا مرد سے تعلیم حاصل کرنے کے مقابلے میں میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے"۔

علامہ ابن نجیم لکھتے ہیں:

إذا قلنا صوت المرأة عورة أنا نرید بذلك كلامها؛ لأن ذلك لیس بصحیح فإنا نجیز الكلام مع النساء الأجانب ومحاورتهن عند الحاجة إلی ذلك ولا نجیز لهن رفع أصواتهن ولا تمطیطها ولا تلیینها وتقطیعها لما فی ذلك من استمالة الرجال إلیهن وتحریك الشهوات منهم ومن هذا لم یجز أن تؤذن المرأة اهـ۔ (2)

(ترجمہ:) "جب ہم نے کہا عورت کی آواز کا پردہ ہے اس سے مراد اگر محض اس کا کلام ہے تو یہ درست نہیں ہے کیونکہ ہم نے عورتوں کا اجنبیوں کے

1- فتح القدیر، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، 1/260، دار الفکر بیروت۔

2- البحر الرائق، کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، 1/285، دار الکتاب الاسلامی بیروت

ساتھ کلام کرنے کو جائز قرار دیا ہے حاجت کے وقت۔ ہاں آواز بلند کرنے اور آواز میں لے لانے اور سریلا پن لانے، نرم اور بناوٹی انداز میں گفتگو کرنے کو ہم نے ناجائز قرار دیا کیونکہ اس میں مردوں کو اپنی طرف مائل کرنا ہے اور اس سے شہوات بیدار ہوں گی، اسی وجہ سے عورت کی اذان کو ناجائز قرار دیا"۔

بیوی کب میکے جاسکتی ہے؟

سوال: بیوی کب اور کتنے عرصے بعد میکے جاسکتی ہے؟

جواب: ہر ہفتے میں دن ہی دن کے لئے جاسکتی ہے۔ اسی طرح دیگر محرم رشتہ داروں کو ملنے کے لئے بھی سال میں ایک مرتبہ کے لئے جاسکتی ہے۔

تفصیل: ردالمحتار میں ہے:

أنه الصحيح المفتى به من أنها تخرج للوالدين فى كل جمعة بإذنه وبدونه، وللمحارم فى كل سنة مرة بإذنه وبدونه۔ (1)

(ترجمہ:) "یہی صحیح اور مفتی بہ ہے کہ وہ ہر جمعہ کو شوہر کی اجازت یا بغیر اجازت کے والدین کو ملنے کے لئے جاسکتی ہے۔ اور محرم رشتہ داروں کو سال میں ایک مرتبہ شوہر کی اجازت اور بغیر اجازت کے جاسکتی ہے"۔

کتنی مدت بیوی سے جدا رہنا جائز ہے؟

سوال: کتنی مدت بیوی سے جدا رہنا جائز ہے؟

جواب: بغیر مجبوری اور عذر کے چار ماہ سے زیادہ بیوی سے جدا نہ رہے۔ ہاں اگر مجبوری اور عذر ہے تو اپنی بیوی کی رضامندی کے ساتھ زیادہ عرصہ دور رہ سکتا ہے جیسا کہ بیرون ملک یا دور دراز شہروں میں معاش وغیرہ کے لئے جانا۔ مگر اتنا عرصہ نہ رہے کہ بیوی کے بہکنے کا خدشہ ہو۔

1- ردالمحتار، باب النفقة، 3/602، دار الفکر بیروت

تفصیل: ردالمحتار میں ہے:

قال فی الفتح واعلم أن ترك جماعها مطلقا لا یحل له، صرح أصحابنا بأن جماعها أحیانا واجب دیانة، لكن لا یدخل تحت القضاء والإلزام إلا الوطأة الأولی ولم یقدروا فیه مدة، ویجب أن لا یبلغ به مدة الإیلاء إلا برضاها وطیب نفسها به اھ قال فی النهر فی هذا الكلام تصریح بأن الجماع بعد المرة حقه لا حقها اھ قلت فیه نظر بل هو حقه وحقها أیضا، لما علمت من أنه واجب دیانة۔ (1)

(ترجمہ:) "فتح القدیر میں فرمایا: اور جان تو بے شک اپنی بیوی سے مطلقاً جماع ترک کر دینا جائز نہیں ہے۔ ہمارے اصحاب نے تصریح کی ہے کہ کبھی کبھی جماع کرنا دیانۃً واجب ہے، نہ کہ قضاء۔ ہاں ایک مرتبہ جماع کرنا واجب ہے۔ جماع کرنے کی مدت فقہاء نے معین نہیں کی۔ ہاں چار ماہ سے زیادہ بیوی کی خوشی اور رضا سے زیادہ عرصہ جماع نہ کرے تو جائز ہے۔ فتح کی عبارت ختم ہوئی۔ نہر میں فرمایا: اس کلام میں تصریح ہے کہ ایک مرتبہ کے بعد جماع کرنا مرد کا حق ہے نہ کہ بیوی کا۔ نہر کی عبارت ختم ہوئی۔ میں نے کہا: یہ بات درست نہیں ہے بلکہ یہ شوہر اور بیوی دونوں کا حق ہے؛ کیونکہ دیانۃً کبھی کبھار کرنا واجب ہے"۔

فتاوی رضویہ میں ہے:

"بالجملہ عورت کو نان ونفقہ دینا بھی واجب ہے اور رہنے کو مکان دینا بھی واجب ہے اور گاہے، گاہے، اس سے جماع کرنا بھی واجب جس میں اسے پریشان نظری نہ پیدا ہو اور اسے معلقہ کر دینا حرام، اور بے اس کے اذن ورضا کے چار مہینے تک ترک جماع بلا عذر شرعی ناجائز، اور بعد نکاح ایک

1- ردالمحتار، باب القسم بین الزوجات، 3/202، دار الفکر بیروت

بار جماع تو بالاجماع بالاتفاق حق زن ہے"۔(1)

خواتین کا ڈاکٹر حضرات کو چیک اپ کرانا؟

سوال: خواتین کا ڈاکٹر حضرات سے چیک اپ کرانا کیسا ہے؟

جواب: خواتین کو چاہیے کہ وہ اپنی مرض کی تشخیص کسی خاتون ڈاکٹر سے ہی کرائیں۔ اور اگر خاتون ڈاکٹر میسر نہیں یا اسے چیک کرانا مشکل ہے یا با اعتماد نہیں ہے تو بامر مجبوری مرد ڈاکٹر کو چیک اپ کرانا جائز ہے۔

تفصیل: ردالمحتار میں ہے:

وإن كان على المرأة ثياب فلا بأس بأن يتأمل جسدها وهذا إذا لم تكن ثيابها ملتزقة بها بحيث تصف ما تحتها، ولم يكن رقيقا بحيث يصف ما تحته، فإن كانت بخلاف ذلك فينبغي له أن يغض بصره اهـ۔(2)

(ترجمہ:)"اگر خاتون پر کپڑا ہو تو اس کے جسم کو ہاتھ لگانے میں کوئی حرج نہیں ہے اور یہ اس وقت ہے کہ جب اس کا کپڑا چپکا ہوا نہ ہو کہ اس کے نیچے کا حجم صاف محسوس ہو، اور اتنا باریک بھی نہ ہو کہ اس کے نیچے نظر آئے۔ اگر اس کے خلاف ہو تو وہ اپنی نظر کو جھکا لے"۔

المحیط البرہانی میں ہے:

وإذا أصابت المرأة قرحة في موضع لا يحل للرجل أن ينظر إليه، علم امرأة دواءها لتداويها وإن لم يجدوا امرأة تداوي تلك القرحة، ولم يقدروا على امرأة تعلم ذلك، وخافوا أنها تهلك، أو يصيبها بلاء أو وجع، فلا بأس بأن يستر منها كل شيء إلا موضع تلك القرحة، ثم

1۔ فتاوی رضویہ، 13/646، رضا فاؤنڈیشن لاہور

2۔ ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی النظر والمس، 6/366، دارالفکر بیروت

يداويها رجل، ويغض بصره ما استطاع إلا عن ذلك الموضع؛ لأن نظر الجنس إلى غير الجنس أغلظ، فيعتبر فيه تحقق الضرورة، وذلك عند خوف الهلاك، وذوات المحارم والأجنبيات في هذا على السواء؛ لأن النظر إلى العورة لا يحل بسبب المحرمية۔ (1)

(ترجمہ:) "جب خاتون کو ایسی جگہ پر پھوڑا نکل آیا کہ جس کو دیکھنا مرد کے لئے جائز نہیں تھا، تو طبیب کسی خاتون کو دوائی لگانا سکھادے اور وہ خاتون خود لگائے۔۔۔۔ اور اگر پھوڑے پر دوائی لگانے کے لئے کوئی خاتون نہ ہو اور خود سے بھی علاج کرنا مشکل ہو اور خوف ہو کہ وہ ہلاک ہو جائے گی یا بڑی مصیبت میں پڑ جائے گی یا درد ہوگا تو اس پھوڑے والی جگہ کو کھول دے اور طبیب اس کا علاج کرے اور طبیب کو چاہیے کہ جتنا ہو سکے اس جگہ کو نہ دیکھے کیونکہ غیر جنس کی طرف دیکھنا زیادہ خطرناک ہے تو اس میں ضرورت کا اعتبار ہوگا، اور ہلاکت کے خوف کی وجہ سے ضرورت متحقق ہو جائے گی۔ محرم اور اجنبی خواتین اس مسئلے میں برابر ہیں؛ کیونکہ محرم بھی شرمگاہ کی طرف نظر نہیں کر سکتا"۔

فتاوی عالمگیری میں ہے:

ولو خافت الافتصاد من المرأة فللأجنبي أن يفصدها، كذا في القنية۔ (2)

(ترجمہ:) "اگر کوئی خاتون دوسری خاتون سے فصد لگانے میں اندیشہ محسوس کرے تو اجنبی شخص مریض خاتون کو فصد لگا سکتا ہے۔ اسی طرح قنیہ میں ہے"۔

1- المحیط البرہانی، کتاب الاستحسان، الفصل التاسع، 5/337، دار الکتب العلمیہ بیروت

2- فتاوی عالمگیری، کتاب الکراہیۃ، الباب التاسع، 5/330، دار الفکر بیروت

دس بیبیوں کی کہانی پڑھنا کیسا؟

سوال: دس بیبیوں کی کہا پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: اس کہانی کی ابتداء یوں بتائی جاتی ہے کہ ایک شخص امیر تھا اور اس کا بھائی غریب تھا اور کہیں چلا گیا تھا واپسی کا کوئی پتہ نہیں تھا تو غریب کی بیوی کو خواب میں حضرت فاطمہ کی زیارت ہوئی اور انہوں نے دس بیبیوں کی کہانی پڑھنے کا فرمایا، پھر وہ پڑھتی رہیں اور خوشحال ہوگئیں اور اس کا خاوند بھی لوٹ آیا۔

اگرچہ یہ کہانی اہل بیت کی شان پر مشتمل ہے مگر اس میں ایسی بہت ساری باتیں لکھی گئی ہیں جو ہمارے عقیدے اور اہل بیت کی شان کے خلاف ہیں۔ اور یہ کوئی مستند کتاب نہیں ہے۔ لہذا اگر خیر و برکت ہی مقصود ہے تو گھر میں خود حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ذکر خیر کرلیا جائے۔

بیٹی کی پیدائش پر رنج وغم

اگرچہ بیٹی کی پرورش، نگہداشت، تربیت، عزت آبرو کی حفاظت اور بعد کے معاملات بیٹے کی بنسبت مشکل ہیں مگر احادیث مبارکہ میں بیٹی کی تعلیم وتربیت کی فضیلت، اجروثواب بھی زیادہ ہے۔ اور بیٹی کی پیدائش پر غمگین ہونا مشرکین مکہ کا طریقہ تھا تبھی وہ بیٹیوں کو زندہ درگور کردیا کرتے تھے۔

بیٹی اور بہن کی پرورش کی فضیلت پر احادیث کا مجموعہ

(1) نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

مَنْ وُلِدَتْ لَهُ ابْنَةٌ، فَلَمْ يَئِدْهَا، وَلَمْ يُهِنْهَا، وَلَمْ يُؤْثِرْ وَلَدَهُ عَلَيْهَا۔ يَعْنِي الذَّكَرَ۔ أَدْخَلَهُ اللهُ بِهَا الْجَنَّةَ۔ (1)

(ترجمہ:) "جس کے ہاں بیٹی پیدا ہو اور وہ اسے زندہ درگور نہ کرے اور

1- مسند احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عباس، الرقم (1957)، 3/426، موسسۃ الرسالہ بیروت

اسے ہلکا نہ جانے اور نہ بیٹے کو بیٹی پر فضیلت دے تو اللہ تعالی اس شخص کو جنت میں داخل فرمائے گا"۔

(2) مسند احمد میں ہے:

لَاتَكْرَهُوا الْبَنَاتِ، فَإِنَّهُنَّ الْمُؤْنِسَاتُ الْغَالِيَاتُ۔ (1)

(ترجمہ:) "بیٹیوں کو برا مت سمجھو بے شک وہ بہت زیادہ محبت کرنے والیاں ہیں"۔

(3) صحیح مسلم میں ہے:

مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتَّى تَبْلُغَا، جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنَا وَهُوَ وَضَمَّ أَصَابِعَهُ۔ (2)

(ترجمہ:) "جس نے دو بیٹیوں کی پرورش کی حتی کہ وہ بڑی ہوگئیں تو قیامت کے دن میں اور وہ ایسے اٹھیں گے۔ آپ نے اپنی انگلیوں کو ملایا ہوا تھا"۔

(4) سنن ابی داود میں ہے:

مَنْ عَالَ ثَلَاثَ بَنَاتٍ، فَأَدَّبَهُنَّ، وَزَوَّجَهُنَّ، وَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ، فَلَهُ الْجَنَّةُ۔ (3)

(ترجمہ:) "جس کی تین بیٹیاں ہوں اور وہ ان کو ادب سکھائے، ان کا نکاح کردے اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے تو اس کے لئے جنت ہے"۔

1- مسند احمد بن حنبل، مسند شامیین، الرقم (17373)، 601/28، موسسۃ الرسالہ بیروت

2- صحیح مسلم، کتاب الاحسان، باب فضل الاحسان، الرقم (2631)، 4/2027، دار احیاء التراث العربی

3- سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی فضل من عال یتیما، الرقم (5147)، 4/338، المکتبۃ العصریۃ

(5) سنن الترمذی میں ہے:

لَا يَكُونُ لأَحَدِكُمْ ثَلَاثُ بَنَاتٍ أَوْ ثَلَاثُ أَخَوَاتٍ فَيُحْسِنُ إِلَيْهِنَّ إِلاَّ دَخَلَ الجَنَّةَ۔ (1)

(ترجمہ:) "جس کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں ہوں اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے تو وہ جنت میں داخل ہوگا"۔

(6) اسی میں ہے:

مَنْ كَانَ لَهُ ثَلَاثُ بَنَاتٍ أَوْ ثَلَاثُ أَخَوَاتٍ أَوْ ابْنَتَانِ أَوْ أُخْتَانِ فَأَحْسَنَ صُحْبَتَهُنَّ وَاتَّقَى اللهَ فِيهِنَّ فَلَهُ الجَنَّةُ۔ (2)

(ترجمہ:) "جس کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں ہوں یا دو بیٹیاں یا دو بہنیں ہوں پھر وہ اُن کی اچھی طرح پرورش کرے اور ان کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے تو اس کیلئے جنت ہے"۔

(7) صحیح مسلم میں ہے:

أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ جَاءَتْنِي امْرَأَةٌ، وَمَعَهَا ابْنَتَانِ لَهَا، فَسَأَلَتْنِي فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِي شَيْئًا غَيْرَ تَمْرَةٍ وَاحِدَةٍ، فَأَعْطَيْتُهَا إِيَّاهَا، فَأَخَذَتْهَا فَقَسَمَتْهَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا، وَلَمْ تَأْكُلْ مِنْهَا شَيْئًا، ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ وَابْنَتَاهَا، فَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُهُ حَدِيثَهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ ابْتُلِيَ

1- سنن الترمذی، ابواب البر، ما جاء فی النفقۃ علی البنات والاخوات، الرقم (1912)، 3/382، دار الکتاب الاسلامی بیروت

2- سنن الترمذی، ابواب البر، ما جاء فی النفقۃ علی البنات والاخوات، الرقم (1984)، 3/384، دار الکتاب الاسلامی بیروت

مِنَ الْبَنَاتِ بِشَیْءٍ، فَأَحْسَنَ إِلَیْھِنَّ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ۔ (1)

(ترجمہ:)"اُم المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: میرے پاس ایک مسکین عورت آئی جس کے ساتھ اس کی دو بیٹیاں بھی تھیں۔ اس نے مجھ سے مانگا، میرے پاس ایک کھجور کے علاوہ کچھ نہیں تھا، میں نے اسے دے دیا، اس نے وہ کھجور اپنی بیٹیوں میں بانٹ دیا خود کچھ نہیں کھایا۔ مجھے اس واقعے سے بہت تعجب ہوا۔ میں نے نبی مکرم، نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں اس خاتون کے ایثار کا بیان کیا تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: جس شخص پر بیٹیوں کی پرورش کا بوجھ آپڑے اور وہ ان کے ساتھ حسن سلوک (یعنی اچھا برتاؤ) کرے تو یہ بیٹیاں اس کے لئے جہنم سے روک بن جائیں گی"۔

(8) مسند احمد میں ہے:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كُنَّ لَهُ ثَلَاثُ بَنَاتٍ يُؤْوِيهِنَّ، وَيَرْحَمُهُنَّ، وَيَكْفُلُهُنَّ، وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ الْبَتَّةَ، قَالَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ فَإِنْ كَانَتْ اثْنَتَيْنِ؟ قَالَ وَإِنْ كَانَتْ اثْنَتَيْنِ، قَالَ فَرَأَى بَعْضُ الْقَوْمِ، أَنْ لَوْ قَالُوا لَهُ وَاحِدَةً، لَقَالَ وَاحِدَةً۔ (2)

(ترجمہ:)"جس کی تین بیٹیاں ہوں اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے تو اس کے لئے جنت واجب ہوجاتی ہے۔ عرض کی گئی: اور دو ہوں تو؟ فرمایا: اور دو ہوں تب بھی۔ راوی نے کہا: بعض لوگوں نے سوچا کہ اگر

1- صحیح مسلم، کتاب البر، باب فضل الاحسان الی البنات، الرقم (2629)، 4/2027، دار احیاء التراث العربی بیروت

2- مسند احمد بن حنبل، مسند المکثرین، الرقم (14247)، 22/150، مؤسسۃ الرسالۃ

آج حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے ایک بیٹی کی پرورش پر اجر کا سوال کیا جاتا تو آپ ایک کا بھی فرمادیتے"۔

(9) مجمع الزوائد میں ہے:

إِذَا وُلِدَ لِلرَّجُلِ ابْنَةٌ بَعَثَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ مَلَائِكَةً يَقُولُونَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ، يَكْنُفُونَهَا بِأَجْنِحَتِهِمْ وَيَمْسَحُونَ بِأَيْدِيهِمْ عَلَى رَأْسِهَا وَيَقُولُونَ ضَعِيفَةٌ خَرَجَتْ مِنْ ضَعِيفَةٍ، الْقَيِّمُ عَلَيْهَا مُعَانٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔ (1)

(ترجمہ:) "جب کسی کے ہاں لڑکی پیدا ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو بھیجتا ہے جو آکر کہتے ہیں: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْت یعنی اے گھر والو! تم پر سلامتی ہو۔ پھر فرشتے اس بچی کو اپنے پروں کے سائے میں لے لیتے ہیں اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ ایک کمزور جان ہے جو ایک ناتواں (یعنی کمزور) سے پیدا ہوئی ہے۔ جو شخص اس ناتواں جان کی پرورش کی ذمے داری لے گا قیامت تک اللہ تعالیٰ کی مدد اس کے شامل حال رہے گی"۔

مایوں، مہندی، سہرا کا حکم

سوال: مایوں، مہندی اور سہرا باندھنے کا حکم؟

جواب: اس جیسی جتنی رسومات ہیں ان کے بارے میں شریعت سے نہ منع وارد ہے اور نہ اجازت۔ رسومات ورواج اس وقت جائز ہیں کہ جب ان میں شریعت کے خلاف کوئی کام نہ ہو۔ جیسے مایوں میں دولہن کو مہندی لگانے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے، مگر جب غیر محرم بھی ساتھ ہوں تو شرعاً ناجائز ہے۔

دولہا کی سہرابندی بھی جائز ہے۔

1- مجمع الزوائد، کتاب البر، باب منہ فی الاولاد، الرقم (13484)، 8/156، مکتبۃ القدسی القاہرۃ

کیا خواتین ناقصات العقل ہیں؟

سوال: کیا خواتین میں عقل کم ہوتی ہے؟

جواب: بخاری شریف میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ فَإِنِّي أُرِيتُكُنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ فَقُلْنَ وَبِمَ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ، وَتَكْفُرْنَ العَشِيرَ، مَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَدِينٍ أَذْهَبَ لِلُبِّ الرَّجُلِ الحَازِمِ مِنْ إِحْدَاكُنَّ، قُلْنَ وَمَا نُقْصَانُ دِينِنَا وَعَقْلِنَا يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ أَلَيْسَ شَهَادَةُ المَرْأَةِ مِثْلَ نِصْفِ شَهَادَةِ الرَّجُلِ قُلْنَ بَلَى، قَالَ فَذَلِكِ مِنْ نُقْصَانِ عَقْلِهَا، أَلَيْسَ إِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ قُلْنَ بَلَى، قَالَ فَذَلِكِ مِنْ نُقْصَانِ دِينِهَا۔ (1)

اس حدیث سے یہ شبہ وارد ہوتا ہے کہ خواتین کم عقل، بے وقوف ہوتی ہیں۔ اس کے جوابات درج ذیل ہیں:

(1). اس حدیث میں خواتین کی ذہنی ساخت اور کم عقلی و بے وقوفی کو بیان نہیں کیا جارہا بلکہ شریعت کی طرف سے حکم کو بیان کیا جارہا ہے۔ عقل میں کمی کی تفسیر خود نبی کریم نے گواہی کے لحاظ سے فرمائی تھی نہ کہ کم عقلی اور بے وقوفی۔

علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

وليس المقصود بذكر النقص في النساء لومهن على ذلك لأنه من أصل الخلقة۔ (2)

(ترجمہ:) "یہاں خواتین کی کمی کا ذکر کر کے انہیں ملامت کرنا مقصود نہیں ہے کیونکہ یہ کمی ان کی جبلت میں رکھ دی گئی ہے"۔

1- صحیح البخاری، کتاب الحیض، باب ترک الحائض الصوم، الرقم (304)، 1/ 68، دار طوق النجاۃ

2- فتح الباری، کتاب الحیض، باب ترک الحائض الصوم، 1/ 406، دار المعرفۃ بیروت

(2) خواتین میں جذباتیت مردوں کے مقابلے میں زیادہ ہوتی ہے اور اسی جذبات کے پیش نظر ان کی عقل مغلوب ہو جاتا ہے اور فیصلے کی طاقت میں بھی کمی پیدا ہو جاتی ہے۔(1)

(3) جدید سائنسی تحقیق کے مطابق مردوں میں بروقت اور جلدی ردعمل کی صلاحیت زیادہ ہوتی ہے جبکہ خواتین میں کم ہوتی ہے۔(2)

(4) حدیث میں جو حکم بیان ہوا ہے یا جو محققین نے ثابت کیا ہے وہ اکثری ہے نہ کہ کلی، کیونکہ بہت سی ایسی خواتین ہوتی ہیں جو عقل وشعور میں مردوں کی بنسبت کامل واکمل ہوتی ہے۔

جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

كمل من الرِّجَال كثير، وَلم يكمل من النِّسَاء إِلَّا مَرْيَم بنت عمرَان وآسية بنت مُزَاحم۔ (3)

(ترجمہ:) "اکثر مرد کامل ہوتے ہیں اور خواتین میں سے مریم بنت عمران اور آسیہ بنت مزاحم کامل گزریں ہیں"۔

ایک اور مقام پر فرمایا:

حَسبك من نسَاء الْعَالمين بِأَرْبَع مَرْيَم بنت عمرَان، وآسية امْرَأَة فِرْعَوْن، وَخَدِيجَة بنت خويلد، وَفَاطِمَة بنت مُحَمَّد صلى الله عَلَيْهِ وَسلم۔ (4)

1- بی بی سی اردو، ڈاکٹر مائیکل موسلے، "مرد اور عورت کے دماغ میں فرق" 29 ستمبر 2014۔ اور خواتین کا جذباتی پن ان کا عیب نہیں بلکہ ان کی خوبی ہے۔

2- المرجع السابق

3- السنن الکبری للنسائی، کتاب المناقب، آسیہ بنت مزاحم، الرقم (8298)، 2/389، موسسۃ الرسالۃ

4- عمدۃ القاری، کتاب الحیض، باب ترک الحائض الصوم، 3/272، دار احیاء التراث العربی

(ترجمہ:)"جہان میں سے چار خواتین تجھے کافی ہیں۔ مریم بنت عمران، آسیہ فرعون کی بیوی، خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہ بنت محمد"۔

(5) دو خواتین کی گواہی ایک مرد کے برابر ہے یہ ان کے عقل کے کم ہونے کی دلیل نہیں بن سکتی بلکہ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ خواتین معاملات میں حصہ نہیں لیتیں اور زیادہ دلچسپی بھی نہیں رکھتیں، اس وجہ سے ان کو معاملات میں سوجھ بوجھ بھی نہیں ہوتی، تو ان کی گواہی کی حیثیت بھی کم کردی۔

گواہی کم کرنے سے ان کا مرتبہ ہرگز کم نہ ہوگا بلکہ شریعت کا یہ اقدام خواتین کی آسانی کے لئے ہے، کہ مرد کے ساتھ دو خواتین ہوں تب جاکر ان کی گواہی لی جائے وگرنہ انہیں گواہی کے لئے زحمت ہی نہ دی جائے۔

علامہ ابن قیم نے لکھا:

فإنَّ شهادة الرجل الواحد أقوى من شهادة المرأتين؛ لأنَّ النّساء يتعذَّرُ غالبًا حضورهنَّ مجالس الحكام، وحفظهنَّ وضبطهنَّ دون حفظ الرّجال وضبطهم۔ (1)

(ترجمہ:)"بے شک مرد کی گواہی دو عورتوں سے زیادہ قوی ہے کیونکہ خواتین کا حاکموں کی مجلسوں میں حاضر ہونا، ان کے معاملات کو یاد رکھنا اور محفوظ کرنا کافی مشکل ہوتا ہے، نہ کہ مردوں کے لئے"۔

دبر میں وطی کرنا وغیرہ

جواب: شوہر کا بیوی سے دُبر کے مقام میں ہمبستری کرنا بہت بُرا فعل، لعنت کا موجب اور شنیع کام ہے۔ مرد کے لئے عورت کے ہر ہر عضو سے نفع لینا جائز ہے سوائے ان مقامات کے جن سے اللہ تعالی اور اس کے رسول نے منع فرمایا ہے۔ اور دُبر میں ہمبستری کرنا بھی ممنوعات میں سے ہے۔ اللہ تعالی نے بیوی سے ہمبستری کرنے کا ایک

1- الطرق الحکمیۃ لابن قیم، فصل الطریق الثامن، ص 126، مکتبۃ دار البیان

مقام مقرر فرمایا ہے اس کے علاوہ سے منع فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ۔ (1)

(ترجمہ:) "تمہاری عورتیں تمہارے لیے کھیتیاں ہیں تو آؤ اپنی کھیتیوں میں جس طرح چاہو"۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو ان کے شوہروں کے لئے کھیتی فرمایا کہ ان کے پاس آؤ جیسے چاہو یعنی لیٹ کر، پہلو کے بل، کھڑے ہو کر یعنی راستہ ایک ہی ہو، طریقے مختلف ہوں تو کوئی حرج نہیں۔

اس کے علاوہ یعنی پیچھے کے راستے میں جماع کرنا حرام ہے اور یہ فعل لعنت کا موجب ہے۔ حدیث پاک میں اس بارے میں بہت سخت وعیدیں آئی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَلْعُونٌ مَنْ أَتَى امْرَأَتَهُ فِي دُبُرِهَا۔ (2)

(ترجمہ:) "وہ شخص ملعون ہے جو اپنی بیوی سے اس کی دبر یعنی پچھلے مقام میں وطی کرے"۔

مزید فرمایا:

إِنَّ الَّذِي يَأْتِي امْرَأَتَهُ فِي دُبُرِهَا، لَا يَنْظُرُ اللهُ إِلَيْهِ۔ (3)

(ترجمہ:) "جو شخص اپنی عورت سے اس کی دبر یعنی پچھلے مقام میں وطی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر (رحمت) نہیں فرمائے گا"۔

ایک جگہ فرمایا:

1- البقرة، آیت: 223

2- سنن ابی داود، باب فی جامع النکاح، الرقم (2162)، 2/249، المکتبۃ العصریۃ، بیروت

3- مسند احمد، الرقم (7684)، 13/111، موسسۃ الرسالۃ

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، لَا تَأْتُوا النِّسَاءَ فِي أَدْبَارِهِنَّ۔ (1)

(ترجمہ:) "اللہ تعالیٰ حق بات بیان کرنے سے نہیں رکتا، عورتوں کے پاس ان کی دبر یعنی پچھلے مقام کی جگہ میں نہ آؤ"۔

علامہ شامی علیہ الرحمہ درمختار کے اس قول "أَوْ بِوَطْءِ دُبُرٍ" کے تحت فرماتے ہیں:

أطلقه فشمل دبر الصبی والزوجة والأمة فإنه لاحد علیه مطلقا عند الإمام منح ویعزر هدایة۔ (2)

(ترجمہ:) "(یا دبر یعنی پچھلے مقام میں وطی کرنے سے) یہ (قول) مطلق ہے، پس یہ بچے اور زوجہ اور لونڈی کو شامل ہوگا، کیونکہ ان سے دبر میں وطی کرنے سے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مطلقاً حد نہیں ہے، منح' اور ہدایہ میں ہے کہ اس پر تعزیر (سزا) ہوگی"۔

اس بحث سے معلوم ہوگیا کہ بیوی سے دُبر کے مقام میں جماع کرنا حرام جہنم میں لے جانے والا کام ہے اس سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سچی توبہ کرنا لازم ہے۔

اس فعل کے علاوہ بیوی کا اپنے منہ میں شوہر کی سپاری (آلہ تناسل) لینا ناجائز اور مکروہ ہے کیونکہ اسی منہ سے اس نے قرآن پڑھنا ہے اور کھانا پینا ہے پھر اسی آلہ تناسل کو منہ میں ڈالے اور مذی نکلنے کی صورت میں ناپاک پانی بھی منہ میں جائے گا۔

اس کے علاوہ طبّی نکتہ نظر سے اس فعل میں بہت خطرناک بیماریاں جنم لے سکتی ہیں، حتی کہ ایڈز وغیرہ جیسے موذی مرض ہونے کا قوی اندیشہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس فعل اور اس سے ہونے والی بیماروں سے حفاظت فرمائے۔

1- سنن ابن ماجہ، باب: النہی عن اتیان النساء فی ادبارھن الرقم (1924)، 1/619، دار احیاء الکتب العربیہ

2- ردالمحتار، مطلب فی وطء الدبر، 6/43، مکتبہ رحمانیہ لاہور

المحیط البرھانی میں ہے:

إذا أدخل الرجل ذكره فم أمرأته يكره؛ لأنه موضع قراءة القرآن، فلا يليق به إدخال الذكر فيه۔ (1)

(ترجمہ:) "جب مرد نے اپنے آلہ تناسل اپنی بیوی کے منہ میں داخل کیا تو یہ مکروہِ تحریمی ہے کیونکہ منہ سے قرآن کی تلاوت کی جاتی ہے تو اس میں ذکر داخل کرنا لائق نہیں دیتا"۔

اسی طرح فتاویٰ عالمگیری میں فتاویٰ نوازل کے حوالے سے منقول ہے۔(2)

بہن، بیٹی کو جائیداد سے محروم کرنا اور زندگی میں تقسیم کرنا؟

سوال: بہن بیٹی کو جائیداد سے محروم کرنا کیسا ہے؟ اسی طرح زندگی میں جائیداد تقسیم کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: لوگوں کا لڑکیوں کو ان کا حصہ نہ دینا ان کے حصے کی زمین یا دیگر مالِ وراثت پر قبضہ کرنا حرام ہے اور آخرت میں سخت عذاب کا موجب کہ کسی کی زمین پر ایک بالشت ناجائز قبضہ کرنے والے کے متعلق حدیث پاک میں بہت سخت وعیدیں آئی ہیں۔

الترغیب والترھیب میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ ظَلَمَ قِيدَ شِبْرٍ مِنَ الأَرْضِ طُوِّقَهُ مِنْ سَبْعِ أَرَضِينَ۔ (3)

(ترجمہ:) "جس نے کسی کی ایک بالشت زمین پر ظلماً قبضہ کیا تو قیامت کے دن سات زمینوں تک طوق بنا کر اس کو پہنایا جائے گا"۔

1- المحیط البرھانی، کتاب الکراھیۃ والاستحسان، الفصل فی المتفرقات، 6/163، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

2- فتاویٰ عالمگیری، 5/453، قدیمی کتب خانہ کراچی

3- الترغیب والترھیب، الرقم (2867)، 3/9، دار الکتب العلمیہ بیروت

مزید اسی میں ہے:

مَنْ أَخَذَ مِنَ الْأَرْضِ شِبْرًا بِغَيْرِ حَقِّهِ، طُوِّقَهُ مِنْ سَبْعِ أَرَضِينَ۔ (1)

(ترجمہ:) "جس نے کسی کی زمین بغیر حق کے دبالی سات زمینوں تک طوق بنا کر اس کو پہنایا جائے گا"۔

ایک اور حدیث پاک میں ہے:

أَيُّمَا رَجُلٍ ظَلَمَ شِبْرًا مِنَ الْأَرْضِ، كَلَّفَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ أَنْ يَحْفِرَهُ حَتّٰى يَبْلُغَ آخِرَ سَبْعِ أَرَضِينَ، ثُمَّ يُطَوَّقَهُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ۔ (2)

(ترجمہ:) "جس مرد نے کسی کی ایک بالشت زمین ظلماً لے لی تو اللہ تعالی اس کو مکلف بنائے گا (تکلیف دے گا) کہ وہ اس زمین کو ساتویں زمین تک کھودے پھر اس زمین کو اس کے گلے میں طوق بنا کر ڈال دیا جائے گا حتی کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے گا"۔

امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن اس طرح کے سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

"جائیداد سے ورثان شرعی کو محروم کرنا ظلم وغصب ہے وَالظُّلْمُ ظُلُمٰتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. ظلم قیامت کے دن تاریکیوں کا باعث بنے گا"۔ (3)

زندگی میں جائیداد تقسیم کرنا:

جائیداد اور میراث مورث کے مرنے کے بعد تقسیم ہوتی ہے۔ جو شخص زندگی میں اپنے ورثاء کے درمیان اپنی جائیداد تقسیم کرنا چاہے اسے تقسیم وراثت نہیں بلکہ ہبہ کہتے ہیں اس

1- الترغیب والترہیب، الرقم (2868)، 3/9، دار الکتب العلمیۃ بیروت

2- الترغیب والترہیب، الرقم (2869)، 3/9، دار الکتب العلمیۃ بیروت

3- فتاوی رضویہ، 26/313، رضا فاؤنڈیشن لاہور

کے لیے شرعی حکم یہ ہے کہ اگر اولاد کے علاوہ ماں، باپ بیوی وغیرہ ہوں تو ان کو اپنی مرضی کا حصہ دے دے اور اپنی اولاد کے دینے میں افضل یہ ہے سب کو برابر دے خواہ لڑکی ہو یا لڑکا۔

اولاد میں سے کوئی دینی فضیلت رکھتا ہے تو اس کو دوسرے سے زیادہ دینے میں کوئی حرج نہیں لیکن دوسروں کو بالکل محروم نہ کرے۔ اگر کسی کو دینی فضیلت کے علاوہ کم اور کسی کو زیادہ دینا چاہیں تو یہ مکروہ وممنوع ہے۔

جزئیات:

ردالمحتار میں علامہ خیر الدین رملی سے ہے:

الفتوی أی علی قول أبی یوسف من أن التنصیف بین الذکر والأنثی أفضل من التثلیث الذی هو قول محمد۔ (1)

(ترجمہ:) "فتویٰ امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کے قول پر ہے کہ لڑکی اور لڑکے کو برابر حصہ دیا جائے گا اور یہ امام محمد کے قول تثلیث (لڑکے کو لڑکی سے دوگنا دینے) سے افضل ہے"۔

حاشیہ طحطاویہ میں فتاویٰ بزازیہ سے ہے:

الأفضل فی هبة البنت والابن التثلیث کالمیراث وعند الثانی التنصیف وهو المختار بالجملة۔ (2)

(ترجمہ:) "اگر کوئی شخص اپنی زندگی میں اپنا مکان بیٹی اور بیٹے کے درمیان تقسیم کرنا چاہتا ہے تو افضل یہ ہے کہ تین حصے کئے جائیں (ایک بیٹی کو اور دو بیٹے کو) جس طرح کہ میت کی میراث تقسیم کی جاتی ہے۔ اور امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کے نزدیک سب کے درمیان برابری مختار اور پسندیدہ ہے) خلاف افضلیت میں ہے اور مذہب مختار پہ اولیٰ تسویہ (برابر دینا ہے)"۔

1- ردالمحتار، کتاب الہبہ، 5/696، دار الفکر بیروت

2- فتاویٰ رضویہ، 8/59، رضا فاؤنڈیشن لاہور

علامہ ابن نجیم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

وفی الخلاصة المختار التسوية بين الذكر والأنثى فی الهبة۔ (1)

(ترجمہ:) "خلاصہ میں ہے کہ مختار مذہب یہ ہے کہ اولاد کو ہبہ کرنے میں لڑکے اور لڑکی دونوں کو برابر دے"۔

امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ مزید فرماتے ہیں:

"ہاں! اگر بعض اولاد فضل دینی میں بعض سے زائد ہو تو اس کی ترجیح میں اصلاً باک (مضائقہ) نہیں۔ علامہ طحطاوی نے فرمایا: یکرہ ذلك عند تساويهم فی الدرجة كما فی المنح والهندية أما عند عدم التساوی كما إذا كان أحدهم مشتغلاً بالعلم لا بالكسب لا بأس أی يفضله على غيره كما فی الملتقط أی ولا يكره وفی المنح روی عن الإمام أنه لا بأس إذا كان التفضيل لزيادة فضل له فی الدين..... "۔(2)

حدیث پاک میں ہے: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ أَنَّ أَبَاهُ أَتَى بِهِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي نَحَلْتُ ابْنِي هَذَا غُلَامًا فَقَالَ أَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَ مِثْلَهُ.. قَالَ لَا قَالَ فَارْجِعْهُ وَفِي رِوَايَةٍ أَنَّهُ قَالَ أَيَسُرُّكَ أَنْ يَكُونُوا إِلَيْكَ فِي الْبِرِّ سَوَاءً.. قَالَ بَلَى قَالَ فَلَا إِذَنْ۔ (3)

(ترجمہ:) "حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: "مجھے میرے والد صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے، اور عرض کیا کہ میں نے اپنے اس بیٹے کو ایک غلام ہبہ کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

1- البحر الرائق، 7/490، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

2- فتاویٰ رضویہ، 8/59، رضا فاؤنڈیشن لاہور

3- صحیح البخاری، کتاب الہبہ، باب الہبہ للولد، الرقم (2586)، 3/157، دار طوق النجاۃ

پوچھا: کیا تم نے اپنی تمام اولاد کو اسی کی مثل دیا ہے؟ کہا' نہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تو اسے واپس لے لو۔ اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا: کیا تمہیں پسند ہے کہ تمہاری اولاد تمہارے ساتھ بھلائی میں برابر ہو؟ کہا، کیوں نہیں' فرمایا: تو پھر ایسا نہ کرو (یعنی اپنی اولاد میں سے بعض کو محروم نہ کرو)"۔

ٹیسٹ ٹیوب بے بی (i.v.f)

سوال: ٹیسٹ ٹیوب بے بی جائز ہے؟

جواب: ٹیسٹ ٹیوب بے بی کا مفہوم یہ ہے کہ جن لوگوں کی اولاد نہیں ہوتی تو ڈاکٹر حضرات میاں بیوی کے جرثومے (مادہ تولید) لے کر مشین میں یا کسی خاتون یا پھر اسی بیوی کے رحم میں رکھتے ہیں جس سے اولاد ہونا ممکن ہوتا ہے۔

شریعت کی روشنی میں اگر یہ عمل جائز طریقے سے ہو یعنی میاں بیوی کے جرثومے (مادہ تولید) ملا کر بیوی کی بچہ دانی میں رکھے جائیں یا مشین میں رکھے جائیں تو جائز ہے۔ اور اگر دوسرے مرد کے جرثومے رکھے گئے یا ان دونوں میاں بیوی کے جرثومے کسی دوسری عورت کے رحم میں رکھے گئے تو ناجائز ہے۔ لیکن شرعی نقطہ نظر سے یہ خیال کرنا ضروری ہے کہ بیوی کے رحم میں شوہر کے تولیدی جرثومے پہنچانے کے لئے لیڈی ڈاکٹر سے خدمات لی جائیں کیونکہ غیر مرد کے سامنے عورت کا اپنی شرمگاہ کو ظاہر کرنا حرام ہے۔

شرح صحیح مسلم میں ہے: فقہا اسلام نے اسے جائز قرار دیا ہے کہ بغیر مجامعت کے مرد کے پانی کو عورت کی اندام نہانی میں پہنچا دیا جائے، جس سے عورت حاملہ ہو جائے یہ عمل اگرچہ نادر ہے لیکن اس سے نسب ثابت ہو جائے گا۔

امام ابن ہمام لکھتے ہیں:

وما قيل لا يلزم من ثبوت النسب منه وطؤه لأن الحبل قد يكون

یادخال الماء الفرج دون جماع فنادر۔

(ترجمہ:) "اور یہ جو کہا گیا ہے کہ کسی شخص سے ثبوت نسب سے لازم نہیں آتا کہ اس نے جماع بھی کیا ہو کیونکہ بغیر جماع کے بھی عورت کی اندام نہانی میں نطفہ پہنچانے سے عورت حاملہ ہو جاتی ہے تو یہ نادر الوقوع ہے"۔

علامہ زین الدین ابن نجیم نے البحر الرائق، ج:4، ص:169، مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ میں اور علامہ شبلی نے بھی بعینہ حاشیہ شبلی علی تبین الحقائق، ج:3، ص:39، مکتبہ امدایہ ملتان، میں یہی لکھا ہے۔

عالمگیری میں ہے:

إن كان الزوج مجبوبا ولم تعلم بحاله فجاءت بولد فادعاه وأثبت القاضي نسبه، ثم علمت بحاله وطلبت الفرقة فلها ذلك؛ لأن الولد لزمه بغير جماع كذا في المحيط۔

(ترجمہ:) "اگر شوہر کا آلہ تناسل کٹا ہو اور عورت کو اس کا پتہ نہ ہو اور اس کو بچہ ہو جائے اور خاوند اس بچے کا دعوی کرے اور قاضی اس سے نسب ثابت کر دے پھر عورت کو اس کے حال کا علم ہو اور وہ علیحدگی طلب کرے تو اس کے لئے جائز ہے، کیونکہ بچہ اس سے بغیر جماع کے پیدا ہو گیا"۔

بہر حال محیط اور عالمگیری کی عبارت سے یہ واضح ہو گیا کہ اگر شوہر نے بغیر جماع کے اپنا نطفہ عورت کی اندام نہانی میں پہنچا دیا اور بچہ ہو گیا تو اس کا نسب شوہر سے ثابت ہو جائے گا۔ علامہ شمس الدین سرخسی نے مبسوط، ج:5، ص:104، مکتبہ دار المعرفت بیروت طبعہ ثالثہ میں۔ اور علامہ حصکفی اور علامہ ابن عابدین شامی علیہما الرحمہ نے درمختار مع شامی، ج:2، ص:817، مکتبہ استنبول میں اسی طرح لکھا ہے۔(1)

1- شرح صحیح مسلم، 3/937، مکتبہ فرید بک سٹال لاہور

لہٰذا ٹیسٹ ٹیوب بے بی میں مذکورہ طریقہ اپنایا جائے تو جائز ہے۔ واللہ تعالی اعلم ورسولہ اعلم!

کتاب کو بطورِ نصاب (سلیبس) پڑھنے پڑھانے کا طریقہ

اس کتاب کو بطورِ نصاب بھی پڑھایا جاسکتا ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(1) معلّمہ (استانی) صاحبہ بچیوں اور خواتین کو سب سے پہلے سوال سمجھائیں۔

(2) جواب کا خلاصہ پہلے بیان کریں یا ایک دفعہ پڑھ کر پھر اس کا خلاصہ بیان کریں اور مزید تشریح کریں۔

(3) کیونکہ تفصیل میں اکثر جزئیات اور دلائل ہیں تو ان کو سمجھانے کی ضرورت نہیں ہے۔

(4) مگر جس مسئلے کی تفصیل میں احادیث اور قرآنی آیات مبارکہ ہیں انہیں ضرور پڑھائیں اور سمجھائیں۔

(5) بچیاں صرف سوال اور جواب یاد کر کے سنائیں گی۔ تفصیل خود پڑھنا چاہیں تو پڑھ سکتی ہیں مگر سنانا ضروری نہیں ہے۔

(6) مگر جس تفصیل میں احادیث ہیں ان کو پڑھ کر سنانا اور احادیث یاد کر سکیں تو یاد ضرور کرائیں۔

(7) کوئی معلّمہ چاہے تو وہ پوری کتاب پڑھائے اور یاد کرائے، اور اگر مخصوص ابواب پڑھانا چاہیں تو وہ بھی پڑھا سکتی ہیں۔

(8) جہاں تفصیل کی ضرورت ہو تو معلمات (استانیاں) دیگر کتبِ فقہ سے مطالعہ کر کے آئیں اور طالبات کی تشنگی مٹائیں، کیونکہ مکمل مسائل کی تفصیل اور ہر ہر جزئی کو ذکر کرنا کتاب کے طول کا باعث تھا تو صرف درپیش اور اہم وجدید مسائل ذکر کیے ہیں۔

(9) مثلاً پہلے تین باب اگر کوئی پڑھانا چاہے تو ہر باب میں تقریباً پچیس (25) سے

تیس (30) سوالات اور ان کے جوابات تحریر ہیں، تو اگر ہر روز دو سے تین سوالات پڑھائیں جائیں تو یہ کتاب بہت جلد ختم ہو سکتی ہے اور اسے یاد کیا جا سکتا ہے۔

امتحان کا طریقہ:

تحریری اور تقریری دونوں طرح سے امتحان لیا جا سکتا ہے۔ ذیل میں دونوں طرح کے لئے ایک ہی طریقہ ذکر کیا جا رہا ہے، فرق صرف اتنا ہے کہ اگر چاہیں تو اس طرح سوال کر کے تقریری امتحان لے لیں، اور اگر چاہیں تو یہی سوال تحریری امتحان میں دے دیں۔

سوال (1): حضرت عائشہ صدیقہ اور خواتین کے علمی مقام کی تین تین خصوصیات تحریر کریں؟

سوال (2): غیر محرم سے پڑھنا کیسا؟

سوال (3): غیر محرم مرد سے مصافحہ کرنا کیسا؟ اس فعل کی وعید پر دو احادیث مبارکہ تحریر کریں۔

سوال (4): کیا دستانے پہن کر قرآن کو بے وضو چھو سکتے ہیں؟

سوال (5): حیض کی حالت میں امتحانات کیسے دیے جائیں؟

اسی طرح ہر ہر سوال کے جز بھی بنائے جا سکتے ہیں۔ مثلاً:

سوال (6):

جز (الف): محرم رشتے دار کتنے ہیں؟ کسی چار کے نام تحریر کریں؟

جز (ب): کالے کپڑے پہننا کیسا؟

جز (ج): وگ لگانا کیسا؟

MC Quiz (ایم سی کیوز)

سوال (1): چچا بیٹا ------- ہے۔

(1) محرم (2) غیر محرم

(3) محرم وغیر محرم دونوں (4) ان میں سے کوئی نہیں

سوال (2): غیر محرم سے مصافحہ کرنا ------- ہے۔

(1) حرام (2) مکروہ

(3) جائز (4) ان میں سے کوئی نہیں

سوال (3): ناخن بڑھانے کی زیادہ سے زیادہ مدت ------- ہے۔

(1) 20دن (2) 30دن

(3) 40دن (4) 15دن

سوال (4): وضو کے فرض ------- ہیں۔

(1) 4 (2) 5

(3) 3 (4) ان میں سے کوئی نہیں

سوال (5): وضو کرتے وقت آنکھوں سے لینز اتارنا ------- ہے۔

(1) ضروری (2) مستحب

(3) ضروری نہیں (4) فرض

*****

مصادر

اولاً کتب احادیث مرتبے کے اعتبار سے مرتب ہے۔ ثانیاً کتب فقہ وفتاوی الف بائی کے اعتبار سے درج ہے۔ کتاب کا نام، مصنف کا نام اور والد کا نام، کنیت، لقب، سن وفات اسی ترتیب سے اور کتاب کے پبلشرز کا نام لکھا گیا ہے۔

1. القرآن الکریم۔

کتب الحدیث وشروحہ:

2. صحیح البخاری: محمد بن اسماعیل ابوعبداللہ البخاری (وفات 256ھ) دار طوق النجاۃ بیروت۔
3. صحیح مسلم: مسلم بن الحجاج ابو الحسن القشیری (وفات 261ھ) دار احیاء التراث العربی بیروت
4. سنن ابی داود: سلیمان بن الاشعث السجستانی (وفات 275ھ) المکتبۃ العصریہ بیروت۔
5. سنن الترمذی: محمد بن عیسی ابوعیسی الترمذی (وفات 279ھ) دار الغرب الاسلامی بیروت۔
6. سنن ابن ماجہ: محمد بن یزید ابوعبداللہ ابن ماجہ القزوینی (273ھ) دار احیاء الکتب العربیۃ بیروت
7. سنن نسائی: احمد بن شعیب ابوعبدالرحمن النسائی (وفات 303ھ) موسسۃ الرسالۃ۔
8. المستدرک: محمد بن عبداللہ ابوعبداللہ الحاکم (405ھ) دار الکتب العلمیہ بیروت۔
9. مسند احمد بن حنبل: احمد بن محمد بن حنبل ابوعبداللہ الشیبانی (وفات 241ھ) موسسۃ الرسالہ بیروت
10. موطا امام مالک: مالک بن انس المدنی (179ھ) موسسہ زاید بن سلطان، ابوظبی۔
11. سنن الدارقطنی: علی بن عمر ابوالحسن الدارقطنی (وفات 385ھ) موسسۃ الرسالہ بیروت۔
12. مصنف ابن ابی شیبہ: ابوبکر بن ابی شیبہ (235ھ) مکتبۃ الرشد الریاض۔
13. مصنف عبدالرزاق: عبدالرزاق بن ہمام ابوبکر الصنعانی (211ھ) المکتب الاسلامی، بیروت
14. السنن الکبری: احمد بن حسین ابوبکر البیہقی (وفات 458ھ) دار الکتب العلمیہ بیروت۔

15. السنن الکبری: احمد بن شعیب ابو عبد الرحمن النسائی (وفات 303ھ) موسسۃ الرسالۃ۔

16. مشکاۃ المصابیح: محمد بن عبد اللہ الخطیب التبریزی (741ھ) المکتب الاسلامی بیروت۔

17. المعجم الاوسط: سلیمان بن احمد ابو القاسم الطبرانی (360ھ) دار الحرمین القاھرۃ۔

18. المعجم الکبیر: سلیمان بن احمد ابو القاسم الطبرانی (360ھ) مکتبۃ ابن تیمیہ القاھرۃ۔

19. الادب المفرد، محمد بن اسماعیل ابو عبد اللہ البخاری (وفات 256ھ) دار البشائر بیروت۔

20. شعب الایمان: احمد بن حسین ابو بکر البیھقی (وفات 458ھ) مکتبۃ الرشد الہند۔

21. الوقوف والترجل: احمد بن محمد بن حنبل ابو عبد اللہ الشیبانی (وفات 241ھ) دار الکتب العلمیہ بیروت

22. الجامع الصغیر: عبد الرحمن بن ابی بکر جلال الدین السیوطی (911ھ) دار الکتب العلمیۃ بیروت

23. مجمع الزوائد: علی بن ابی بکر ابو الحسن نور الدین الہیثمی (807ھ) مکتبۃ القدسی القاھرۃ۔

24. عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری: محمود بن احمد ابو محمد بدر الدین العینی (وفات 855ھ) دار احیاء التراث العربی۔

25. فتح الباری شرح صحیح البخاری: احمد بن علی ابو الفضل ابن حجر عسقلانی (وفات 852ھ) دار المعرفۃ بیروت۔

26. شرح السیوطی علی المسلم: عبد الرحمن بن ابی بکر جلال الدین السیوطی (911ھ) دار ابن عفان السعودیہ۔

27. شرح النووی علی المسلم: یحیی بن شرف ابو زکریا محی الدین النووی (676ھ) قدیمی کتب خانہ، کراچی۔

28. عون المعبود شرح سنن ابی داود: محمد اشرف بن امیر ابو عبد الرحمن العظیم آبادی (1329ھ) دار الکتب العلمیہ بیروت۔

29. قوت المغتذی علی سنن الترمذی:: عبد الرحمن بن ابی بکر جلال الدین السیوطی (911ھ) جامعۃ ام القری، مکۃ المکرمۃ۔

30. شرح سنن ابن ماجہ: عبدالرحمن بن ابی بکر جلال الدین السیوطی(911ھ) قدیمی کتب خانہ کراچی
31. شرح الزرقانی علی الموطأ: محمد بن عبدالباقی ابوعبداللہ الزرقانی المالکی(1122ھ)مکتبۃ الثقافۃ القاھرۃ
32. مرقاۃ المفاتیح: علی بن (سلطان) محمد ابوالحسن نور الدین الملا القاری(1014ھ) دارالفکر بیروت
33. مرآۃ المناجیح: مفتی احمد یار خان حکیم الامت نعیمی(1391ھ) المدینہ لائبریری، مکتبۃ المدینہ کراچی
34. شرح صحیح مسلم: علامہ غلام رسول سعیدی() مکتبہ فرید بک سٹال لاہور۔
35. التلخیص الحبیر: احمد بن علی ابوالفضل ابن حجر عسقلانی (وفات 852ھ) موسسۃ القرطبہ مصر۔

کتب الفقہ:

36. الاختیار لتعلیل المختار: عبداللہ بن محمود ابوالفضل مجد الدین الحنفی(683ھ)مطبعۃ الحلبی القاھرۃ
37. ارشاد الساری: علی بن (سلطان) محمد ابوالحسن نور الدین الملا القاری(1014ھ) دار الکتب العلمیہ بیروت۔
38. الاصل: محمد بن حسن ابوعبداللہ الشیبانی (وفات 189ھ) دار ابن حزم بیروت/ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، کراتشی۔
39. الآثار: یعقوب بن ابراہیم ابویوسف الامام الثانی (182ھ) دار الکتب العلمیہ بیروت۔
40. البحر الرائق: زین الدین بن ابراہیم ابن نجیم المصری (وفات 970ھ) دار الکتاب الاسلامی بیروت
41. بدائع الصنائع: ابوبکر بن مسعود علاء الدین کاسانی (وفات 587ھ) دار الکتب العلمیہ بیروت
42. بہار شریعت: مفتی محمد امجد علی اعظمی بن حکیم جمال الدین(وفات 1367ھ)مکتبۃ المدینہ کراچی
43. تحفۃ الفقہاء: محمد بن احمد ابوبکر علاء الدین السمرقندی(540ھ) دار الکتب العلمیہ بیروت۔
44. تحفۃ المحتاج: عمر بن علی ابوحفص ابن الملقن سراج الدین(804ھ) المکتبۃ التجاریہ مصر۔
45. الترغیب والترھیب: عبدالعظیم بن عبدالقوی زکی الدین المنذری(656ھ) دار الکتب العلمیہ بیروت۔
46. تعظیم قدر الصلاۃ: محمد بن نصر ابوعبداللہ المروزی(294ھ)مکتبۃ الدار، المدینۃ المنورۃ۔

47. تفہیم المسائل: مفتی اعظم پاکستان مفتی منیب الرحمن صاحب () ضیاء القرآن کراچی۔

48. تکملۃ البحر الرائق: محمد بن حسین الحنفی القادری (1138ھ) دار الکتاب الاسلامی بیروت۔

49. تنویر الابصار: محمد بن عبداللہ شمس الدین التمر تاشی الغزی (وفات 1004ھ) دار الفکر بیروت

50. جامع لاحکام الصغار: محمد بن محمود الاسروشنی الحنفی (632ھ) دار الفضیلۃ بیروت۔

51. حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی: احمد بن محمد الطحطاوی (1231ھ) دار الکتب العلمیہ بیروت۔

52. حاشیۃ شروانی علی تحفۃ المحتاج: ال امام عبدالحمید الشروانی المکتبۃ التجاریۃ مصر۔

53. الدر المختار شرح تنویر الابصار: محمد بن علی علاء الدین الحصکفی (1088ھ) دار الفکر بیروت۔

54. درر الحکام شرح غرر الاحکام: محمد بن فرامرز ملاخسرو (885ھ) دار احیاء الکتب العربیۃ بیروت

55. رد المحتار حاشیہ علی الدر المختار: محمد امین بن عمر ابن عابدین شامی (1252ھ) دار الفکر بیروت/ مکتبہ رحمانیہ لاہور۔

56. رسائل ابن عابدین: محمد امین بن عمر ابن عابدین شامی (1252ھ) مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ۔

57. رفیق البرکات لاھل الزکوۃ: مفتی رفیق الحسنی () جامعہ اسلامیہ مدینۃ العلوم کراچی۔

58. شرح السیر الکبیر: محمد بن احمد ابو سہل شمس الائمہ سرخسی (483ھ) دار العلم، بیروت لبنان۔

59. شرح عقود رسم المفتی: محمد امین بن عمر ابن عابدین شامی (وفات 1252ھ) دار الفکر بیروت۔

60. الصلاۃ واحکام تارکہا: محمد بن ابی بکر شمس الدین ابن قیم الجوزیۃ (751ھ) مکتبۃ الثقافۃ المدینۃ المنورۃ۔

61. غنیۃ المستملی: ابراہیم بن محمد الحلبی (956ھ) مکتبہ نعمانیہ کوئٹہ۔

62. غنیۃ ذوی الاحکام حاشیہ علی درر الحکام: حسن بن عمار الشرنبلالی (1069ھ) دار الاحیاء الکتب العربیہ بیروت۔

63. الفتاوی الحدیثیۃ: احمد بن محمد ابو العباس شہاب الدین الہیتمی (974ھ) دار الفکر بیروت۔

64. فتاوی امجدیہ: مفتی محمد امجد علی اعظمی بن حکیم جمال الدین (وفات 1367ھ) مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر

82. مراقی الفلاح: حسن بن عمار الشرنبلالی (وفات 1069ھ) دار الکتب العلمیۃ بیروت۔

83. المغنی: عبداللہ بن احمد ابو محمد موفق الدین ابن قدامۃ المقدسی (620ھ) مکتبۃ القاهرۃ۔

84. منحۃ الخالق حاشیہ علی البحر الرائق: محمد امین بن عمر ابن عابدین شامی (وفات 1252ھ) دار الکتاب الاسلامی بیروت۔

85. المیسر فی شرح مصابیح السنۃ: فضل اللہ بن حسن ابو عبداللہ شہاب الدین التُّورِبِشْتی (661ھ) مکتبۃ نزار مصطفی الباز۔

86. النهر الفائق: عمر بن ابراہیم ابن نجیم الحنفی (وفات 1005ھ) دار الکتب العلمیۃ بیروت۔

87. الہدایۃ: علی بن ابی بکر ابو الحسن برہان الدین المرغینانی (593ھ) دار احیاء التراث العربی بیروت

متفرق کتب:

88. الاجابہ: شمس الدین محمد بن عبداللہ الزرکشی الحنبلی (772ھ) مکتبۃ الخانجی القاهرۃ۔

89. الاعلام: خیر الدین بن محمود الزرکلی (1396ھ) دار العلم للملایین، بیروت۔

90. بی بی سی اردو، ڈاکٹر مائیکل موسلے، 29 ستمبر 2014۔

91. تفسیر روح البیان: اسماعیل حقی بن مصطفی (1127ھ) دار الفکر بیروت۔

92. تہذیب التہذیب: احمد بن علی ابو الفضل ابن حجر العسقلانی (852ھ) دائرۃ المعارف النظامیہ الہند

93. تہذیب الکمال: یوسف بن عبدالرحمن ابو الحجاج المزی (742ھ) موسسۃ الرسالۃ بیروت۔

94. خزائن العرفان فی تفسیر القرآن: سید نعیم الدین بن محمد معین الدین نزہت صدر الافاضل مرادآبادی (1367ھ) مکتبہ ضیاء القرآن کراچی۔

95. الدیباج المذہب: ابراہیم بن علی برہان الدین الیعمری (799ھ) دار التراث القاهرۃ۔

96. سیر اعلام النبلاء: محمد بن احمد شمس الدین ابو عبداللہ الذہبی (748ھ) موسسۃ الرسالۃ بیروت

97. الطبقات الکبری: محمد بن سعد بن ابو عبداللہ ابن سعد (230ھ) دار الکتب العلمیہ بیروت۔

98. الطرق الحکمیۃ: محمد بن ابی بکر شمس الدین ابن قیم الجوزیۃ (751ھ) مکتبۃ دار البیان۔

82. مراقی الفلاح: حسن بن عمار الشرنبلالی (وفات 1069ھ) دار الکتب العلمیۃ بیروت۔

83. المغنی: عبد اللہ بن احمد ابو محمد موفق الدین ابن قدامۃ المقدسی (620ھ) مکتبۃ القاھرۃ۔

84. منحۃ الخالق حاشیہ علی البحر الرائق: محمد امین بن عمر ابن عابدین شامی (وفات 1252ھ) دار الکتاب الاسلامی بیروت۔

85. المیسر فی شرح مصابیح السنۃ: فضل اللہ بن حسن ابو عبد اللہ شہاب الدین التُّورِبِشتی (661ھ) مکتبۃ نزار مصطفی الباز۔

86. النھر الفائق: عمر بن ابراہیم ابن نجیم الحنفی (وفات 1005ھ) دار الکتب العلمیۃ بیروت۔

87. الھدایۃ: علی بن ابی بکر ابو الحسن برہان الدین المرغینانی (593ھ) دار احیاء التراث العربی بیروت

متفرق کتب:

88. الاجابۃ: شمس الدین محمد بن عبد اللہ الزرکشی الحنبلی (772ھ) مکتبۃ الخانجی القاھرۃ۔

89. الاعلام: خیر الدین بن محمود الزرکلی (1396ھ) دار العلم للملایین، بیروت۔

90. بی بی سی اردو، ڈاکٹر مائیکل موسلے، 29 ستمبر 2014۔

91. تفسیر روح البیان: اسماعیل حقی بن مصطفی (1127ھ) دار الفکر بیروت۔

92. تھذیب التھذیب: احمد بن علی ابو الفضل ابن حجر العسقلانی (852ھ) دائرۃ المعارف النظامیہ الہند

93. تھذیب الکمال: یوسف بن عبد الرحمن ابو الحجاج المزی (742ھ) موسسۃ الرسالۃ بیروت۔

94. خزائن العرفان فی تفسیر القرآن: سید نعیم الدین بن محمد معین الدین نزہت صدر الافاضل مرادآبادی (1367ھ) مکتبہ ضیاء القرآن کراچی۔

95. الدیباج المذھب: ابراہیم بن علی برہان الدین الیعمری (799ھ) دار التراث القاھرۃ۔

96. سیر اعلام النبلاء: محمد بن احمد شمس الدین ابو عبد اللہ الذہبی (748ھ) موسسۃ الرسالۃ بیروت

97. الطبقات الکبری: محمد بن سعد بن ابو عبد اللہ ابن سعد (230ھ) دار الکتب العلمیہ بیروت۔

98. الطرق الحکمیۃ: محمد بن ابی بکر شمس الدین ابن قیم الجوزیۃ (751ھ) مکتبۃ دار البیان۔

6. امام ذہبی نے اپنی کتاب 'معجم شیوخ الذہبي' میں، اسی طرح علامہ ابن حجر نے اپنی کتاب 'المعجم المؤسس للمعجم المفهرس' میں اپنی بہت سے معلّمات اور شیخات کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے الدرر الکامنة فی أعیان المئة الثامنة اور إنباء الغمر فی أنباء العمر میں بہت سی خواتین کا تذکرہ کیا ہے۔ ان کے شاگرد علامہ سخاوی نے اپنی کتاب الضوء اللامع لأهل القرن التاسع کی ایک جلد خواتین کے لیے خاص کی ہے۔ انہوں نے ایک ہزار ستر (۱۰۷۰) خواتین کا تذکرہ کیا ہے، جن میں سے زیادہ تر محدثات وفقیہات تھیں۔

علامہ جلال الدین سیوطی نے متعدد خواتین سے علم حاصل کیا۔ مثلاً ام ہانی بنت الھوریني، ام الفضل بنت محمد المقدسی، خدیجہ بنت ابی الحسن الملقن، نشوان بنت عبداللہ الکنانی، ھاجرہ بنت محمد المصریہ، امۃ الخالق بنت عبداللطیف العقبی وغیرہ۔ انہوں نے اپنی معجم اور دیگر مؤلفات میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور ان کی روایات بیان کی ہیں۔ خطیب بغدادی نے طاہرہ بنت احمد بن یوسف التنوخیہ سے سماعت کی، جو بڑی محدثہ اور فقیہہ تھیں۔ جلیلہ بنت علی بن الحسن الشجری نے عراق اور شام کا سفر کیا تو علامہ سمعانی اور دیگر علمائے کبار نے ان سے فیض اٹھایا۔ ابوعمرو مسلم بن ابراہیم الازدی الفراھیدی نے ستر (۷۰) خواتین سے روایت کی ہے۔ اس طرح ابوالولید ہشام بن عبدالملک الطیالسی کے شیوخ میں بھی ستر (۷۰) خواتین کا نام ملتا ہے۔ حافظ ابن عساکر نے جن خواتین سے استفادہ کیا اور ان سے احادیث روایت کیں ان کی تعداد اسّی (۸۰) سے متجاوز ہے۔

ابوعبداللہ محمد بن محمود بن النجار کے اساتذہ اور شیوخ میں تین ہزار (۳۰۰۰) مرد اور چارسو (۴۰۰) خواتین تھیں۔ حافظ ابن حجر نے تقریب التہذیب میں تیسری صدی ہجری کے اوائل تک آٹھ سو چوبیس (۸۲۴) خواتین کے نام ذکر کیے ہیں، جنھیں روایت حدیث میں شہرت حاصل تھی۔ علم حدیث کی اشاعت وترویج کے میدان میں زمانہ کے